



# مقاہد ابی حنیفہؒ

تالیف

امام ابی حنیفہؒ

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب مدظلہ

مکتبہ صفدریہ

نور و نورانیہ، لاہور، پاکستان

وَرَبُّكَ كَامِلٌ فِيهِ اِلٰی مَنْ هُوَ اَفْتَدَيْتَ الْحَدِيثَ رِثَةً  
 قَدَسَ لَكَ بَيْتُ اَوَّلِهَا سَيِّدُهَا اَمْرُهَا

# مقام الی حنیفہ

جس میں تو کئی کریم ہیں اور سب کو علم اسلام کے طور پر آجائے جو اہل قرآن کی فضیلت اور اس کا کثرت  
 اور اہمیت بیان کی گئی ہے اور فقہاء صحابہ اور اہل کوفہ کی حدیث والی اندھ فخر پر سرور علیٰ صلوات کی گئی ہے اور  
 حضرت امام ابوحنیفہ کا مستقیم فقہ و حدیث اور علم کلام میں مروجی و موالی سے بتایا گیا ہے۔ نیز ان کی ریاست و  
 ریاست و استقامت اور قناعت بہت پر واضح حوالے پیش کیے گئے ہیں۔ ان پر ہمیشہ اہل الزنا و فحشاء  
 و اسلام و حدیث اور قناعت و عیسویت و غیر کے جتنے اصولی اعتراضات و قریب و حدیث کیے گئے ہیں ان  
 کے احوال جوابات دیے گئے ہیں اور اس میں حضرت زین کا تعصب و عند اور اجنبائی غلطیوں میں استلزام  
 کی گئی ہے نیز یہ فخر حق کی درجہ کتب و اصناف پر کیے گئے بعض اعتراضات کے و نشان میں جو کچھ  
 پیش کیے ہیں اور اس کے علاوہ جو مسائل ضمنی اباحت میں جمعیت کی بحث کی گئی ہے وہاں فقہاء و علما کے اختلافات

احقر البوالا احمد محمد سرور انصاری صاحب  
 خطیب جامعہ گورکھ پور و مدرسہ دارالعلوم گورکھ پور

ناشر: مکتبہ صفحہ سیدہ شہرہ معلوم نزد گھنٹہ گھر گورکھ پور

مکتبہ حق تعالیٰ مکتبہ محمدیہ گوہر انوار محمد طہریں۔

طبع یازدہم جنوری ۱۳۰۰ھ

نام کتب \_\_\_\_\_ معتمد علی حنفیہ  
 مصنف \_\_\_\_\_ ابو الزاہد حضرت مولانا محمد سرور انصاری صاحب مدظلہ العالی  
 کتابت \_\_\_\_\_ محمد اسحاق شافعی  
 ناشر \_\_\_\_\_ مکتبہ حق تعالیٰ مکتبہ محمدیہ گوہر انوار  
 طبع \_\_\_\_\_ فائن پرنٹرز لاہور

قیمت \_\_\_\_\_ ۱۳۰۰ (ایک سو تیس) روپے

### طبع مکتبہ

- |   |  |
|---|--|
| ○ مکتبہ حق تعالیٰ مکتبہ محمدیہ گوہر انوار                       | ○ مکتبہ ادارہ مستان                      |
| ○ مکتبہ طبعیہ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی                           | ○ مکتبہ حقایقہ ملتان                     |
| ○ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور                                | ○ مکتبہ مجیدیہ ملتان                     |
| ○ مکتبہ سید احمد شید اردو بازار لاہور                           | ○ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور          |
| ○ کتب خانہ شید رہبر بازار راولپنڈی                              | ○ اسلامی کتب خانہ انجمن انجمن ایبٹ آباد  |
| ○ مکتبہ الخاری جامعہ اسلامیہ ادارہ فیصل آباد                    | ○ مکتبہ فریدی ای سی بی اسلام آباد        |
| ○ مکتبہ رشیدیہ حسن زکریا نیو روڈ منٹگرو                         | ○ دارالکتب عربیہ مارکیٹ اردو بازار لاہور |
| ○ مکتبہ فہائیس کبیہ مارکیٹ کی مدت                               | ○ مدینہ کتب خانہ گہرامہ بازار گوہر انوار |
| ○ مکتبہ قاسمیہ رشیدیہ فروج خان مسجد بنوری ملتان کراچی           |  |
| ○ مکتبہ فائدہ قیہ حنفیہ مکتبہ فائر بریگیڈ اردو بازار گوہر انوار |  |
| ○ کتب خانہ شہ جی مارکیٹ گمکوہ                                   | ○ مکتبہ العلم اردو بازار لاہور           |



صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۴۶	امام شعبیؒ کا حوالہ	۴۶	امام محمد بن صفیہؒ کا حوالہ
۴۷	حافظ بن القیصرؒ کا بیان	۴۷	امام ابوہریرہؓ کا حوالہ
۴۸	نواب صاحبؒ کا بیان	۴۸	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ اجتہاد میں اکتفا تھا
۴۹	مولانا مبارک پوریؒ کا بیان	۴۹	حافظ ابوہریرہؓ بن عبد اللہؓ کا حوالہ
۵۰	امام صاحبؒ عبد اللہ بن مسعودؓ	۵۰	ابوہریرہؓ بن مسعودؓ بن عبد اللہ بن مسعودؓ کا حوالہ
۵۱	امام شعبیؒ کا بیان	۵۱	امام شعبیؒ کا حوالہ
۵۲	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۵۲	امام عقیلؒ کا حوالہ
۵۳	احمد بن حنبلؒ کے بیشتر تصانیف کو رقم میں رقم	۵۳	امام عقیلؒ بن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۵۴	ان سے پہلے بھی کو رقم کر دیں رقم	۵۴	عقلمند بن قریظؒ کا حوالہ
۵۵	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۵۵	امام مبارک بن محمدؒ کا حوالہ
۵۶	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۵۶	بنی امیہ بن عبد اللہؒ الرقی کا حوالہ
۵۷	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۵۷	امام ابن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۵۸	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۵۸	حافظ ابن حجرؒ کا حوالہ
۵۹	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۵۹	شیخ ابوہریرہؓ بن عبد اللہؓ کا حوالہ
۶۰	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۶۰	ابن طلوعہؒ کا حوالہ
۶۱	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۶۱	حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا حوالہ
۶۲	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۶۲	نواب صاحبؒ کا حوالہ
۶۳	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۶۳	امام عقیلؒ بن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۶۴	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۶۴	حضرت ابن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۶۵	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۶۵	نواب صاحبؒ کا حوالہ
۶۶	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۶۶	امام عقیلؒ بن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۶۷	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۶۷	حضرت ابن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۶۸	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۶۸	نواب صاحبؒ کا حوالہ
۶۹	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۶۹	امام عقیلؒ بن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۷۰	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۷۰	حضرت ابن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۷۱	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۷۱	نواب صاحبؒ کا حوالہ
۷۲	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۷۲	امام عقیلؒ بن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۷۳	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۷۳	حضرت ابن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۷۴	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۷۴	نواب صاحبؒ کا حوالہ
۷۵	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۷۵	امام عقیلؒ بن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۷۶	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۷۶	حضرت ابن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۷۷	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۷۷	نواب صاحبؒ کا حوالہ
۷۸	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۷۸	امام عقیلؒ بن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۷۹	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۷۹	حضرت ابن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۸۰	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۸۰	نواب صاحبؒ کا حوالہ
۸۱	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۸۱	امام عقیلؒ بن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۸۲	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۸۲	حضرت ابن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۸۳	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۸۳	نواب صاحبؒ کا حوالہ
۸۴	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۸۴	امام عقیلؒ بن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۸۵	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۸۵	حضرت ابن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۸۶	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۸۶	نواب صاحبؒ کا حوالہ
۸۷	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۸۷	امام عقیلؒ بن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۸۸	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۸۸	حضرت ابن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۸۹	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۸۹	نواب صاحبؒ کا حوالہ
۹۰	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۹۰	امام عقیلؒ بن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۹۱	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۹۱	حضرت ابن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۹۲	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۹۲	نواب صاحبؒ کا حوالہ
۹۳	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۹۳	امام عقیلؒ بن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۹۴	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۹۴	حضرت ابن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۹۵	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۹۵	نواب صاحبؒ کا حوالہ
۹۶	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۹۶	امام عقیلؒ بن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۹۷	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۹۷	حضرت ابن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۹۸	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۹۸	نواب صاحبؒ کا حوالہ
۹۹	گورنر بن محمدؒ کو رقم کا درود	۹۹	امام عقیلؒ بن ابی نعیمؒ کا حوالہ
۱۰۰	امام مبارک بن محمدؒ کو رقم کا درود	۱۰۰	حضرت ابن ابی نعیمؒ کا حوالہ

ردیف	عناوین	ردیف	عناوین
۱	علاء الدین عظیم کابیان	۱۳	پس کا جواب
۲	مقدیم الدین کابیان	۱۴	جوئے جیوگی کی حدیث کے مختصر ترجمہ کن نہیں گنتے
۳	سناظ الدین کیشو کابیان	۱۵	مختصر مایعہ سناظ الدین عظیمی کابیان
۴	مشرع ابن فضل کابیان	۱۶	مؤلف شریعہ انساری کی غلدیانی
۵	ابن جبرگئی کابیان	۱۷	امام کبیرؑ کا ہر جی کو فرم گئے تھے
۶	مختصر علم شافعی کابیان	۱۸	امام کبیرؑ کا ہر جی کو فرم گئے تھے
۷	سناظ الدین کریم کابیان	۱۹	تکلیف غیر خدا کا ہر جی کو فرم گئے تھے
۸	امام غفران بن عیاض کابیان	۲۰	سیکڑا اللہ کو کہہ دیتے ہیں کہ تہ کے
۹	امام ابو مسد کابیان	۲۱	حالا مدرسہ کی فرست
۱۰	امام عظیم کابیان	۲۲	باب چہارم
۱۱	عبد اللہ بن عبد شمس کابیان	۲۳	مقدم مدرسہ کا مقدمہ کلمہ و کتابت میں
۱۲	ابو مسلم بن عبد اللہ کابیان	۲۴	مختصر امام شافعی کا حوالہ
۱۳	امام یحییٰ بن عبد اللہ کابیان	۲۵	مختصر ابن جبرگئی کا حوالہ
۱۴	امام آقائی علی کبیر کابیان	۲۶	مختصر مسخرین کا حوالہ
۱۵	مقدم اضافی عبد اللہ کابیان	۲۷	مختصر اسرار علی کا حوالہ
۱۶	امام عبد اللہ بن عبد اللہ کابیان	۲۸	اور حوالہ دینی کابیان
۱۷	عبد اللہ بن عبد اللہ کابیان	۲۹	علاء الدین کابیان
۱۸	عبد اللہ بن عبد اللہ کابیان	۳۰	مقدم عبد اللہ کابیان
۱۹	عبد اللہ بن عبد اللہ کابیان	۳۱	مقدم عبد اللہ کابیان
۲۰	عبد اللہ بن عبد اللہ کابیان	۳۲	مقدم عبد اللہ کابیان
۲۱	عبد اللہ بن عبد اللہ کابیان	۳۳	مقدم عبد اللہ کابیان
۲۲	عبد اللہ بن عبد اللہ کابیان	۳۴	مقدم عبد اللہ کابیان
۲۳	عبد اللہ بن عبد اللہ کابیان	۳۵	مقدم عبد اللہ کابیان
۲۴	عبد اللہ بن عبد اللہ کابیان	۳۶	مقدم عبد اللہ کابیان
۲۵	عبد اللہ بن عبد اللہ کابیان	۳۷	مقدم عبد اللہ کابیان
۲۶	عبد اللہ بن عبد اللہ کابیان	۳۸	مقدم عبد اللہ کابیان
۲۷	عبد اللہ بن عبد اللہ کابیان	۳۹	مقدم عبد اللہ کابیان
۲۸	عبد اللہ بن عبد اللہ کابیان	۴۰	مقدم عبد اللہ کابیان

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۹۱	مگر وہ پہلی ہی صفحہ الفیضہ السیاقہ فیہ	۸۱	پہلی ہی صفحہ کا بیان
۹۳	فتاویٰ کا خلاصہ	۸۲	مضامین میں صفحہ کا بیان
۹۵	نام کا کوئی نہ دیکھا ہے	۸۳	پہلی ہی صفحہ کا بیان
۹۶	وہ جو صفحہ کا بیان	۸۴	مستند و محقق کا بیان
۹۷	اہم شکر بر سر کے حوالہ	۸۵	غائب صاحب کا بیان
۹۸	حضرت امجد کا آثار	۸۶	مستند و محقق کا بیان
۹۹	جلی خانہ میں حضرت	۸۷	حضرت امجد کا آثار
۱۰۰	قید خانہ میں	۸۸	بہو کی صفحہ کا بیان
۱۰۱	افغانی کی صفحہ	۸۹	امجد صاحب کا بیان
۱۰۲	آنگین شادی	۹۰	امجد صاحب کی صفحہ
۱۰۳	امجد صاحب کی صفحہ	۹۱	حضرت امجد کا آثار
۱۰۴	امجد صاحب کی صفحہ	۹۲	امجد صاحب کی صفحہ
۱۰۵	امجد صاحب کی صفحہ	۹۳	امجد صاحب کی صفحہ
۱۰۶	امجد صاحب کی صفحہ	۹۴	امجد صاحب کی صفحہ
۱۰۷	امجد صاحب کی صفحہ	۹۵	امجد صاحب کی صفحہ
۱۰۸	امجد صاحب کی صفحہ	۹۶	امجد صاحب کی صفحہ
۱۰۹	امجد صاحب کی صفحہ	۹۷	امجد صاحب کی صفحہ
۱۱۰	امجد صاحب کی صفحہ	۹۸	امجد صاحب کی صفحہ
۱۱۱	امجد صاحب کی صفحہ	۹۹	امجد صاحب کی صفحہ
۱۱۲	امجد صاحب کی صفحہ	۱۰۰	امجد صاحب کی صفحہ
۱۱۳	امجد صاحب کی صفحہ	۱۰۱	امجد صاحب کی صفحہ

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۱۶	مرقاۃ آسیہ رحال کرنی صاحب	۱۱۶	ادامہ حیدر الشہید داؤد الخرنجی کا حال
۱۱۶	نواب صاحب	۱۱۶	ادامہ ذوق کا بیان
۱۱۶	غزیرۃ انظار الہیں کی عبارت کامل	۱۱۶	محدث جعفر بن کرم کا بیان
۱۱۶	حنفی اہل تشیع میں برائے انظار الہیں	۱۱۶	ادامہ یونین نور دینی کا بیان
۱۱۶	مراثی شایعہ استغفار کا جملہ	۱۱۶	ادامہ یونین نور دینی کا بیان
۱۱۶	ادامہ صاحب غنا و حدیث میں سے کچھ	۱۱۶	کتاب آیتہ و امام الزینہ کی ہے
۱۱۶	مقتصد بنی۔ امام حاکم	۱۱۶	خوشی کر کے نہ کہتے تھے حضرت کا تہجد میں آتی
۱۱۶	حافظہ انصاری الشافعی	۱۱۶	ادامہ برائے یونین نور دینی
۱۱۶	شیخ احمد سامی بن شیعہ	۱۱۶	نقل جس حدیث کی تھی
۱۱۶	ادامہ غلیب تبریزی	۱۱۶	ادامہ صاحب نے چار روز حدیث میں عبارت کی ہیں
۱۱۶	ابن حجر مکی	۱۱۶	ادامہ کی تصانیف میں کیا قرار ہے؟
۱۱۶	ابن قسطلانی	۱۱۶	احکام الکلام اعلیٰ کی کتاب ہے
۱۱۶	مراثی شایعہ استغفار کا تہجد	۱۱۶	محدث بنی کی بنیاد حدیث و آیت پر قائم ہے
۱۱۶	حضرت امام الزینہ کی ثقافت	۱۱۶	کتاب الکتاب الشیعہ میں ہے
۱۱۶	امام علی بن المومنین سے	۱۱۶	ادامہ صاحب الزینہ اور حدیث میں ہے
۱۱۶	امام علی بن محمد سے	۱۱۶	ادامہ الزینہ کا حال
۱۱۶	مراثی شایعہ استغفار کا تہجد	۱۱۶	سید محمد بن شہرستانی کا حال
۱۱۶	حدیث میں احتیاط	۱۱۶	فرق مزید
۱۱۶	ادامہ یونین نور دینی سے	۱۱۶	ادامہ کا معنی
۱۱۶	سفیان ثوری سے	۱۱۶	ادامہ صاحب حدیث کے جملہ راویوں
۱۱۶	ابو یوسف سے	۱۱۶	کسی حدیث میں نہ آئے
۱۱۶	علی بن ابی حمزہ سے	۱۱۶	ابن عبد البر شہر دلی اللہ صاحب





صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۷۷	عبد اللہ بن زبیر و انصار سے	۱۷۷	حدیث سے نئے کی عملی کثرت
۱۷۸	قاضی امین بن عمار سے	۱۷۸	۱۰ حدیث صحیح بکر بن عبد اللہ بن عثمان سے
۱۷۹	امام ابن حنیف اور ابن عبد البر سے	۱۷۹	ایک اور حدیث سے نئے کثرت
۱۸۰	باب ششم	۱۸۰	حدیث ابو بکر بن عثمان سے کام لیتے تھے
۱۸۱	خبر وہ تھے	۱۸۱	حدیث عمر بن الخطاب سے کام لیتے تھے
۱۸۲	قرآن میں نئے استعمال کرنا	۱۸۲	حدیث ابن مسعود سے کام لیتے تھے
۱۸۳	تفسیر ابن عباس بن مسعود اور اس کے اصحاب	۱۸۳	حدیث ابن عباس بن مسعود سے کام لیتے تھے
۱۸۴	اولاد بنی امیہ کی حدیث	۱۸۴	حدیث زید بن اسلم سے کام لیتے تھے
۱۸۵	یگانہ و صحابہ النبی کا اثر	۱۸۵	حدیث عمر بن عبد العزیز سے کام لیتے تھے
۱۸۶	امین بن مسعود اور قیاس بن زید بن مسعود سے	۱۸۶	حدیث علی بن مسعود سے کام لیتے تھے
۱۸۷	مسند عمر بن مسعود سے اس کثرت	۱۸۷	قیاس بن عمر بن مسعود سے
۱۸۸	حدیث عبد اللہ بن عباس کا اثر	۱۸۸	امام صاحب کس روایت سے کام لیتے تھے
۱۸۹	حدیث عمر بن عبد العزیز کا اثر	۱۸۹	عمر بن عبد العزیز کا اپنا بیان
۱۹۰	حدیث امام مسلم بن الحجاج کا اثر	۱۹۰	ابن مسعود بن مسعود بن مسعود بن مسعود
۱۹۱	جنتہ کو مصنفات خطابی ایک جرح و ثناء ہے	۱۹۱	دیگر مصنفات کے
۱۹۲	قاضی کا قول کہ کتبہ ابی زبیر و انصار سے	۱۹۲	۱۰ اصل اثر سے یہاں موجب تصحیح نہیں ہیں جو کہتے ہیں
۱۹۳	شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا مسند جواب	۱۹۳	۱۰ اثرات کے حوالے سے
۱۹۴	عمر بن عبد العزیز بن مسعود کا حال	۱۹۴	خبر و حدیث میں پختہ ہونے کا اثر
۱۹۵	عمر بن عبد العزیز بن مسعود کا حال	۱۹۵	۱۰ اصل اثر سے یہاں موجب تصحیح نہیں ہیں جو کہتے ہیں
۱۹۶	۱۰ حدیث سے دوسری حدیث کی روایت ہے	۱۹۶	۱۰ حدیث سے دوسری حدیث کی روایت ہے
۱۹۷	ابن عبد البر کا بیان	۱۹۷	۱۰ حدیث سے دوسری حدیث کی روایت ہے
۱۹۸	قاضی شمس الدین کا بیان	۱۹۸	۱۰ حدیث سے دوسری حدیث کی روایت ہے

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۱۵	حضرت علیؓ اور انور محمدؐ کی سلفی توحید کی روشنی میں	۲۱۵	مارشال فوج کا حوالہ
۲۱۶	کشتہ دہن میں قرآن کریم پڑھنا پابندی ہے ؟	۲۱۶	امام صاحبؒ کی مختلف حدیث کا موازنہ
۲۱۷	مستعد حضرت شاہ ابی دہش میں قرآن حکم کرنا کتنا صحیح ہے	۲۱۷	یہ صاحبی الزام حضرت امامؒ کی طرف سے
۲۱۸	حضرت امامؒ کی دعوت میں ہمیں کیا قبولیت	۲۱۸	ان میں سے کچھ حدیثیں جو مستند ہیں
۲۱۹	کشتہ دہن کے احکامات	۲۱۹	در امام کا کشتہ پڑھنا
۲۲۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے	۲۲۰	امام شافعیؒ کی دعوت میں
۲۲۱	مشورہ کے تحت کھیلنے نہ کرنا حکم	۲۲۱	کیا امامؒ کی دعوت میں الجراح نے امام صاحبؒ
۲۲۲	مرد و عورت کو پہننے کی ضرورت کتنی ہے	۲۲۲	کو مخالفت حدیث کا ہے ؟
۲۲۳	مذہب پر کون سی چیزیں اور اس کی مثال امامؒ	۲۲۳	الشافعیؒ کی کیا حالت ہے ؟
۲۲۴	فرمانی روایتیں رقیق العید سے	۲۲۴	انصاف کی طرف کا مقدمہ امامؒ کی ہے
۲۲۵	امام صاحبؒ پر اہل قیاس روایت کا اعتراض	۲۲۵	امامؒ کی دعوت میں امام صاحبؒ پر اہل قیاس
۲۲۶	امام ابن تیمیہؒ کی دعوت میں اس کا جواب	۲۲۶	امام ابن تیمیہؒ کی دعوت میں اس کا جواب
۲۲۷	شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا حوالہ	۲۲۷	باب ششم
۲۲۸	امام صاحبؒ کی دعوت میں امامؒ کی	۲۲۸	مخالفت حدیث کی ایک تفسیر
۲۲۹	خطیب بغدادیؒ کی دعوت میں	۲۲۹	بزرگ بغداد میں امامؒ کی دعوت میں
۲۳۰	القاسمیؒ کی دعوت میں امامؒ کی	۲۳۰	حضرت امامؒ کا واقعہ
۲۳۱	صاحب نظرین کی دعوت میں	۲۳۱	ایک فوجی کا واقعہ
۲۳۲	امام صاحبؒ کی دعوت میں امامؒ کی	۲۳۲	صلح حدیبیہ کا واقعہ
۲۳۳	امام صاحبؒ کی دعوت میں امامؒ کی	۲۳۳	صوم الامم کا حکم
۲۳۴	امام صاحبؒ کی دعوت میں امامؒ کی	۲۳۴	مضامین حضرت امامؒ کی
۲۳۵	ایک خطیب کا حکم	۲۳۵	سوت کی آواز نہ گھننے کا حکم

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
۲۵۰	رجع الحدیث	۲۵۰	بڑھتی ہوئی کے سبب ماضی کی ہمت کے گزروں میں :
۲۵۱	علاء خطیب بغدادی کا منصب	۲۵۱	میرزا میرت صاحب
۲۵۲	حافظ انصاری لکھنؤی سے	۲۵۲	کیا کتب قدسیں غزوہ ماضی کی وجہ سے
۲۵۳	امام دارقطنی اور ابو نعیم کا منصب	۲۵۳	سے فخر کیا کر دینا چاہیے ؟
۲۵۴	ابن عبد السادی لکھنؤی سے	۲۵۴	کیا موضوع اور جملہ مدثری کی بنا پر
۲۵۵	امام دارقطنی سے مفرد خطیب	۲۵۵	سب مدثریوں کو لکھ کر دیا جائے گا ؟
۲۵۶	کاتبیہ عقدہ لکھنؤی سے	۲۵۶	شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے
۲۵۷	عقدہ لکھنؤی لکھنؤی سے	۲۵۷	موت کے بعد تشیع کا منصب
۲۵۸	امام ابن خلدون کا حال	۲۵۸	اور عقدہ لکھنؤی پر عقدہ اندلس کا جواب
۲۵۹	امام صاحب پر عقدہ عزت کا اثر	۲۵۹	دائرہ نصب الزلیہ کی نفیس ہے
۲۶۰	اسکات کے جواب کا عقدہ ابن ابی نعیم سے	۲۶۰	حکومت اور عقدہ لکھنؤی میں جملہ مدثریوں سے
۲۶۱	موت کے بعد عقدہ لکھنؤی سے	۲۶۱	غیرت الاسلامیوں اور اسکا جملہ مدثریوں کی طرف
۲۶۲	اس کا عقدہ لکھنؤی سے	۲۶۲	ابن ابی نعیم میں جملہ مدثریوں کی طرف
۲۶۳	کیا احکامات میں بھی کوئی دلی ہے ؟	۲۶۳	سند احمد میں بھی موجود ہیں
۲۶۴	شیخ سلیمان کا مقدم مشکوٰۃ کا ذکر اندلس	۲۶۴	مسیحی کرنا یا احمدیہ لکھنؤی میں جملہ مدثریوں سے
۲۶۵	اس کا جواب	۲۶۵	تفسیر تصنیف میں احمدی لکھنؤی سے
۲۶۶	ایک اور اثر حق اور اس کا جواب	۲۶۶	شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے
۲۶۷	غیر متکثری حضرت کے شیخ اعلیٰ	۲۶۷	اگر عقدہ لکھنؤی کی تشیع لکھنؤی میں
۲۶۸	حضرت میں صاحب نے اپنے ساتھ	۲۶۸	توضیح کی تشیع لکھنؤی میں
۲۶۹	چونکہ لکھنؤی کے لکھنؤی کے لکھنؤی	۲۶۹	کتب فخر لکھنؤی کا مقدم
۲۷۰	کیا اس میں ایضاً تصانیف کے مشابہ ہیں ؟	۲۷۰	نواب صاحب لکھنؤی کا مقدم
۲۷۱	اس کا جواب	۲۷۱	اور لکھنؤی کے لکھنؤی کا مقدم



## دیباچہ

### طبع سوم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ  
 کھرب و فخر شکریہ کہ اس نے مجھ سے پہلے اپنا صحت انسان کو یہ توفیق مرحمت فرمائی کہ  
 سلاح الامة، نادرۃ زمان، محدث کبیر، حافظہ مدرسہ، بیتہ اعتبار، مجاہدِ عظیم، رأس الایمان،  
 حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا علی اور علی متکم بیان کرنے کے علاوہ ان پر قدیم و حدیث  
 کے کئے گئے اہم اعتراضات کے باوجود شعور اور سکت جو بات اس پیش نظر کتاب میں منظر  
 میں لائے، راقم کو یہ وہم بھی نہ تھا کہ اس کو ایسی اعلیٰ مقبولیت حاصل ہوگی کہ اکابر علماء کرام  
 اس کو بے حد پسند کریں گے، اللہ اس پر درو تحمیں دیں گے لیکن قارئین کرام تصدیقات طلباء کرام  
 میں اس کتاب کے بارے میں ہر ایک کے اندر ہر ایک کے کلام اور تصدیقات پڑھیں گے کہ  
 ضروری شعور کو بریں گے کہ اس پر موضوع پر یہ کتاب محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ بہت ہی معلومات افزاء اور  
 تحقیقی ہے حتیٰ کہ معرفت، نتائج، استنباط (جن کے حق میں یہ کتاب کلمی گئی ہے) اور جو آپ تمام  
 کو پہلے ہیں، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کے گناہوں اور نافرمانیوں سے درگزر فرمائے آمین، یہ  
 کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ: ان میں ایک کو مولانا مولوی محمد سرفراز صاحب گھڑوی ہیں جو اپنی  
 علمی قابلیت، دقت معلومات، حدیثی مبنی و تحقیقی شہرت کے اعتبار سے دیرینہ لوگوں میں خاصے  
 معروف و مشہور ہیں بجا اگر یہ کہ دیا جائے کہ آپ محمد صاحب کے فیضِ خالص (یعنی حق تحقیق کیونکہ

و کھلیست نام اُس کا آسمان تحریر میں۔ تقدیر کے امام محمد وہیں فرودست صحیح حسب چکاچنک ان کی تصدیق احسن الحکامہ ان کی محمد دیت اور فنی کائنات پر شاید بہت سے سرور میں کوئی شک نہ ہو سکتا۔ تسمیہ کے جواب میں مقدم حضرت امام ابو حنیفہ اور ولایت مسلمہ میں جس اہل اہل سنت فنی کائنات کا مظاہرہ کیا ہے وہ ان کا ایسا شاہکار ہے کہ ہر حق نیک ملک اس کی نظیر نہ ملے گی یہاں پہلے اس کا مقصد یہ تھا کہ امت مسلمہ کے اپنے اس کتاب میں چند مقامات میں گناہوں کی معاصی کا عنوان بتایا گئے مقام ابی حنیفہ کی کچھ نامکمل اور دو حصوں میں بتائیں محض نقل کی ہیں اور پھر یہ کہ غرض ان پر تسمیہ کرنے سے بے باقی بھی کی جوتے لیکن پوری دیانت کے ساتھ عرض ہے کہ اس تسمیہ میں کچھ اول کی نظر اس لئے نہ کی گئی ہے کہ کوئی عملی اور تحقیقی جان نہیں ہے اور نہ اس کے پاس اس قدر حق و حقیقت نہیں کہ ہم پہلے ان کی تسمیہ کا کردہ تحقیق میں جان تو لیں اور پھر اس کی تردید کریں، ہم ہر شدت میں ان سے دست بردار کرتے ہیں کہ وہ ان کی بے وزن تحقیق کا اثر ہی انصاف سے جائزہ فرمائیں کہ کیا عملی اور تحقیقی طور پر یہ اس کی طرف توجہ کی جا سکتی ہے؟ ہاں ان کی اس کتاب میں کچھ باتیں ایسی بھی ہیں جو نام کے لیے موجب تسمیہ کتاب ہو سکتی ہیں اور ان کا جواب بھی ضرور دینا چاہیے لیکن ان باتوں کا تعلق اس پیش نظر کتاب سے نہ ہے بلکہ اس سے متعلق نہیں بلکہ عقیدہ و نظریہ و مکتبہ و مکتبہ سے ہے انشاء اللہ اور ان کا جائزہ و اطلاع پسند و غیہ میں دیا جائے گا۔ اس کتاب میں غیر متعلقہ کچھ چیزیں بھی ہیں جن کے بارے میں ان کے اہل حق و باطل کو جو رد و مشورہ نہیں کرنا چاہیے، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر حق اور باطل حق سے وابستہ نہ ہو۔ آمین و صلوات اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ و صحابہ و تابعین متبعہ الی یوم الدین۔

احقر النکس الزوال

۱۲ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

۱۲ فروری ۱۹۷۰ء







سیدنا امام عظیم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی درس گاہ دارالعلوم کوثر حضرت سیدنا جبریل کے سرپرست  
 دہلی حضرت علی اکرم اللہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اور ان کے بعد زعفریہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ  
 تھے۔ اور دونوں حضرات کے علوم حدیث و فقہ پر امام ابو حنیفہ کے تدریس کی بنیاد تھی۔ چنانچہ سیدنا امام  
 حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجموعۃ الفقہ میں فرماتے ہیں وكان البغيتي  
الزمه به مذهب ابو حنيفة الكوفي واقرانه اور یعنی حضرت جبریلؑ پر ایسا بھی اور ان کے اثر میں  
 کے تدریس پر کہ امام ابو حنیفہؒ زیادہ لازم پکڑنے والے تھے۔ اور مجموعۃ الفقہ میں یہ واصل  
مذہبہ فنادي حبه الله بن مسعود وقضاة على وقت واد وقضاة شيوخ وغيره من  
قضاة الكوفة اور یعنی ابراہیم نخعیؒ کے تدریس کی بنیاد حضرت عبداللہ بن مسعود کے فرقے اور  
 حضرت علیؑ کے فیصلے اور قوسہ اور قاضی شریح وغیرہ کے فیصلے تھے۔

اور حضرت علیؑ و حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے متعلق علامہ ابن قیمؒ اعلام الموقعین  
 ص ۱۱۱ میں امام سرحدیؒ کا قول نقل فرماتے ہیں۔

عن سرحدی شامی صاحب موصد علی اللہ علیہ وسلم فوجہ ت علمہم یستقی  
 الی اللہ علی وجہ اللہ و یحرمونہ بن ثابت و الی اللہ و الی بن کعب۔ ثم شامت  
 الستة فوجہ ت علمہم انشی الی علی و عبد اللہ۔ اور

یعنی حضرت سرحدیؒ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو دیکھا تو  
 سب کا علم و چراغ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہوا تھا۔ (پھر صحابہؓ میں موجود پایا۔ پھر ان  
 چوکہ باچا حقوان کا علم حضرت علیؑ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ میں پایا۔

حضرت علیؑ تو باب علم ہی ہیں۔ ان کا تو کتب ہی کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے علم فضلی  
 پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ احکام تھا کہ آپؐ ان کو چار سو رو سے فرما فرمایا۔ سند قرآن۔  
 سند حدیث۔ سند تفسیر۔ اور لوگوں کو ان سے علم حاصل کرنے کی ترغیب دی۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ کی فقہ اور مسائل تمام حدیث کے مطابق ہیں۔ حضرت  
 شامہ ولی اللہ صاحبؒ دہلویؒ اپنے مکاتبات میں لکھتے ہیں۔

عن حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الفیہ حب الحق طریقۃ ایضۃ ہی و حق



وعدہ و قبول، اور لفظ صبح، یعنی اہم ابو حنیفہ کبار مجتہدین میں شمار ہیں۔ دلیل اس پر یہ ہے کہ ان کے  
مذہب پر اعتقاد و عقیدہ کر کے موافق و مخالفت نہ اور قبول کی طرف متوجہ ہیں۔

غیر متقدمین نے حدود و حدود یا ان کے مدارک علیہ سے تا واقعیت و وجہ امت کی وجہ سے اہم  
ابو حنیفہ پر غفلت حدیث کا اعتراف کیا۔ اور ان کے اعتقاد طانی اور اسے کو دیکھ کر ان کے بزرگوار  
کہا۔ جس کے جواب میں یہی کہنا کافی ہے۔

گر نہ جہند بود و شہر چو جہنم  
چہ جزو آفتاب را چہ گنار

مکرم محترم عالم علوم عقاید و فقیر علامۃ الدین حضرت مولانا ابو حامد محمد سر از اہل حق صاحب تعلیم  
بانی لکھنؤ جامع کرم بطور اسکے (مقام حضرت اہم ابو حنیفہ) کہہ کر ایک طرف تو اہم ابو حنیفہ کے ساتھ  
عقیدت منہی اور بحث و دوسرے کا افسار کیا۔ اور دوسری طرف غیر متقدمین کے تمام اعتراضات اور  
شبهات و مناقشات کا رد ان طبعی شایستگی و مانت اور عقلی سے طمانہ جواب دے کر عام احکامات  
پر اصرار کیا۔ خواہ اللہ غیر غیر نہ۔ اللہ تعالیٰ ان کی طرف روئے کرے۔ اور دنیا و آخرت میں ان کی صدق  
یقینت اور اخلاص سے شہدہ کہ اپنی رضا و قرب خاطر فرمائے۔ آمین۔

آخر میں جو عقیدت اور عقیدتیں سے التماس ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ خطر نقصان ایک مرتبہ  
ضرور کریں اور قصبہ فتنہ کو اس میں دخل نہ دیں۔ امید ہے کہ ان شرابہ فتنہ کے ہونے کوئی نقصان  
پہنچے سلیح الامانہ امام الاثر حضرت اہم اہم ابو حنیفہ کے متعلق غلط فہمی یا تا واقعیت تکفیر است  
خاصہ جاسے ہونے ہیں۔ سب کا رد چھاپا دیں گے۔ اور حق واضح ہونے کے بعد قیاس کو قبول کریں  
ہوئے ساتھ خیالات سے جمع کرنے میں ہمارے نہیں محسوس کریں گے۔

من اپنے شرط چرخ است با تو میگریم  
قرا از نصیحت من پند گیر و خواہ ظل

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

بنیاد غیر محمدی اللہ عز و اہم کے طبع اللہ اس فتنہ

۱۱ دین ۱۱ مانی ۱۱

شیخ المسلمون والمسلمین امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ دوروں —

حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب غلامی رحمہ اللہ

فاضل محترم مولانا سر فرزان خان صاحب حاکم اللہ تعالیٰ دعا فاکم  
اللہم حبیبکم محمد بن عبد الوہاب

میں نے مولانا صاحب کو بغور پڑھا، کسی کو کم کسی کو زیادہ، ماشاء اللہ آپ حضرت عظیم و عظیم  
کی خدمت کا فرض نہایت عرش اسلوب سے انجام دے رہے ہیں، جیسا کہ قابل تھا، مگر  
مقام حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی حیثیت رکھتا ہے، امام حالی تمام سے انھیں کئے والوں کی  
الزام تراشیں کا ایسا وڈاں شکن درگت جواب آپ نے دیا ہے، اور اس سلسلہ میں ان کی قرب  
کاروں کی پندہ اس طرح چاک کیا ہے، کہ اس کے بعد کسی حیادہ کو اس قسم کی حرکتوں کی جرات  
نہیں ہو سکتی، پھر مثنوی غزلی یہ ہے کہ اس بحث میں پریمی بھید کی وضاحت کا دوسرا آپ کے ہاتھ سے  
ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی صحت و تندرستی کو برقرار رکھے، اور خدمت دین و مذہب کی مزید قربانی عطا

فرمائے۔

حبیب الرحمن صاحب

مولانا مولانا، ۱۵ رجب الآخر ۱۳۸۲ھ

(۵)

تہذیب و تمدن، معنی علمائے اسلام پاکستان و سابق معنی دار العلوم دہلی

مکتبہ دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم دیوبند

مکتبہ محترم مولانا ابوالکلام آزاد دارالعلوم دیوبند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محترم کی کتاب مقدمہ حضرت امام الحرمینہ وصول ہوئی اور ساتھ ہی گرامی نمبر بھی برستہ الحواس ہے کہ جواب بہت دیر سے ہے۔ راجیوں، امتی و دیگر کھنڈار کا ذکر بھی مبغضول معلوم ہوتا ہے۔

آنحضرت کی تصنیف طبعیت اعلیٰ الکلام، اس سے پہلے تھوڑا سا جو بھی تھی اس میں اس کے صحاح میں کچھ زیادہ تہذیب و مطالعہ کی ضرورت تھی۔ مگر الحواس ہے کہ میں نے اسے ہنگامی مشاغل میں شہد و روز مبتلا ہو گیا ہوں کہ پہلی کتاب کو بھی جتنی تہذیب کیسے کہیں سے دیکھ تھا اور اس کو بھی اسی طرح، مگر اس کتاب پر کوئی تبصرہ لکھنے کے لیے دل نہ پہنچا، اگرچہ کسی طرح دیکھ کر لکھا جائے تبصرہ یہ تھی کہ میں خود امام اعظم الحرمینہ رحمۃ اللہ علیہ پر ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس کر رہا تھا اور اس کے لیے کچھ علمی مواد بھی جمع کر رکھا تھا مگر انہیں وقتی مشاغل نے اس قابل نہ چھوڑا کہ اس کو کتابی صورت میں قریب کر سکوں، اس لیے تفصیل مطالعہ کی ضرورت نہ پڑی کہ اگر اس کتاب نے وہ مقصد پورا کر دیا تو اپنے طلبہ و راجیوں کو اس سے فائدہ کدوں اور سب کو اسی کے مطالعہ کا شوق دوں مطالعہ کے لیے وقت متا نہیں، اس لیے میں نے اپنے دارالعلوم کے ایک داخل علم مدرس حضرت مولانا سید صاحب کو سپرد کیا کہ پورا مطالعہ کر کے کچھ کیفیت سے مطلع فرمادیں، آج انہوں نے پورا مطالعہ کے بعد جس اطمینان کا اظہار کیا اس سے بے حد مسرت ہوئی، اب خود بھی کتاب کو مختلف مستندات سے پڑھا بار بار، دل سے فائدہ کھلی، کچھ اندر میری آواز و پوری ہر گئی، جیسا نظر عرض ہے کہ میں خود لکھتا تو ایسی جامع کتاب نہ لکھ سکتا۔ اس موضوع پر یہ کتاب بالکل کافی مثالی ہے اور اس صورت سے بھی احتیاطی ان کی رائے کھواہی ہے، وہ بھی مرسل ہے بلکہ اس سے پورا پورا فائدہ











بہت جلد کتاب کو شہرہ فرشت۔ ایسے جہلم رہائے جمع فرما سکے ہیں ہوا سند کے دیکھتے تہ کم  
 غیر جہلم کے جس پر حضور میں کتاب لکھی گئی ہے۔ وہ اپنی مثال آپ ہے اور مٹھا میں وہ ہندوستان  
 جواب ہیں کہ قلم توڑ کر کھدی بنائے۔ علاوہ ان کی ویرت کتاب کی شان یہ ہے کہ کوا آریہ و  
 اسماء از دیوان کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ ان میں ہم جہلم کے اس کا سب سے قیمتی تر ہوں۔ بہت سے معلومات  
 عجیبہ ان کی دست غریبہ پائیں گے۔ وہ سب سے کہ خدا کے قدوس اس محنت کو منظور فرمائیں اور جنت  
 مصحف کے حصے کا عشرہ رفیع درجہ دے۔ جزاء اللہ ستا خیر الملوک و جہلم ماحول  
 حیاتہ فی تقویۃ الخیرات الغلبیہ۔ وَصَّیْرَ الْخَلْفَہِ حَیْوَانِ لَوَہِی۔ وَمَا ذَلَّ عَلَی شَیْءٍ بَعِیْرٍ

اختر خدام الطیبہ

محمد شجاع علی صاحب الزمر گرجا

(۹)

عالم باعمل۔ نور سب حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بولشہ

انوار محمد عبداللہ غفرلہ عنہم مدرسہ رشیدیہ ساہیوال

مکرم محمد محمد حضرت علامہ مولانا صاحب دست و کتاب

الشیخ محمد بن محمد عبداللہ۔ والدہ نامہ اور یہ کتاب تمام حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مدرسہ رشیدیہ  
 میں حیران تھا کہ میں کیا اور میری شے کیا، میں نے تو کسی کوئی تقویٰ یا کوئی حضرت کی بھی نہیں لکھا، مجھ  
 کو لکھنے کا سب سے پہلی شے۔ اور میں کوئی عالم بھی نہیں، اور میں نے کوئی اور کتاب کی تحقیق میں کوئی وہ  
 پڑھی ہوئی ہے کہ کتاب کا خلاصہ کیا، بعد میں عرض کرتا ہوں کہ کتاب کے مطالعہ سے میری بہت  
 اصلاح کی میں خود بعض مسیخوں میں تھا، گو کہ اللہ جلّیٰ تو کسی نہ ہو لی مگر جو اسے تحقیق سے جانیں  
 تھا، آپ کہ اللہ تعالیٰ جو البیہ علیٰ قدامہ، آپ کے سینے میں اس سے دعا لیں یہی ہے۔

انوار محمد عبداللہ صاحب مدرسہ رشیدیہ ساہیوال













ہو چکی ہے، اہم وقت یا کم وقت یا معلوم دین سے بے پروا لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے اپنی طرف منسوب  
 کر کے شائع کی گئیں اور مندرجہ جیسے حدیث جو گری ہوئی جھٹکانا کا یہاں سے اس کو عزیمت کیا گیا، شاید اپنے  
 خیال یا غلط میں اس کو بھی اسلام کی کوئی ضد مت قرار دیا ہو گا، ان ایک ضد مت، اپنی ذات کی بدعت  
 کی الغیۃ اللہ من انذنا حدیث پاک کی رو سے بدعتی سے بڑھ کر گناہ و غیبت کا اور تکلم  
 کیا اور کہ بدولت مسلمانوں کو شرک فاسق گردان کر کے اپنے لیے ایک راہ طریقہ بنائے آخر متوں سے  
 بدترین انتخاب کر لی راہ جو بگاڑ کر اربعہ میں سے صرف اہم عظیم نام بھی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے اپنے قرن صحابہ کے قرن اور تابعین کے قرن کو غیر ہی بنو لیا ہے، بعد میں کذب میراث  
 کے پھیلنے کی سبب سے گئی فراموشی ہے، اس قرن غیر کے کسی بزرگ کے خلاف ہرزہ سرائی، آسمان کا  
 تصور کا منہ پر تاج ہے، کا مصداق جولی مروتی ہے اور کذب و جھوٹ کا مرقع۔

اسی دور میں اللہ تعالیٰ بہت بہت بڑے بڑے حضرات کو فنا کر مرفوزاں صاحب سند رکھنے  
 پیسے اور بہت سی تحقیق اور عجیب حقیقتات کی کتابیں لکھی ہیں، مستحکم اہم اور ضعیف نام سے شناہیت  
 محنت اور بے حد تحقیق پر مشتمل وہ کتاب لکھی ہے کہ بڑے بڑے دلائل و حجت ہیں، وہ جانا ہے کہ  
 آنجناب کے بعد وہ دین لوگوں کی دنیا مت و غیبت کا، از خاص جو جہالت ہے، ہر بات پر تحقیق کا انداز  
 اسلام سے تحقیق اور خود فرقہ داعی اہل میراث کے بڑا لوگوں سے تحقیقات کہہ کے ہر ہر بات کی اصلیت  
 اساس میں جو دیا تھی یا غلط فہمی کی ذابوں کی نشان دہی ہو کر رہے۔ اس کے علاوہ سے حضور کا  
 اور شاو غیر القرون پر ایمان مانہ ہو گا، بدعتی و غیبت اور منافقوں کو شرک و فاسق بنانے سے  
 منہات حاصل ہو گی، قرآن و حدیث کے مسمومات میں سے کاسینہ و منسوج، نوی و ضعیف  
 ظاہر و باطن راجع و مرجمع میں ہزار سائے حقیقہ شدہ و تحقیقات یعنی مکرار بحث کے غلط میں نامی غلط  
 اور تاریخ ترین غلط معلوم ہو کر صحیح راہ چارہ سے معلوم ہو گی، اس غلط کی دوسری غلطوں سے فرقی  
 سمجھ میں آتی اور راہ دین میں ایک بعیدیت حاصل ہو گی، اللہ تعالیٰ حضرت محنت کو ہر جزئی  
 حقا قرار دیتے اور ایسے کاموں کی مزید توفیق بخشے اور جزئی غلطیوں سے محفوظ فرمائیے۔

(جمیل احمد خان، حریم شریعت)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# سخن بے گفتنی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ وَالْعَلَوْهٖ وَاسْلُخْهُمْ عَلَى مُعْتَمِدِ غَيْبِهِ خَلْقِهِ  
مُخَاتَبَةِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ الْاَوَّلِينَ هُمْ هُدَاةُ الدُّنْيَا وَعَلَى  
قُلُوبِ كِبَرٍ مِنْ الْمُفْتَخَرِ وَالْمُتَعَلِّقِينَ .

اَمَّا بَعْدُ .

جوں جوں قیامت قریب ہوتی جا رہی ہے فتنوں اور مصیبتوں کا دور ازگشت وہ تر ہوا ہوا  
سہے اور وہی دنیوی ہر قسم کے فتنوں کا غیر ختم سلسلہ شروع ہوا جا رہا ہے جو کسی طرح ختم ہونے  
میں نہیں آتا اور زمانہ فر پانی حال گویا یوں کہ رہا ہے کہ

ہری صراچی سے خطرہ نظر سے عوارث ٹپکتا ہیں

میں اپنی کسبج روز و شب کا شمار کر رہی دزدان

اور اس نازک دور میں ہر جہت پر ہوس کی یہ خواہش ہے کہ غریب و مسکین کی پابندی سے  
دشمن گاری حاصل کر لی جائے اور مذہبی حدود و حدود کو خیر باد کہہ کر جی پیاہی اور میں مانی زندگی بسر کی  
جائے اور اپنی ناقص اور زہد حاصل دیکھے ہی کو اپنا امام تسلیم کر لیا جائے اور اعلیٰ کُلّی دیکھے  
برائے کا منظم کر لیا جائے اور صفت کے علی کا ناموں پر ہوس کی گرد ڈال دی جائے اور اللہ پر سے  
وجہ و دھتکار نہ کر لوگوں کو مادر چہرہ آواز دکر لیا جائے کہ نہ ہے بائیں نہ نیچے بائیں ۔

قَالَ اللّٰهُ الْمَشْكُورُ

① مکین حدیث نے مطلب بڑی سبکی سے عرض پٹنے بائیں ہاتھ کے کرتب فرماتے ہوئے ہادی سے حج حضرت کو مکین حدیث کی حد میں لاکھڑا کیا ہے ان میں ایک حضرت امام ابو حنیفہ کی ذات گزشتہ جی ہے۔ چنانچہ مستند حدیث جہاں اہل بیتؑ میں تین بڑے شے مکین حدیث کی سرخی و نام کر کے پٹے کھائے ہیں، امام ابو حنیفہؒ، اباہ ولی اللہؒ، اور علامہ اقبالؒ اور اہل طریق و اسلام کی ایک شہادت میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے پاس میں ایک ائمہ دار شخصیت کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کو سب سے کم حدیثوں کا عالم اور مالکؒ گزشتہ تھا اس لیے بھی ائمہ ضرورت تھی کہ بذریعہ طور پر حضرت امام صاحبؒ کو علم حدیث میں مقام اور برتری عطا کیا جائے، اور مکین کے دہل و غیبی کو اکٹھا کر لیا جائے تاکہ کسی کو مضابطہ نہ پتے اور صحیح پتے ذہنی نشین ہو سکے۔

② غیر متعلقہ حدیث سے جو خیال خوش ہو شرکت غیرت احمدیث ہو رہے کے واقعہ شہرہ جات سے جو سنے ہیں، عوام کو یہ یاد کرانے کا جماعتی ضرورت تیار کر رکھا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے اصحابؒ اور کتب فقہ حنفی پر تحریر و تفسیر بہ طرح خوب برس کر رہے ہیں جو ان کی جگہ کے امام ابو حنیفہؒ کو حدیث میں ضیعت اور کمزور تھے ان کا سرمایہ ہی صرف ستر و صدیثیں تھیں اور ان کو اکثر حدیث میں شمار کرنا غلط ہے وغیرہ وغیرہ اور شیخ محمدی حقیقت الغشہ وغیرہ لکھیں اس پر حضرت شافعؒ جو بھی ہیں، اور یہ سب سے بنیاد دعویٰ ان میں مذکور ہیں۔ مگر نتائج التقدیر کے نام سے ان کی ایک سرگزی کتاب اب کچھ عرصے سے شائع ہوئی ہے جس پر ان کی شہادت اور روایتی پارل کے تقریباً سبھی حضرات کی تصدیقات ہو رہی ہیں، چونکہ فرقہ ثانی اس طرز و طریق سے لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے، اور حضرت امام ابو حنیفہؒ آپ کے اصحابؒ اور کتب فقہ حنفی سے عوام کو مستغرق کرنے پر آمادہ رکھا ہے، بیضا ہے، اس لیے ہم نے اس کتاب کا نام مقام ابن حنیفہؒ تحریر کیا ہے اور ہم نے جملہ کے ساتھ ہم نے اپنے دعویٰ پر غصوں و جوابات نقل کئے ہیں اور فرقہ ثانی سے ہم نے محض علمی منقش کیا ہے۔ جو تعجب نتائج التقدیر اور اس کے اثر تصدیق کنندگان حضرت کی طمع سوچنا اور بدل آزار دہان اور اب الحمد للہ منتقد نہیں کیا۔ شاید اس ناخوشی کی کوئی نہاد دل جواب دینے کے لیے میدان میں نکلتے تھے مگر ہم اس کو پسند نہیں کرتے۔ فرقہ ثانی کی بعض اعتصامیہ باتوں کا جواب ہم نے طالعہ مندورہ اور انکسار المفیدہ میں لکھ دیا ہے رجہ نشاء اللہ العزیز حضرت سب



سے راقم کی جسمانی اور روحانی بیماریوں کو دور کرے اور اپنی مرضی پہنچنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔  
آمین ثم آمین !

ابوالزہد محمد سرفراز خاں مدظلہ

دارمضان المبارک ۱۳۸۵ھ

مصابقہ روزی ۱۳۸۵ھ



بلکہ تو صرف وہی حضرات رسائی حاصل کر سکتے ہیں جن کو تمام نازل شدہ غیور عقل اور بصیرت کی نصیحت سے نوازنا ہے جو قرآن و حدیث کے کچھ دیگر کچھ اس طرح نازل کر کے تفقہ فی الدین کے حصول کے لئے نازل ہوئے اور جو اہل روایتوں سے امت مسلمہ کی جمودیاں بھرتے رہے ہیں اور ان کے منہ کی انتہائی زبردستی اور سناہد حالات میں رہ چکے ہیں اس چراغ کو روشن ہی کرتے رہے ہیں۔

یہ وہ ہے گزشتہ دور میں ایک سبب کی بنا پر جلا ہے

وہ دور ویدائش جس کو حق نے ہیٹے ہیں مندرجہ ذیل

**قرآن کریم میں تفقہ کی فضیلت** | جس چیز کا ثبوت قرآن کریم میں ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے حاصل کرنے کی رغبت اور شوق میں دلایا ہے اس کے عمدہ اور خوب ہونے میں کیا تردید باقی رہ سکتا ہے اور اس کے حصول کو علم ہونے میں کیا شبہ پیدا ہو سکتا ہے؟ چنانچہ ایک خاص مقام پر اللہ تعالیٰ نے کالیوں ارشاد فرمایا ہے۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا فِئَةً ۚ وَقَدْ كَانَ لَفِئَتٍ مِّنْهُمْ لِيَفْقَهُوا ذِكْرَ اللَّهِ وَلِيَأْمُرُوا بِالْعَدْلِ وَلِيَنْهَوْا عَنِ الظُّلْمِ ۚ ذَٰلِكَ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝  
اور انہوں کو یہ مناسب نہ تھا کہ وہ سب ہی کوچہ کیلئے سوکھوں نہ کوچہ کیا ان میں ہر فرقہ سے ایک خانہ لے کر وہ دین میں تفرقہ پیدا کر لیں اور اپنی قوم کو گمراہ کر دیں وہ ان کی ہدایت فرمیں تاکہ وہ نیک رہیں۔ (پندرہ سورہ، ۱۵)

قطع نظر اس سے کہ یہ آیت جہاد کے لیے کچھ سے متعلق ہے یہاں کہ اکثر ارباب تفسیر کا خیال ہے بالکل علم کے حصول کے لیے جس طرح کہ مشورہ حضرت علامہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ایک خانہ تفقہ فی الدین کے لیے مفید قرار دیا ہے اور سبب نگاہ اس ہے کہ ایک خانہ تفقہ فی الدین کے لیے مفید قرار دیا ہے کہ یہ حال پیدا کر کے اس کو قوم کو آگاہ کرے یا گھر ہی میں رہ کر یہ حاصل کرے اور جب تک کہ اہل دین یا غیر حاضر افراد رجوع کریں تو ان کو یہ حکام خداوندی سے بانجھ کر دے یہ دونوں تفسیریں متعلق ہیں۔ ہمارا مقصد اس سے باہر روشن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تفقہ فی الدین حاصل کرنے کی ترغیب دی اور بصورت دیگر اس کو ترک کر کے بر فتنوں اور فتنہ کے ساتھ ملامت اور تادیب فرمائی ہے۔ اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے کافروں کی تباہی اور بربادی بیان کرتے ہوئے یہ ارشاد

فرمایا ہے کہ :-

يَا أَيُّهَا قَوْمُ لَا تَقْعَبُوا (ہاں، افسوس) بے شک وہ ایسی قسمت جو کبھی نہیں۔

اور ایک اور موقع پر اللہ تعالیٰ نے نماز کے تین دست لوگوں کو احادیث الیہ انظار میں بیان

فرمایا ہے کہ :-

يَا أَيُّهَا قَوْمُ الْقَوْمُ لَا يَكُونُ لَكُمْ لَقَائِي (پہلے، اللہ ع) قریب نہیں ملے گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ خود عقل اور خدو و نمود اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے جس کے

مقبول بندوں کو حاصل ہوتی ہے اور جو لوگ اس سے محروم رہتے ہیں وہ قرین و تعلق کے ترکاب

مسلق ہو چکے ہیں، اللہ وہ طاقت اور قدرت کے سزاوارعز و مہرود ہیں۔ یہ یاد رہے کہ عقل و خدو اور

خبر و خدو سے مراد عام فہم نہیں بلکہ وہ فہم و فراست مراد ہے جو دین سے متعلق ہوا عام اس سے کہ

اس کو تعلق روایت سے ہونا چاہیے۔ قرآن و حدیث اور اقوال علیہ امت میں جہاں بھی خود

عقل کا لفظ آتا ہے اس سے یہی مراد ہوتی ہے نہ یہ کہ خدا و رسول و شہید و دین اور قرآن و حدیث

سے بے نیاز کچھ کرنا نہ تو یہی و بربادی اور اللہ تعالیٰ کے سزاوارعز و مہرود اب اور اللہ تعالیٰ کے

چمن کو نیست و نابود کرنے کے لیے عقل و کج استعمال کی ہنس کے اور کائنات و دنیا اہل و غیرہ تباہ کن اور

مردی و کائنات ایجاد کئے جائیں۔ یا یہ عزیز العزیز چنانچہ ایجاد کئے جائیں جن کی بدولت چاند و ستارے

کی ربانی زوجیت۔ قرآن و حدیث کی اصطلاح میں ایسے لوگ اور کائناتیں کہیں کہیں ہوتے ہیں کہ

لوگ و حیوانات و اشیاء و غیرہ ان کے مصداق ہیں اور ان کے حق میں یہ کہنہ بیان ہوگا کہ

سہے نہ اہل بصیرت تمہیں نہ چھوئے

خود اہل حق کی غیبت و نفیست کے لیے ایک دشمن ہیں

حضور میں ہفتہ کا درجہ | صبح اور صبح حدیثیں موجود ہیں۔ ہم صرف تینے غور نہ ہوا رہے

کے طور پر چند صبح احادیث کا یہاں باخوالہ ذکر کیا ہے۔ انظر فرمایا ہے :-

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (سنت) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذات

کہتے ہیں جس کے کچھ الیہ نایاب ہیں کہ :-





والہ وسلم نے دوشا وغیرہ کو اللہ تعالیٰ نے مجھے بوجہ ہریت و علم سے کر سمیٹا دیا ہے اس کی مثال  
 اس سے ہے جیسے زعمی بابر شمس جہانیت پر برسی ہوا اور زمین کا ایک وہ بہترین اور قابل تر صفت  
 جگہ ہے جس سے پانی کو خوب جذب کر لیا اور ساگ پربت اور گھاٹ و چارو و جھڑت اگایا جس  
 سے انسانوں اور جانوروں کی اکثر ضرورتیں پوری ہو گئیں اور زمین کا ایک بہتہ وہ ہے جو نعمت  
 ہے اس سے کوئی چیز اچھی تو نہیں لیکن اس جہت میں پانی خوب جمع ہو گیا اور اس جمع شدہ پانی  
 کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو نفع بخشا کہ وہ خود ہی پیتے ہیں اور جانوروں کو بھی پلے پلے میں وہ  
 کھیتی کو سیراب کرنے میں اور زمین کا ایک اور نقطہ ہے جو اس جہت میں ہے کہ وہ پانی کو روکا  
 رکھتا ہے اور اس گھاٹ و سبزہ وغیرہ اگوانے کی مصلحت ہے اس میں موجود ہے پھر ارشاد فرمایا کہ ہر  
 قذائف مثل من قطعہ فی اہل اللہ ففادہ پس ہریت ہے اس شخص کی جہت ہے اللہ تعالیٰ کے  
 یہاں عشق اللہ بہ فہم و علم و مثل من دیکھا میں نہ بہت حاصل کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو  
 نصیب فرمایا یہ اللہ کے ساتھ اور یہ جہت ہے اس چیز سے قطعہ اگایا جو چیز ہے اللہ تعالیٰ نے  
 اللہ تعالیٰ اس صفت بہ (یعنی جو صفت و صلوٰۃ ہے اس کی جہت میں اس کو اس سے بھی اور کھدایا  
 صلوٰۃ جلدہ صلوٰۃ و شکوۃ جو صفت) اور شمس ہے اس کی جہت میں جہت کوئی کی ہریت  
 جس کو اس سے کرتا ہوں مطلق ہریت نہ لکھایا۔

آخری پیشل زمین کی مشال تروا و شمس کی بہت کہ نہ تو جہت میں نہ فہم کو نہ روحانی و جسمانی  
 کو کھدایا و درساں کو جذب کر کے اس سے کوئی خوشگوار نتائج بھی برآمد نہ کیا اور دوسری مثال  
 محض میں کریم کی بہت جنہوں سے حدیث ہوں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت دھار ہائیں کریمات  
 تمام صلی علیہم وسلم رکھنا لوگ اگر ان سے اپنی بھی پیروی نہ کیا کرتے ہیں اگر کوئی دھنسی پانی یا  
 چاکر سیراب کرتے ہیں پینے تو کیا جو چیز بزم و بیگم سے اور انہیں صحت و فہم کا مصداق  
 ہے ان کو بھی وحی الہی کی بادشاہ سے وہ سیراب کرنے کے پہلے ہوتے ہیں اور لوگوں کے دلوں کی  
 فطرتی ہوتی ہے کہ باہر اور خشک کھیتوں کو اس پانی کے ذریعہ سرسبز و شاداب کرنے کی فکر میں ہوتے  
 ہیں غرضیکہ ظاہر و باطن و فہم و علم کے ایک ایک نقطہ پر پورے ہو گئے ہیں اور پہلی مشال  
 صحت و کریم کی بہت جن کے دلوں کی ہریت میں مطلقہ علیہ صلوٰۃ کا مصداق ہے اور دوسرے جنہوں کو

دن میں اس روحانی پائش اور وحی الہی کو بھی طرح جذب کرتے ہیں اور اگرچہ وہ باطن اس قلعہ و معنی پر اصلی شکل پر قریب نہیں رہیں مگر کسی کی وجہ سے اس عکس زمین سے مانگ پاتے، اگھاس و اندج و بھری و ترکانی، پھل و پھول اور دیگر مختلف اجناس کی شکل میں متعدد چیزیں ملتی ہیں اور پیدا ہوتی ہیں جن کو انسان بھی اور حیوان بھی استعمال کرتے اور پتے معروف میں لاکر اپنی مختلف قسم کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں اور ظاہر بات ہے کہ پانی بھی اپنے مقام میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے گھسنے پانی سے تمام ضرورتیں تو بر گزرد ہوئیں نہیں ہو سکتیں۔ اسی پانی کے لیے جب مختلف قسم کے مسرور و تر اور لسانی جملہ کھیتیاں معرض وجود میں آئیں گی تو اس سے جو فائدہ مغرب ہو گا وہ انھیں ملے گا ہے، اسی طرح فہم کے کوام بھی اس وحی الہی کو جذب کر کے اس سے سیکڑوں اور ہزاروں مسائل استنباط کرتے ہیں جن سے بڑی دنیا کو عظیم فائدہ نصیب ہوتا ہے، اب اگر کوئی شخص زمین کے اس کھمبہ پر لوں و عرض میں کسی کھیت کرے کہ اس نے تو پانی کو بھرتا ہی نہیں رکھا، یہ تو بڑی ناگوار زمین ہے، تو اس عرض میں کسی و غنہ دنیا میں ہرگز کوئی وقعت نہ ہوگی، بلکہ یہ کن عین نقصان ہے کہ اس زمین کی قدر و منزلت باقی جنوں سے بہت زیادہ ہے کہ لوگ اس کی مختلف قسم کی ضرورت کی کفالت کی ہے اور یہی حالت فساد کوام کی ہے ٹوٹ کر اسے کہہ کر انھیں ہر طرح ضرورت ملتی و نائل کی چیزیات کے لیے ناکافی ہیں، چونکہ اس ضرورت اور اجیت قدر پر محسوس کرتے آگئے مومنین اس مقام حلقہ از کثر میں عکس میں خود کوئی راہ ترقی مشعرہ آگئے ہیں کہ

وَاللَّهُ قَاطِعُ الْمُتَجِدَّةِ لَا تَوَفَّى يَهْدِي الصَّوْمِ      سخت پریش کہو مصلح کسی کے نصیب ہو

(مقدمہ ص ۴۴ طبع مصر)      ناکافی ہیں

حضرت خیر علی علیہ السلام (الترقی مشعرہ) سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:-

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرُ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارطالہ و اکرانہ و غلا
اللَّهُ تَجِدُ أَسْجَعِ مَقَالِقِ ضَوْعًا هَا شَوْادَهَا	خوش و خوش ہو گئے، اس بندہ کو جس نے میری بدعتی
أَلِ مِنْ لَعَلِّهَا مَجْهًا قَرِيبَ حَامِلِ فَقَدْ لَاقَهُ	اور غلا کی ہر روایت ان لوگوں کو ملتی جنہوں نے
لَهُ كَرَمٌ حَامِلِ فَقَدْ أَلِ مِنْ هُوَ اقْتَعَمَهُ	وہاں راست ہوئے، نہیں ہی کہہ کر یہاں اوقات خود
الْمَدِينَةِ (روای جلد اول طبع دمشق و لبنان)	عالم شر کو حق بہت حاصل نہیں ہوئی اور بہت

وہاں مراجعہ حضرت دست و شک جلد اول و مجمع  
 علمائے جلد اول و مجمع فی فضائل ائمہ سید صاحب  
 خالی البیاضی جلد اول و مجمع - وغیرہ لکھا کہ فائدہ خیر  
 صبیح علی شریکھا۔

۱۱م سادک (المنہ فی مسئلہ ۲۳) اور عقیدہ زہبی و شافعی ائمہ سید صاحب علی المعتمد المتوفی ۴۲۸ھ  
 کہتے ہیں کہ یہ روایت حضرت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متفقہ صحابہ کرام سے مروی  
 ہے (مسند ک جلد اول و مجمع فی فضائل ائمہ سید صاحب علی المعتمد المتوفی ۴۲۸ھ) اس کو مشہور حدیثوں میں شمار کرتے  
 ہیں (معرفت محرم الحمد پرست بیع قاصد ۵۳) امداد سید علی الشافعی (المنہ فی مسئلہ ۲۳) اس کو متواتر  
 کہتے ہیں (منہج البانی فی استخراج بائعہ مطبوعہ مصر) - نواب عثمان حسن خاں صاحب (المنہ فی مسئلہ ۲۳)  
 اس حدیث کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ بخیر صحابہ کرام سے مروی ہے۔ (المنہ فی مسئلہ ۲۳)  
 المعتمد المامون ۹۰ بیع بصریال منہ ۱۲۸ھ

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ احادیث کی جمیع کا اصل مقصد اُن سے فقہ حاصل کرنا  
 ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے ہیں کہ ہر مسکتہ کی کسی  
 ایسی حدیث کو اٹھانے والا جس حدیث میں فقہ پر خود صاحب فہم نہ ہو لفظ لہ اس جیسے  
 وہ حدیث دوسروں کو پہنچائے تاکہ وہ اس کی فقہ سے خود بھی مستفیع ہوں اور دوسروں کو بھی  
 فائدہ بخشیں اور اگر وہ خود تو صاحب فہم ہے مگر ہر مسکتہ ہے کہ کوئی دوسرا اس سے زیادہ فقیہ اور  
 امداد اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ لے سکیں اور استخراج اسکا کام کر کے اُنت کہ فقہ پہنچا  
 سکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غرض فقہ جو فقہ حدیث سے ہر دور میں ملے ہر کام سے ہیں  
 اور فقہ کا کرم جو قرآن و حدیث کی روشنی میں اہل اجتہاد پر کہ فقہ واجتہاد سے کام لینے ہیں  
 وہی صاحب فہم اور اہل دولت ہیں اُن کو کیا جو قسیمی پارس اور غنی اور ذرا اٹھانے ہو سکے ہے  
 یہ دعویٰ کرے کہ یہ چیز ہی میری ہے کیونکہ میں اس کو اٹھانے والا ہوں تو ان کو اس کے بے نیاد  
 دھرنے کو قبول کرے گا۔ اس کا کار کرم صرف یہ ہے کہ اُنت اس کے مالک کو پہنچائے اور میں  
 اکثر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع الحکوک کے ساتھ یہ ارشاد فرمایا حاصل فقہ و فقہ

۱۰: نوا اور ترہیز نہیں سہنے۔ اور یہ ایک روحی حقیقت ہے کہ آپ کے ارشاد استہالہ ہی سے دنیا کو ہر قسم کی جاہلیت و اصرار اور شر و فساد نصیب ہوتی ہے اور جن چیز کی مقصد زیست ہی معلوم نہ تھا وہ اسی سے زندگی کے آماجگاہوں اور اعلیٰ درجے سے لڑائی باخبر ہو گئے ہیں، آج کے کہ

جنیں شور نہ تھا جنت حیات ہے کیا

وہ ایک نگاہ کے صدمے سے راز و انکشاف

ظہور راشد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما (مستطاب) فرماتے ہیں کہ:

لقد علموا قبل ان تشد وصال یوم سبہ اللہ  
و بعد ان تشد وصال یوم سبہ اللہ (مستطاب)

یہی تفقد فی الدین ایک ایسی ضروری اور اعلیٰ ترین نعمت ہے جس کو سرکاری معاملہ پرستوں سے قبل اور بعد کسی موقع پر بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔





لیا ثورث اور ریتہ آدمی جلدہ ص ۱۱۱) فقہ سے چچہ، امام ابو ثورث سے پرچہ۔

حضرت امام احمد بن حنبلہؒ منجلی عنہ شیخ محمد بن عیسیٰ بن عقیل نے فرماتے ہیں کہ امام ابو ثورثؒ میں مکر ایسی بات نہ تھی جو چھیدہ نہ مل سکے کی بابت یہ فرماتے ہیں کہ یہ کلمہ تم قضا سے پرچہ اور ابو ثورث سے پرچہ۔ (ابو ثورث الترمذی سنن ۱۰۰) امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثورث مامون اور احمد النعمان سے تھے بغدادی جلد ۱ ص ۱۱۱ علامہ ذہبیؒ اُن کو امام احمد بن حنبلہؒ سے ملنے کے لئے لکھتے ہیں سنن ۱۰۰ جلد ۱ ص ۱۱۱ امام عیسیٰ بن عقیل اُن کو امام احمد بن حنبلہؒ سے ملنے کے لئے لکھتے ہیں طبقات جلد ۱ ص ۱۱۱ حضرت امام احمدؒ حضرت ابو ثورثؒ سے ملنے کے علاوہ فقہ اور مجتہد بھی تھے مکران کا ہجرت کیا جیسا کہ علامہ ابن خلدونؒ اور ابواب ص ۱۱۱ کے حالات سے اُن کے گھر کا جزا و تو حیل بیکر اقل بلکہ نیست کے درجہ میں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ الاسلام حافظ ابو عمرؒ ابن عبد البرؒ المالکی (المترقی ص ۱۱۱) نے جن آئمہ حضرت امام حاکمؒ، حضرت امام ابو ثورثؒ اور حضرت امام شافعیؒ کے خلاف پرکارب انفسہ فی نفسہ فی الثلاثۃ الفتنۃ الفقہاء تصنیف فرمائی ہے، لیکن حضرت امام احمدؒ کا ذکر ان میں نہیں کیا۔ علامہ خلیفہؒ اور امام سیوطیؒ ایک واقعہ نقل کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہاں سے الفاظ میں یوں ہے کہ محمد بن کریم کی ایک جماعت تشریف فرما تھی، جن میں خصوصیت سے امام احمد بن حنبلہؒ، ابو ثورثؒ، ذہبیؒ، حرث اور صنعت بن سالم وغیرہ شامل ذکر ہیں۔ مژدہ عورتوں کو ملاسنے والی ایک عورت آئی اور اس نے اُن سے دریافت کیا کہ کیا حیض والی عورت مژدہ کو ملا سکتی ہے یا نہیں؟ پوری جماعت نے اُس کا جواب نہ بن پڑا اور ایک دوسرے کا فتنہ کرنے لگے۔ اتنے میں امام ابو ثورثؒ سامنے سے آگئے۔ پہلے اس عورت سے کہا کہ یہ مسئلہ اس آئمہ کے لئے خاص ہے دریافت کرو۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ انہوں نے فرمایا کہ اُن حالت میں عورت بہت کو غلط سمجھ سکتی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خاص موقع پر حضرت عائشہؓ سے فرمایا تھا کہ تیرا حیض تیرے ہاتھ میں تو نہیں ہے کہ یہ بھی سردی ہے کہ حضرت عائشہؓ بھی بہت حیض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک میں پانی ڈال کر سردی میں لگ نکالا کرتی تھیں۔ جب اس حالت میں مژدہ آدمی کے سر پر پانی ڈالا جا سکتا ہے تو مژدہ کے گریوں ہاتھ نہیں لگایا جاسکتا؟ اور اس کے گریوں غسل نہیں دیا جاسکتا؟ امام ابو ثورثؒ کا یہ فتویٰ جب ابن عثیمؒ نے سنا تو اس حدیث کی مانند یہ طریق ایک غریب مسئلہ شرعاً کرنا کی ضرورت



فدا سے بھی بڑی بہت اور فداں سے بھی بڑی بہت ہے۔ اس خاصہ نے اس بات کو طے کر کے کہہ کر دیا۔  
 وین کنتہ الی الآن (میں ابھی بڑے سخت و طبیعت تمہارے ملک کو ہاں تھے؟)  
 اکبر نے جدا صحت کی تھی؟

اس واقعہ سے ایک تو یہ امر ثابت ہوا کہ نکل نکل کر ہر قسم شش آدمی مسافر محض طریق حدیث نہ  
 اسانید کو منع کر سکتے ہیں سے ہرگز عمل نہیں کرتے۔ نہ نہ لگا کر اپنی حدیث جیسے چاہے کہ وہ حدیث سے میں بیان  
 میں کہ نہ سنا ہے، چنانچہ اس جماعت کے اندر وہ میں لا جواب ہو کر رہ گئے اور دوسری بات  
 یہ معلوم ہوئی کہ محدثین کو ان کی ہادہ ہادہ صحت بھی فتنہ و فطرت کی اس فرقت و برتری کو تسلیم کرتی ہے  
 اور ان پر اعتماد و اعتبار کے لوگوں کو ان سے اخذ مسافر میں غلطی کرنا ہوتی ہے۔

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ فی مشنہ: ایک حدیث کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ  
 وحذائک قال القہقہ و ہم اعلم بحالی اور اس طرح فتنہ سے کہتے اور وہ حدیث کے  
 الحدیث۔ (ترمذی جلد ۱۱) مصلیٰ کو بارہ ہتر چکے ہیں۔

مشہور حدیث حضرت سلیمان بن معاذی الاشرع رحمہ اللہ شکلہ جو الحافظ الشیخ ابو یوسف  
 تھے۔ تذکرہ جلد ۱۱) نے ایک حدیث پر فرمایا کہ

یا معشر القمید انتم الاصل و غایۃ الدیالہ شے فتنہ کے گرد و تم طیب ہو اور ہم  
 اجماع میں ان الطلحہ ۱۱ ص ۱۱۰ قبل ابو یوسف جلد ۲ پشامی ہیں۔

ص ۱۱۰ مناقبہ فرماتے ۱۱۱ الفکر فی السنن شد شد

پشامی کے پاس اگرچہ مختلف قسم کی قیمتی برقی برقیں اور ادویہ کا کافی شاک ہو تب بھی مگر وہ نہیں  
 ہانا کر یہ کس پشامی کا علاج ہیں؟ مقتدر خرداگ کیا ہے؟ پر یہ کیا ہے؟ معجزہ قابل، متعال ہیں ویکب  
 وغیرہ وغیرہ یہ قرطیب اور سلیم بن مہنا اور یہ سکتے ہاں اس طرح محدثین کو ان کے ساتھ میں ہر وہ  
 پیش ہونا حدیث کا خطرہ تو یہ تو یہ مگر وہ اس سے استنباط و احکام اور استقران مسائل پر قادر نہیں ہوتے  
 یہ کام فتنہ کا ہے اور وہی حدیث کے معنی کو ستر لکھتے ہیں۔ یہ بات بھی آپس میں لکھتے ہیں کہ فتنہ کو ان  
 کے مقابلہ میں وہ محدثین جو ہمیں ہر روز حدیث ہیں اور فتنہ سے کہہ کہہ ان کو حاصل نہیں ہے۔  
 باقی ہے وہ محدثین و علمائے جمہور ہیں الحدیث و الفتنہ میں باطن و ظہور و فتنہ و حدیث میں شغل ہیں



اللہ تعالیٰ پرستوں کے علاوہ غنیمت بھی ہوں اس حدیث پر ترجیح دی ہے جس کے راوی غنیمت نہ ہوں۔  
 امام حاکم اپنی ساری تفسیر کتاب معرفت علوم حدیث میں حدیث کی صحت و ائقان کے بعد  
 اس کی فقہی منزلت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

معرفة فقه الحديث الا وهو شرط في معرفة فقه الحديث كما يجب ان يكون له من علوم الفقه ما لا بد  
 ان يعرف به قوام الشريعة فاما فقهاؤنا واولادنا  
 اصحاب الفتيان والراي والاستنباط والمحل  
 والنظر فمعرفة في محل وهو واجب  
 على سبيل واحد وعرفت علوم الحديث مثلا  
 فقه الحديث كما يجب ان يكون له من علوم الفقه ما لا بد  
 ان يعرف به قوام الشريعة فاما فقهاؤنا واولادنا  
 اصحاب الفتيان والراي والاستنباط والمحل  
 والنظر فمعرفة في محل وهو واجب  
 على سبيل واحد وعرفت علوم الحديث مثلا

امام حاکم اپنی سند کے ساتھ ملال بن اعين بن ابي رافع، رافعی، مشہور ابو حاتم بن کوثر و  
 حورانی، صالح اور لیس ہدایتی لکھتے ہیں۔ ابن حبان ان کثافات میں لکھتے ہیں۔ تفسیر  
 التفسیر جلد ۱۱ ص ۱۰۰ روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس اہمیت  
 پر چند شخصوں کو پیدا کر کے بہت بڑا احسان کیا ہے۔ ایک ان میں سے۔

بالتأني بفقهاء الحديث رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 ائمة فقه في زمانهم من جنس بني عبد مناف  
 عليه وآله وسلم من قديم زمانهم من قديم زمانهم

اور وہ مشہور امام ابو حنیفہ و الترمذی و مالک و شافعی و احمد و ابو یوسف و ابو حنیفہ و ابو حنیفہ و ابو حنیفہ  
 فقه اور ماہرین تھے۔ ایضاً ۲۶ ص ۱۰۰ میں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تفسیر میں  
 کی شرح و تفسیر کی ہے، اور تفسیر کے امام ابو یوسف و الترمذی و مالک و شافعی و احمد و ابو یوسف و ابو حنیفہ و ابو حنیفہ  
 حدیثوں کو بحث سے پاک و صاف کیا ہے، احمد و تفسیر کے امام ابو حنیفہ و الترمذی و مالک و شافعی و احمد و ابو یوسف و ابو حنیفہ و ابو حنیفہ  
 میں جنہوں نے سند کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصل ویرانہ حکم پر ابوحنیفہ و  
 صحابی پر وراثت کرنے کے بہت قریبی کا فہم کیا۔ ذرا ہم ملاحظہ فرمائیں۔ امام ابو حنیفہ و احمد و ابو یوسف و ابو حنیفہ و ابو حنیفہ  
 علوم حدیث میں اگر یہ نہ ہوتے تو اسلام نہایت جوہر یا عظیم اسلام ایک بڑا عظیم  
 رہے اور یہ ناقصیت ہے گا اور حقیقت اس کا خلاف کو معرفت اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر عالم سبب  
 کی بات نہ کہ کہہ سکتے دیکھا جائے تو اپنے وقت میں یہ چاروں حضرات اسلام کے بہترین علماء

تھے۔ علامہ خطیب بغدادی نے بھی یہ واقعہ اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور آخر میں لکھتے کہ:۔  
 لم يرد ذلك كثر الناس (بخاری ج ۱ ص ۱۰۰) اگر یہ درست تو لوگ کافر ہو جاتے۔ (ملاحظہ)  
 علامہ کہتے ہیں کہ جہاں اسلام کی حفاظت و بقا کے لئے دیگر امور قابل تامل نہ تھے تھے ہیں  
 دلیل نفقہ فی الحدیث کی صحت اور غلطی کو بھی پس پشت نہیں ڈالنا گیا اور نہ ایک دفعہ نفقہ  
 ہے کہ نفقہ نفقہ کے حدیث کی باریکیاں اور نکلت کچھ بھی نہیں جاسکتے۔ یہی ایک ایسا فن  
 ہے جس کے ذریعہ سند و حدیث، روایت و حدیث کی پیچیدگیاں، تاہم تدریس کے ساتھ سمجھائی جاسکتی  
 ہیں، چنانچہ امام علیہ السلام نے (المؤمنین) (المؤمنین) (المؤمنین) (المؤمنین) فرماتے ہیں کہ:۔

اعلم ان في الحديث دلائل و أدلة و  
 يعرفها إلا العلماء الفقهاء و أتباعهم و  
 فہم في كشف معانيها

و دق شہد التظہیر مثلاً

اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ فقہاء کرام کا مسل میدان کو درست دھڑ ہے مگر ان میں ہمدرد  
 روایت کے یہ فرق اور ان جملہ راستہ سے بھی بے خبر نہیں رہتے۔

حافظ الدین ابی بن حجر عسقلانی (رحمہ اللہ) ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

فان علم الحدیث و الحرف و الفہم یستلزم  
 الفہم و الفہم الباری جہد (مت جامع معنی) کیے جاسکتے ہیں۔

ابن علی جہد ہے کہ حافظ موصوف متغری قدس سرہ میں اپنی نظر صرف آپ ہیں اور علم حدیث  
 کے علوم دیگر، عیسویں علوم میں ان کی کرنی نگاہ ہے لیکن وہ خدا کرام کے اس مجمع منصب سے  
 جو کچھ ان کے شاگردان شان سے بلکہ کوشش سے نہ پاس جاسکتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں۔ اس سے  
 ترہ کر خدا و غیب کی قضیہ و حقیقت اور کیا ہو سکتی ہے؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ النبی (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ:۔  
 الفہم و الفہم الباری جہد (مت جامع معنی) اور خدا کے مراتب اور احوال  
 میں کوئی جہد نہ ہو سکتا ہے۔





مقتضی سے کوئی چارہ نہیں

کم ظرف کریم اور شیعہ ربی لوگ قریشہ غزنی اس وقت کو کھٹنے کی غویش گئے تھے ہیں اور  
فتنا کریم اور کتبہ کی تفسیر و ترمیم میں جادو جادو اپنا قیمتی وقت صرف کریشہ ہی میں کیا اور  
بصیرت جانتے ہیں کہ قرآن کریم اور حدیث شریف اور اجماع ائمتہ کے بعد فقہ و قیاس اور اجتہاد  
کی حاجت ایسی رہی اور ضروری ہے کہ اس سے کوئی معذور نہیں اور زمانہ حال کے غیر مقلدین اور  
کو بھی اس کی افادہ و حیثیت تسلیم کر لے سے کوئی چارہ نہیں چچا کو مشورہ غیر مستند عالم مزین محمد طلیحی  
(القرنی ۱۳۵۷ھ) کہتے ہیں کہ آئمہ سنت کے نزدیک بنیادی اصول چار ہیں۔ تمام دینی مسائل  
میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ قرآن، سنت، اجماع، ائمتہ اور قیاس ان میں بھی اصل  
قرآن و سنت ہے اور قیاس کا اخذ بھی قرآن اور سنت سے ہے۔ کتاب و سنت کے خلاف  
مذہب اجماع ہو سکتا ہے نہ قیاس اور (مشرع نظام صیالہ علیہ السلام) اور نیز مولانا موصوفی نقض فی التورین کا  
حوالہ قائم کر کے کہتے ہیں کہ قرآن و سنت کی خلاف ورزی کا وجود دنیا کے عوارض و اشیاء میں  
اور کتاب و سنت کی رہنمائی کے سوا ان عوارض سے عہدہ بردار ہونا ممکن نہیں اس لیے انسان  
اور صاحب بصیرت کی طرف رجوع کرنا پڑے گا قرآن مزین کا ارشاد ہے :-

فَاسْتَشِصْوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (محل)  
جب کہیں چیز کا علم نہ ہو تو اہل علم کی طرف رجوع کرو۔

اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: استأشرفوا أئمة المسألة۔ انہما ان آدمی کے  
لیے صحیح منظر بقدری ہے کہ وہ اہل علم کی طرف رجوع کرے یا ایک فطری جذبہ تھا کہ وہ  
میں اہل علم سے اس قدر داری کا احساس فرماتا وقت کی ضرورت اور ماحول کے مطابق کتاب و  
سنت کے تقاضوں کو بردار فرمایا آداری سے پہنچتے ہوئے غیر معذور و عوارض کے غلبہ  
یعنی کتاب و سنت کی بکاشی میں کہتے اور اس کے ساتھ وقت کے مصالح اور ضرورتوں کو  
پوری طرح ملحوظ رکھا اور (مشرع نظام صیالہ علیہ السلام) (القرنی ۱۳۵۷ھ) کہتے ہیں کہ یہ اسی  
فطری جذبہ کے تحت آداری سے پہنچنے کے لیے اور فطری ضرورتوں اور مصالح کو ملحوظ رکھ کر کیا گیا۔

## باب سوم

فہرست صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم  
 اس فہرست میں فقہ و برابر میں ایک رشتہ کی قطع کوئی گمانش نہیں کہ حضرت علیؓ و دیگر  
 سلم کے بعد صحابہ کرام شریف محبت نبوی کے فعل اور پرکشت سے سبک سب عامل و فقہ، متقی،  
 خدا پرست اور پاکہ دہ تھے مگر فقہ قرآن، تدبیر حدیث اور نقشہ فی الزین میں سب یکساں تھے بلکہ  
 اس لحاظ سے ان کے آپس میں مختلف درجہات اور مقامات مرتب تھے، چنانچہ امام سہروردی  
 (المتوفی ۱۰۵۰ھ) جو الزمام المفقیدہ اور حصہ الاعلام تھے، تذکرۃ الحفظ علیہ (ص ۱۰۰)  
 فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام کے فضائل و محبت اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ ان سب کا نام کلمہ  
 میں لکھ کر چھ ہندگوں کی طرف دیکھا ہے۔ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ و حضرت  
 معاذ بن جبلؓ، حضرت ابوالدرداءؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ، پھر میں نے ان چھ حضرات شریف  
 محبت علیؓ کی تو دیکھا کہ ان سب کا نام حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ پر ختم ہو گیا  
 ہے۔ طبقات ابن مسعود ج ۲ صفحہ ۲۰۰۔ تذکرۃ الحفظ علیہ ص ۱۰۰ و صفحہ ۱۰۱ ابن  
 الصلاح (مع شرح العدنی)۔

لہذا حکم کے لئے بھی امام سہروردیؒ روایت نقل کی ہے، اس میں انہوں نے حضرت  
 علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت زید بن ثابتؓ  
 حضرت ابوالدرداءؓ اور حضرت ابوشعرؓ کا نام ذکر کیا ہے۔ مستدرک حلیہ صفحہ ۱۰۰  
 عنہ (الحاکم فی المستدرک)



اور امام شیعہ (المرتضیٰ سنہ ۱۱۸۰) حافظ فقیر متقی اور خاندان الیچین تھے (مکتوبہ امین) سکایان ہے کہ صحابہ کرام میں جن مسائل کے بارے میں فیصلہ صادر کرنے میں آپ حضرت تھے اور یہ فیصلہ میں حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت زید بن ثابت اور کوفہ میں حضرت علی بن حنظلہ بن ابی معویہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعرنی (امت مسلمہ) دے سکتے تھے،

عبداللہ بن ابیہم (المرتضیٰ سنہ ۱۱۸۰) کہتے ہیں کہ کاتب مرحوم میں باہر مومین خزانہ اور امام احمد عبداللہ بن مسعود اصحاب زید بن ثابت اصحاب عبداللہ بن عمر اور اصحاب عبداللہ بن عباس کے ذریعہ پیدا ہے۔ اہل مدینہ کا علم اصحاب زید بن ثابت اور اصحاب عبداللہ بن عمر کے ذریعہ اور اہل کوفہ کا علم اصحاب عبداللہ بن عباس کے ذریعہ پیدا ہے۔

واما اہل العراق فصاروا من اصحاب اور اہل عراق کا علم اصحاب عبداللہ بن مسعود عبداللہ بن مسعود کے توسط سے پیدا ہے۔

(علامہ ابو ذہب بن حنفی، احادیث اصطلاح مصلیٰ)

اور نواب محمد بن حسن خان صاحب (المرتضیٰ سنہ ۱۱۸۰) کہتے ہیں کہ جن صحابہ کرام سے دین، علم اور فقہ کی شاعت ہوئی ہے، ان میں حضرت ابو موسیٰ حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن عباس ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر شیخ ہیں تھے (امتنہ فی السنۃ الحسنۃ بالسنۃ مرقا) سراف مبالغہ پوری ثابت (المرتضیٰ سنہ ۱۱۸۰) کہتے ہیں کہ جن مسائل کی ترویج و اشاعت کے لحاظ سے صحابہ کرام کے تین طبقات ہیں۔ پہلا طبقہ وہ ہے جس سے مسائل کی ترویج تو ہوئی ہے گو نسبت کم اور دوسرا طبقہ متوسطہ ہے اور تیسرا طبقہ وہ ہے جس سے دین کی بہت زیادہ اشاعت ہوئی ہے، ان میں حضرت عمر، حضرت علی حضرت ابی مسعود، حضرت عائشہ، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابن عباس، اور حضرت عمر بن خطاب صحیح قابل ذکر ہیں۔ (بخاری النعمانی و دیگر)

امام شیعہ (امام محمد بن ابی انیس) کہتے ہیں کہ کوفہ، بصرہ اور عجم کی مسجدوں کا امام شیعہ سے بڑا کوئی عالم معلوم نہیں ہے۔ حضرت امام محمد بن سیرج فرماتے ہیں کہ شیعہ صحابہ کرام کی کثیر تعداد کے ساتھ کوئی بڑا کلمہ تھے (یعنی مدینہ) اور صحابہ کرام کا بیان ہے کہ جس شخص سے بڑا فقیہ کوئی نہیں دیکھا، ایضاً مدینہ فرماتے ہیں کہ۔ وہ صحابہ کرام ہیں جنہوں نے کلمہ شیعہ



کونہ میں حضرت صحابہ کرام کا درود

حضرت عثمانؓ کی حضورؐ نے عبادت کے بعد جبہ اہل صل و عبادت نے حضرت علیؓ (علیہ السلام) کی  
سنگینہ کو غلیظہ زائے تسلیم و تہنیت کر دیا تو پھر یہی سنگینہ بر عبادت اٹھ کر حضرت موسیٰؑ کی  
وجہ سے غلیظہ جوہرہ کوئی سی پریشانی اور مصیبت کا سہارا نہ کرنا پڑا اور عراق کے اندر اس انداز سے  
شورشیں اور فتنے برپا ہو کر حضرت علیؓ کی سب سے پہلی پر حضرت کے استقامت کی یہ فتنہ کی کبھی  
کہ نہ یہ صیبت سے (الغیر) منتقل کر کے عراق کے کسی موزوں شہر کو مگر نہ بنایا جیسے۔ چنانچہ یہ فتنہ  
کوئی گڑبگڑ نہ ہوا اور انہوں نے اپنی قومیت کا جتنی جوش و خروش تھا اسی تھا بعد شوشہ فتح حبیب  
جلد سے اسے اجماع مدینہ میں حجرہ عسقلانی اور میں گزارا تھا اور اس اثنا میں عبادہ و دیگر غلطیوں سے  
پاشیوں کے جوہر کی اور یہی گڑبگڑ حضرت علیؓ کے گرد نہ کی وجہ سے خوب پھیلے۔ جیسے بھی اجماع  
قصدیہ و فیصلیہ اس کے ذریعہ صادر ہوئے وہ کو فوری ہیں جس کے لئے چنانچہ شیخ الاسلام  
ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:-

ناشاء اللہ عند علی و نقباءہ لکھو جب  
معدنہ و عند مدینہ و عند فتنہ  
(وہا ہوا انفسہا بہ و ما ہوا جع مصر)

اور حضرت شامیؒ نے حدیث اس کے فرماتے ہیں کہ:-

ہاں اصحاب فضیلاء و انکوف  
(حجۃ باب نقباءہ احسن علیہم)

اور یہ کوئی معذرت ہے نہ فیصلے سے قطعاً نہ حضرت شامیؒ کی اولاد صاحب حدیث فرماتے ہیں کہ:-  
"مقتضیہ کے بنیاد پر یاد خود وقت پر درست اور ظاہر شدہ" (مؤثرہ بصیرتیں بہ اسلام طبع مجتہبی کی دہلی)  
گو یہ بات ہے کہ حضرت علیؓ کے کوئی بدلتا سے پہلے بھی وہاں غم و موفان کی بدولت پرستی  
ہی ہے۔ چنانچہ مدافع بن تیرہ کہتے ہیں کہ:-

حضرت علیؓ کی فائزہ طر کوئی ہی ہے۔ رہا ابہر اہل کوئی حضرت علیؓ کے وقت ترکیہ حضرت  
عثمانؓ کے خیال سے بہ نسبت میں بدیشہ قرآن و سنت کا علم کہتے تھے (مناہج منہج بہ صفحہ ۱۳)

اور کہتے ہیں کہ جب حضرت علیؑ کو ذرہ شریعت سے لگے تو ان سے پہلے ہی الہی کو حضرت محمدؐ  
 بن ابی وقاص، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عذیقہ، حضرت علیؑ اور حضرت ابوہریرہؓ اور  
 وغیرہ سے جن کو حضرت محمدؐ نے کو ذرہ بھیجا تھا، دین و دلائل صل کر چکے تھے۔ (الوفاء، ص ۱۵۷)  
 اور جو علوم ابن کوثر نے حاصل کیے تھے وہ بھی غن سے لیے گئے۔

فان اهل الكوفة التي كانت داره كلهم اهل كوفته جو حضرت علیؑ کا دارالعلم و دارالافتاء حضرت  
 تھے فہ تعلیم الدین و احیاء الفقہ و تصدیق الفقہ علیہم السلام و غیر سے ایمان و قربان و خیر فقر  
 و انشقاق عن ابن مسعود و غیرہ قبل ان اوسنت کا جو حضرت علیؑ کی کوفہ میں تشریف  
 بقدم علیؑ علی الکوفة۔

(مختار السنن، ص ۱۳۳)

اور ان اکابر صحابہؓ کے علاوہ بھی بہت سے محدثین و فضلاء کے اس بارگاہ شریعت و دین کو ذرہ شریعت  
 سے لگے تھے جتنے امام عسکریؑ و امام کاظمؑ و امام جوادؑ و امام علیؑ بن ابراہیمؑ و امام محمدؑ بن  
 اسماعیلؑ و امام احمدؑ بن محمدؑ و امام ابوہریرہؓ و امام ابوہریرہؓ و امام ابوہریرہؓ و امام ابوہریرہؓ  
 علوم الحدیث سے طبع کیا ہے۔

امام ابن مسعودؓ و ابوہریرہؓ و ابوہریرہؓ و ابوہریرہؓ و ابوہریرہؓ و ابوہریرہؓ و ابوہریرہؓ و ابوہریرہؓ  
 میں کہ شریعت پر ہی اور دین ہو جو حضرت رضوان میں شریعت جو حضرت رضوان میں شریعت جو حضرت رضوان میں شریعت  
 ہوئے تھے۔ (طبقات ابن مسعود، ص ۶۶)

اس سے اندازہ کیا جائے کہ دیگر صحابہؓ کو ذرہ شریعت کو ذرہ شریعت کو ذرہ شریعت کو ذرہ شریعت کو ذرہ شریعت  
 ان کی تعداد کیا ہوگی؟

امام ابن مسعودؓ و ابوہریرہؓ و ابوہریرہؓ و ابوہریرہؓ و ابوہریرہؓ و ابوہریرہؓ و ابوہریرہؓ و ابوہریرہؓ  
 کے ساتھ شریعت کو ذرہ شریعت کو ذرہ شریعت کو ذرہ شریعت کو ذرہ شریعت کو ذرہ شریعت کو ذرہ شریعت کو ذرہ شریعت

نہل الکوفۃ و تحصیل اجلات من آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ و تابعین  
 اصحاب الشیخین علیؑ و علیہ وسلم و اصحاب الشیخین علیؑ و علیہ وسلم و اصحاب الشیخین علیؑ و علیہ وسلم  
 و مستوفون من اهل بدر و کتب الکوفۃ و اصحاب الشیخین علیؑ و علیہ وسلم و اصحاب الشیخین علیؑ و علیہ وسلم  
 کوفہ میں تشریف فرما ہوئے تھے۔

جلد ۱۸ طبع حیدرآباد دکن :

اور محبین عبد اللہ المصطفیٰ (المرتبی ۱۳۷۱ھ) جو ان ہم راقد اور القودہ تھے۔ تذکرہ ج ۲ ص ۲۸۱ کو ملتا ہے کہ کوثر میں ٹیڑھ بڑا صابر کریم نازل ہوئے تھے۔ دیکھو فتح القدیر صاف ظاہر ہے کہ تمام علماء صوفیہ کوثر میں کثرت و شہرت تھی۔ بعد ازاں علامہ علی بن محمد (۱۰۰۰ھ)۔

وہ شمس الدین السخاوی (۱۱۰۵ھ) (المرتبی ۱۳۷۱ھ) کوثر میں فرما کر رہے۔ اسے بعض صحابہ کرام کے نام لکھ کر آگے فرماتے ہیں کہ :-

وخلق من الصحابة والاحادیث الثیغ فان ذم اور بھی بہت سے صحابہ کرام و ائمہ آئے۔

۱۳۷۱ھ مع (۱۰۰۰ھ) :

عمر فریست کو ممتاز خلیفہ چارم حضرت علیؑ کا دارالافتاء بنادیں جس میں امام صحابہ کرام کے علماء

ہندی اور صحابہ شجرہ ریح کو رہائے۔ انہی کی سند پر قرآن پاک اور حضرت کا پرانہ جو سلطان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہو چکا ہو نازل ہوئے ہوں اور جن میں فقہاء و صحابہ میں سے

علی الخصوص حضرت علیؑ اور حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ فصل خصوصاً اور تعلیم کے ذریعہ علم دین ایمان

اور حضرت دونوں کے دونوں کو مالا مال کرینگے ہوں اس کی فیضیت کے لیے یہ مناقب و

غزایا جملہ کیا کم ہیں ؟

ہم فرزنی الشافعی (المرتبی ۱۳۷۱ھ) جو الامام الحافظ الامام القودہ اور شیخ الاسلام

تھے۔ تذکرہ ج ۲ ص ۲۸۱ لکھتے ہیں کہ :-

وہی دارالافتاء و محل المذاہمہ کوثر تھیں کہ گھر و فضلاء کا محل ہے۔

(شرح مبلوہ ص ۱۳۷) :

اور نام ابو یوسف حسن کوثر کو حسن العلم و القودہ فرمایا ہے۔ اساقب مرقی ج ۱ ص ۱۰۰

نام عثمان بن عیسیٰ (المرتبی ۱۳۷۱ھ) جو القودہ الحافظ ابو یوسف (تذکرہ ج ۲ ص ۲۸۱)

نے فرمایا کہ اہل کوثر اور ان کے تلامذہ و تلامذہ اہل کوثر آئے۔ اہل کوثر سے کچھ لیکن

وخذوا الدلال و احذر عن حد فکوة صلا اور عہد کے سابق تہ اہل کوثر سے ہو

وہم بعد ان ذوقت حرمی لکھا کوثر :

اور نیز انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ جو مسلمان کسی اور شخص کے حالات معلوم کرنا چاہتا ہے تو وہ  
اہل مدینہ سے حاصل کرے اور نہ مکہ حج اہل کثر سے کہے۔

ومن أراد الفقه فالكوفة  
اور جو فقہ چاہتا ہے تو اہل کوفہ کے لیے کہہ دے۔  
(مناقب ج ۲ صفحہ ۲۷۷)

ما نقلہ عن اہل کوفہ عن اہل مدینہ عن اہل کوفہ عن اہل مدینہ عن اہل کوفہ عن اہل مدینہ  
تھے، ان کے علاوہ اہل مدینہ کے ساتھ حضرت امام شافعیؒ (المتوفی ۲۰۴ھ) سے روایت  
کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ تم قضا کے مسائل اہل مدینہ سے، منا مکہ حج اہل کثر سے اور  
فہم و فہمات کے حالات اہل شام سے حاصل کرو۔ اور

والکوفی عن اہل الكوفة  
فہم و فہمات اہل کوفہ سے حاصل کرو۔  
(کنز العمال ج ۱ صفحہ ۱۲۷ طبع دمشق)

یہ بات بھی غور و نظر سے کر کہ صرف فقہ ہی کے لیے ضرورت تھا بلکہ وہ علم حدیث کا بھی اہل  
غصہ نہ کرتے تھے اور ہر اہل علم حدیث و اہل حدیث کے کہانی نقل شوق رکھتا کرتے تھے، چنانچہ مشہور  
تھے یہی حضرت عمر بن سیرینؒ (المتوفی ۲۰۴ھ) جو امام مالکؒ کے شاگرد تھے، فقہ و حدیث کے  
تعمیر کے ساتھ کرتے تھے۔ مذکورہ جملہ احادیث، فرماتے ہیں کہ:

قد مات الكوفة وبها اربعة ائمة يطعنون  
میں جب کہ نہ پانچ افراد ہی جہاد پر اہل علم حدیث  
طریقہ (تصنیف السنن) طبع مصر

مختص بہندہ و محتاج بہ شریعت و المتوفی ۲۰۴ھ۔ اگر ساقم فرماتے ہیں کہ وہ فقہ اور امام تھے۔  
بہندہ ہی جہاد، محتاج بہ شریعت و محتاج بہ شریعت ہیں کہ وہ فقہ، ائمہ اور صاحب مکتب تھے۔ ایضاً۔  
اور محتاج بہ شریعت، بن شریعت فرماتے ہیں کہ وہ فقہ، ائمہ اور محتاج بہ شریعت تھے۔ ایضاً علیٰ اور علامہ فرماتے ہیں کہ  
انہوں نے اہل کوفہ سے فقہ و حدیث سیکھے ہیں۔ (مذکورہ، ص ۲۷۷) فرماتے ہیں کہ:

فقد مات الكوفة فانت اربعة ائمة و لا رفا  
ان تکتب مائة الف حدیث لکتبھا  
فما احتب الا قد یخصین الف حدیث  
ہم کہ وہ پانچ افراد ہی جہاد و اہل فہم کیا مگر یہ پانچ  
تو ایک لاکھ سے بھی زیادہ حدیث کو لکھتے تھے  
مگر چھوٹے و کمال امتیاز کے ساتھ، مرنے پر پاس



پانچ والہ ماجد حضرت امام الشہید بن حنیبل سے دریافت کیا کہ غلبہ علیہ کے لیے ایک ہی  
امتہ کی جہد مت میں رہنا چاہیے یا دیگر امتوں میں بھی جا کر غلبہ حاصل کرنا چاہیے ؟ تو  
فرسوں کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ :

میرعل دیکتب من انکو طبعی و انصتین      سفر خنہ یا کرنا چاہیے اور کو نوں انہر یوں اہل  
واحد المدینۃ و مکتہ بتدویب العلوی      ہرگز اور اہل کتب سے غلبہ نہ چاہیے ۔  
معنی : (فتح المغیث ص ۲۰۰)

ملاحظہ کیجئے کہ امام اہل سنت اور معتزلے تہمت لجن مقامات اور جہاد سے علیحدگی کیا یا  
نہیں کیا ، ان میں اہل کوفہ کا ذکر سب سے پہلے نہیں کیا ہے ، کی طرف کی گئی ہے کہ  
یہی فرقہ اپنے فکری مسائل پر سب سے زیادہ فخر کرتے ہیں ۔  
اہل کوفہ اور غلبہ ریش

چونکہ حضرت امام ابوحنیفہ کوئی تھے ، اس لیے سابق زمانہ میں عاصیوں اور متحسینوں اور کچھ  
حقیقت شناس حضرات نے اور اس دور میں غیر متکدین حضرات نے خاص قوت صرف  
کونے کے مجاہدین کو رکھی ہے کہ اہل کوفہ کو تو یہ ریش کا علم ہی نہ تھا ، اور کوفہ والوں کی حدیث  
میں تو یہی نہیں اور کوفہ والوں کی نقل ہی معتبر نہیں اور اگرچہ اب بھی کتاب نہ ہوا تو کوفہ والے سوا  
حدیث ہی سے تہی دست ہونے وغیرہ کثیرات سے وہ اس عنوان کو ادا کرتے ہیں ۔  
چنانچہ مصنف حقیقت انفع جہاد اول مرتب میں یہ مرقعہ رقم کی ہے کہ اہل کوفہ کی حدیث کافی  
اور پھر کہ تو ارجحی سے باطل غیر متعلق ہونے نقل کے ہیں ، جن ان کے جواب میں نے کی حدیث  
ہی نہیں اور ایک حوالہ ابو داؤد ۲۰۲ صفحہ ۳ طبع نجف کی کاروں نقل کیا ہے ۔ (اہم صحت ان کے  
ترجمہ میں پانچا کرتے ہیں) ۔ امام احمد دہشتہ میں کوفہ کی حدیث میں کوئی نہیں ہے ۱۵ھ  
مگر انہو سب سے کہ حدیث نہ کوہ ریش کوہ کل نہیں کہا ، اور اگر کھجاست کو خیانت سے  
بہرہ لیا ہے ۔ جو ابو داؤد کی چوتھی عبارت نقل کرتے ہیں ۔ ملاحظہ فرمائیں ۔

قال ابو داؤد علی سمعت ابیہ اراد قال قال النخعی      اہل کتب ہیں کہ میں نے ابو داؤد سے سنا کہ غلبہ  
جس حدیث بہذا الحدیث لکنہ امہ حدیثی      جب یہ حدیث بیان کیا کہ نے تھے تو یہ بھی نہ لے



عن ابن عباس عن بعض قولہ حدثنا احمد بن  
قال ابوہنر سمعت ابا داؤد یقول سمعت  
احمد بن یونس یقول سمعت احمد بن یونس  
یقول سمعت ابا داؤد یقول سمعت احمد بن یونس  
یقول سمعت ابا داؤد یقول سمعت احمد بن یونس

میں کہ بخاری حدیث میں جس میں ثنا اور حدیث کے ساتھ  
کیے صریح الفاظ آتے ہیں مجھے شہدے سے بھی زیادہ  
لذیہ معلوم ہوتی ہے۔ ابوہنر نے ابو داؤد سے یہ روایت  
کی انہوں نے فرمایا کہ میں نے جس سے ثنا انہوں نے فرمایا کہ  
ابن کندی حدیث میں فرمایا کہ میں نے ابوہنر سے یہ روایت  
کی انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابوہنر سے یہ روایت  
کی انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابوہنر سے یہ روایت

ابن عباس پر حضرت شعبہ کا علم بھی اہل کوفہ کا فیض تھا چنانچہ بغدادی کہتے ہیں:۔ وعلیہ  
کافی جلد ۱ ص ۲۵۵۔

ہاتھ صرف اتنی ہے کہ اہل اہل بصرہ حدیث و سنن وغیرہ کے الفاظ میں فرق ٹھٹھکتے ہیں۔  
اور اہل کوفہ اس فرق کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ اور اسی عدم فرق پر فاسی عباسی نے کہا کہی (القول بالکلام)  
اور صفحہ عراقی (الشفا) میں نے اجماع نقل کیا ہے۔ واما بخاری و ترمذی و مسند احمد و غیرہ  
مناظرین جو فرماتے ہیں کہ امام نہ ہرچ مملکت، ابن جبریت، یحیی القطان اکثر اہل بغداد اور اہل کوفہ  
اور اس طرح اہل مغربہ کا یہ سکتا ہے۔ اور اسی کو ابن عساکر نے مقرر میں تحریر کیا ہے اور نام  
مذکور نے انکو راجعہ کا یہ مذہب بتایا ہے کہ ان الفاظ کا ایک ہی معنی ہے۔ اور بعض نے  
ان الفاظ کی پابندی کو صرف متعین قرار دیا ہے۔ (فتح الباری جلد ۱ ص ۲۵۵)  
حضرت امام سنن میں جہاں فرق روایت کے اس دقیق فرق کے پیش نظر یہ فرماتے ہیں  
کہ اہل کوفہ کی حدیث اس فرق کو واضح کرنے کے لیے اتنی روشن نہیں تھا کہ اہل بصرہ کی حدیث  
میں اہل کوفہ کی حدیث ہوتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے یہ فرق بے شعبہ سے حاصل کیا ہے۔ یہ مطلب بزرگ  
متنبہ ہے کہ کوفہ والوں کی حدیث میں کے الفاظ سے بے اثر ہوا ہے جب کہ کوفہ کی حدیث میں  
بعض اہل بصرہ و اہل کوفہ اور نہایت قلیل تعداد میں اس میں بھی بڑا کر غلط فہمی ہے۔ کار لیا ہے  
چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ترمذی کا قصہ و مناقب فیصلہ میں شریف پڑھے۔ خواجہ ابی الحسن  
ابن ابی اہل کوفہ بغیر حدیث و نہایت حدیث۔ اہل کوفہ بغیر حدیث و نہایت حدیث۔

اگر چاہد یعنی ایسا کہ سب نہ ہوتا تو حقیقی مذہب کے پاس کوئی حدیث نہ ہوتی اور اگر حضرت عمار کوئی نہ  
 جانتے تو حقیقت اللہ سے سنی دست ہوتی۔ چاہے بھی کو اہم اور ضعیفہ سب کے بڑا کتاب فرماتے ہیں  
 اور حضرت عمار بھی حکم فیہ یعنی غیر مستبر ہیں۔ طاعت یہ کہ نہ حنیفہ کا سرور یا حیات سے شے کو قتل  
 نام تو مذہبی چاہے بھی اور عمار کوئی ہی ہیں۔ (راغبی المصنف ص ۱۵۷)

مگر حیرت ہے کہ نوٹ نہ کہ بھی کوئی دور سے جہالت کا شکار ہو گیا۔ اور اس لیے کہ قرآن  
 نام تو مذہبی کا نہیں بلکہ دیکھتے ہیں الجراح کہ ہے اور وہ عمار بن یزید بھی کی قریشی کو کہتے ہیں۔ (راغبی  
 جہور ان کی تعصبات کو کہتے ہیں) چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ۔

وقال دیکھ مہمما شککم فی شیء فلا تشکوا  
 فی انہما یزیدان لثقتہما شامہ معروضا  
 وشعبۃ حسن بن صالح

(تفسیر التفسیر ص ۲۷۴) اصل ہے ان کی حدیث بیان کی ہے۔

اور تفسیر کی اس عبارت میں بھی تصور ہوتا ہے ہی لکھتے ہیں۔ وفانیہ موافق نے  
 اہل کو فرستے کہ کو علی التبعین یعنی یہ کیوں لکھتے ہیں، کیا کو فرمیں اور حضرت نے تھے؟ اگر چہ جاری بات  
 پر یقین نہ آئے تو مولا مبارک پوری صاحب ہی کی من لکھتے۔

قلت المصیح ان التفسیر الاولیٰ من الکوفۃ  
 من کان فیہا من اهل العلم کلاسم الی حنیفۃ  
 والتفسیرین وعلیہم واراد بعض اهل  
 الکوفۃ بعضہم ولم یجد باہل الکوفۃ او  
 بعض اهل الکوفۃ او اسم الی حنیفۃ مضاف  
 وسنہ تفسیر الاحمدی ص ۱۵۷

کیا اس حال کے پیش نظر ہم ہی کہ عمار اہل کوئی حدیث والی چاہے ہی یزید بھی پتہ  
 ہے؟ اور بعض قرآن سے شے کہ الی کوئی حدیث والی کا سرور یا حیات ہی جاری  
 ہیں؟ وہاں اہم عمار کو علی الاطلاق حکم فیہ لکھتے ہیں اور حکم فیہ کا معنی غیر مستبر کرنا یا مکمل غلط ہے نہ

اکثر روایت شکر فہم منسوب ہے۔ (مترجم تفسیر تعلیق المغنی) احادیث میں دیکھئے) اور کیا امام حماد رحمہ اللہ  
 اصحاب سے بھی زیادہ شکر فہم ہیں؟ جن کی روایت پر قرأت طاعت الہام کے مسئلہ کی علامت لکھی گئی  
 اور غیر معتدین حضرات کے دہرہ حاشیہ سے جس کے بڑے مقدمت اور جامعہ سفینہ کے شیخ ابو حنیفہ  
 ایک مقدمہ پر یوں اور فہم فرماتے ہیں کہ:-

پھر یہ اصل کیسے جنت ہو سکتی ہے جب اہل کوفہ کی نقل صحیح نہیں تو تعلیق کی بھی ضرورت  
 نہیں! (معتقد فی الکلام ص ۲۹)

یہجئے اہل کوفہ کی نقل اور روایت سے محض مسمیٰ کے لیے کیا ہی ترجمہ ہوتا اور خود اثر نسخہ  
 دستیاب کر لیا گیا ہے کہ جب اہل کوفہ کی نقل ہی صحیح نہیں تو پھر تعلیق کی کیا ضرورت ہے؟  
 بتائیے کہ اس جواب کے قریب المجرب اور اکسیر انظم ہوتے ہیں کیا کسرا تاتی ہے؟ جہاں سند میں  
 کوئی کوئی راوی ملے وہاں جوہل سے یہ اکسیر ہیں کی روایت کو سونگ دو اور یقین جاسیئے کہ اگر فہم  
 سے بھی چلے اس کا اثر نمایاں ہو گا اور اہل کوفہ کی حدیث روایت جہاں بھی ہوگی وہی غلط و  
 سب پرش ہو جائے گی۔ مگر یہ خیال تھا کہ منہ رفع ہیں، آئیں الجہر اور فرق انصاف وغیرہ میں  
 کہیں سفیان ثوری اور یحییٰ ہی دیگر کوئی نہ ہوں، وہ وہی سواد مسلمہ میرا گاہ پر ہے گا اور یہ ایک بڑے گاہ  
 باؤد وہ جو سر پر چڑھ کر بیٹھے

واقم اور وفات کے اخیر (۱۲۸۵ھ) فی المدینہ حضرت امام محمد بن ابی سعید بن اہل کوفہ کے صاحب  
 معتدین کوفہ کی خوش نشانی خطیبیت، ہفتت فیہ، مذکرہ الحفاظ و معرفت علوم الحدیث سند معتدین  
 اور اہل ہادیہ والشیارہ وغیرہ وغیرہ کتب اسناد، رہبان و طبقات میں شروح کی کوان کی تعداد سیکڑوں سے  
 بھی متجاوز تھی، انھوں نے طوالت سے سب کو انخر و اندر کر دیا، البتہ طبر معتدین حضرت کو طوالت فکر سینے  
 کے لیے مذکرہ الحفاظ کی صرف پہلی جلد سے ان محدثین عظام کا ذکر کرتا اور مزید معلوم ہوتا ہے جن  
 کو علامہ (زہبی) نے الکوفی یا نزہل اکوفہ کے لقب سے یاد کیا ہے عام اس سے کہ وہ سواد کوفی ہوں  
 یا سکنا، اور اچھے علم پر غنی نہیں کہ علامہ زہبی نے مذکرہ الحفاظ میں متعلق عنوان صرف اسی حضرت  
 کے ناموں سے قائم کیے ہیں جو حفاظ حدیث ہیں، کسی کے نام کے ساتھ انہوں نے الامام احمد و  
 احمد بن ابی حنیفہ کے ساتھ ائمہ فہم و الجہر، ائمہ اور کسی کے نام کے ساتھ شیخ و اسلام اور محدث

انکو ذوق و غیر ذوق کے دو قسمی کلمات کہہ کر اپنی حسن صحبت کا اظہار بھی کیا ہے اور انکی کاوشیں، بذوق و مستحکم  
 بھی بنایا ہے۔ ہم صرف ان حضرات کا ذکر کریں گے جن کو مستقل عنوان کے ساتھ انہوں نے ذکر کیا  
 ہے اور جن الفاظ کو ایک اکابرین و حکماء نے بھی عرض کر دیں گے۔

طریقہ بن قیس	المنوف سلسلہ	اہم شعبہ	المنوف سلسلہ
۱) سرور بن ابیہ	۶۳	۲۲) ابو اسحق امیتی	۱۲۷
۲) حبیبہ بن عمرو الطرادق	۷۲	۲۳) حبیبہ بن ابی ثابت	۱۱۹
۳) اسد بن زید	۷۵	۲۴) الکلم بن عبیدہ	۱۱۵
۴) سوید بن مخلد	۸۱	۲۵) عمرو بن مرہ	۱۱۳
۵) زید بن عیش	۸۲	۲۶) قاسم بن عمرو	۱۱۱
۶) یحییٰ بن اعظم	۹۳	۲۷) عبدالکاش بن علیہ	۱۰۶
۷) عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ	۷۳	۲۸) سعید بن عمرو	۱۳۱
۸) ابو عبد الرحمن السخنی	۷۴	۲۹) سفیان بن عقیل	۱۳۰
۹) شریح بن الحارث	۷۸	۳۰) حبیب بن عبد الرحمن	۱۰۷
۱۰) ابو جعفر شعیب بن سہ	۸۲	۳۱) ابو اسحاق اشعیری	۱۲۰
۱۱) قیس بن ابی حاتم	۹۷	۳۲) الکلیل بن ابی خالد	۱۲۷
۱۲) عمرو بن یحییٰ	۷۵	۳۳) سلیمان بن جابر بن عقیل	۱۳۸
۱۳) زید بن وہب الجعفی	۸۷	۳۴) عبدالکاش بن سلیمان الجعفی	۱۳۵
۱۴) سوید بن سوید		۳۵) محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ	۱۳۸
۱۵) ابو عمرو الشیبانی	۹۸	۳۶) جعفر بن ابی ذر	۱۳۹
۱۶) یحییٰ بن خواش	۱۰۱	۳۷) مسقر بن کثام	۱۴۵
۱۷) ابی اسیم التیمی	۹۲	۳۸) السعدی	۱۴۰
۱۸) ابو اسیم الخنقی	۹۵	۳۹) سیان بن عبد الرحمن	۱۵۱
۱۹) سعید بن جبیر		۴۰) دوسری بن ابی اسلم	۱۵۲



۸۷) داؤد بن یحییٰ بن یحییٰ	۲۰۳ھ	۸۸) داؤد بن یحییٰ بن یحییٰ	۲۰۳ھ
۸۹) داؤد بن یحییٰ بن یحییٰ	۲۱۲ھ	۹۰) داؤد بن یحییٰ بن یحییٰ	۲۱۲ھ
۹۱) داؤد بن یحییٰ بن یحییٰ	۲۱۸ھ	۹۲) داؤد بن یحییٰ بن یحییٰ	۲۱۸ھ
۹۳) داؤد بن یحییٰ بن یحییٰ	۲۱۵ھ	۹۴) داؤد بن یحییٰ بن یحییٰ	۲۱۵ھ
۹۵) داؤد بن یحییٰ بن یحییٰ	۲۱۶ھ	۹۶) داؤد بن یحییٰ بن یحییٰ	۲۱۶ھ
۹۷) داؤد بن یحییٰ بن یحییٰ	۲۱۷ھ	۹۸) داؤد بن یحییٰ بن یحییٰ	۲۱۷ھ

یہ بات ہے کہ جس نے تنبیہ الخ کا جلد اول ہی سے کوڑے کے ان علاقہ حدیث کا ذکر کیا ہے اور ان میں بھی حضرت امام ابو نعیم اور قاضی ابو یوسف و النوفلی وغیرہ کی روایتیں ہیں کہ تنبیہ الخ کا جلد اول ہی میں منقول عزائم تھے کہ علاقہ ذرا بھی نے بیان کیا ہے، تنبیہ الخ میں کیا تا کہ ان کے نام سے عزائم یاد رکھیں، یہ ہم نہ جوہنہ۔

اس سے کتب الآثارہ لکھی گئیں کہ تنبیہ الخ کی بقایا تین جلدوں اور بیسویں و چار سو اقسام کی کتابوں میں محدثین کو فہرہ یا الفاظ دیگر کو فہرہ کے حدیث و اقوال کی تعداد اور گنتی کا کیا حال ہوگا؟ کیا ہم صرف حدیث تنبیہ الخ سے دریافت کر سکتے ہیں کہ کیا ان محدثین کو فہرہ کوڑے کے حدیث و اقوال کی بیان کردہ حدیثوں میں ذکر کی کوئی گنتی اور جھلک ہے یا نہیں؟ صحیح مسلم اور بخاری میں صحیحین میں تو ان جیسے اکثر حدیث کی حدیثیں آفتاب تیرہ کی طرح چمک رہی ہیں اور کیا ہم مختلف نتائج و تفصیلات اور ان کے جملہ مسندین حدیث سے یہ سوال کر سکتے ہیں کہ کیا ان تمام حدیث کا نام جملہ جملی ہے؟ اور کیا ان سب بزرگوں کو روایتیں صرف حدیث تنبیہ الخ ہی سے حاصل ہوئی ہیں؟ اور کیا ان تمام حدیث کا سوا یہ حیات مسند کے کوڑا جرحی پر ہی ختم ہوا ہے یا نہیں؟ اور کیا ہم جملہ مسندین کے شیخ الحدیث صاحب نے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ کیا آپ کے نزدیک ان میں کوڑے حدیث کی نقل صحیح ہے یا نہیں؟ اور کیا ان کا جملہ حدیث کی روایت کی روایت کی روایت حدیث کی بیان کردہ حدیثوں سے تعین کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور کیا ان کی نقل یہ پیش کردہ روایات و احادیث ہے کہ کوئی اعتماد و عقیدہ رکھنا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

فاریں کریم! آپ نے مجھے یہ ملاحظہ کرنا کہ تنبیہ الخ میں حدیث کا اصل اختلاف تو صرف حدیث

ہم انہی صفہ کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے لیے صرف یہی کہہ دینا کافی تھا کہ ہم تو امام ابوحنیفہؒ کو پیش  
 قدمانتے ہیں اور نہ ان کی نقل کو اور اگر اس سے بھی آگے نوازنا نہ چاہتے تھے۔ لہذا کہہ دیتے کہ ان  
 اہل کوہ کی نقل کو بھی ہم نہیں مانستے جو غلطی ہیں۔ مگر یہ کئی اہل پر یہ بھی اکتفا باطل ہے۔ مگر صمدیوں سے تو  
 یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے تابعین کی حدیث کے بارے میں سب اہل کوہ کر کے سا بن رہا ہے  
 اور سب پر سے احمد و ثناء بھرا ہوا ہے۔ اس سے بڑھ کر تعصب کی مثال بھی دنیا میں کوئی ہو سکتی  
 ہے؟ اور اگر کوئی یہ تاویل کرے کہ اہل کوہ سے ہماری طرز بھی غلطی ہیں تو یہ بھی باطل ہے۔ اس  
 مقدمہ پر مختلف الاخوانی کے حوالے سے اس کی تردید کر کے کہیں اور اگر ناظرین یہ مان بھی لیا ہوا ہے۔  
 تو کیا غیر متقدمین حضرات کے نزدیک امام بیہقیؒ بن سیدنا سلطانؒ، امام بیہقیؒ بن میرؒ، امام عبد اللہؒ بن  
 مبارکؒ، امام بیہقیؒ بن علیؒ، امام بیہقیؒ بن سعدؒ اور امام بیہقیؒ بن زکریاؒ بن ابی زائدہؒ وغیرہ جو سب کی  
 نقل صحیح نہیں، اگر ان کی نقل پر بھی نہیں تو محدثین کا نام میں کس کی نقل صحیح ہے؟  
 ہم نے اپنی کتاب مطالعہ منصوبہ میں تاریخ کے خطوط اور اہل بیتؑ ان اکابر کا نقل بہ نامت  
 کیا ہے۔ انہی میں سے مختلف بن حضرات کا اہل کوہ کی حدیث والی کا انکار کرنا بڑا صریح راستہ ہے  
 امام چاند اور آفتاب نیرود کا انکار کرنا ہے جس کو کوئی بھی ضعف مزاج تسلیم کرنے پر کسی بھی تیار  
 نہیں ہو سکتا۔ ان ائمہ متعصبین کی بات ہی الگ امر ہوا ہے۔ اس کا اس جہاں میں کوئی پاس  
 کوئی علاج نہیں اور اس کے بارے میں ہم صرف یہی عرض کر سکتے ہیں کہ

بش کہ تا بطل قیامت نماند

ان تو یکسویہ و یاس

# باب چہارم

اہم صاحب کا مقام علم اور فاضلیت میں

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے زمانہ کی ولادت مستشرقین کو ذہن پر ہی۔ جب کہ حضرت احمد  
کرم کی بعض ہندو شخصیتیں موجود تھیں اور انہوں نے اکابر تابعین سے علوم دین حاصل کیا اور فقہ میں تو  
حضرت امام ابوحنیفہؒ کا پایہ اتنا بلند ہے کہ اکثر محدثین غلام فقہاء کو درجہ ابوحنیفہؒ کی تائید کی موافق اور ایک  
خاصیت سب ان کے فقہی کمال پر متفق اور ان کی اس بخلی اور کمال میں جن کی حریت و اقصیت میں  
رہبہ انسان ہیں۔ حضرت امام شافعیؒ اور ثناء فرماتے ہیں کہ۔

ومن اذ الفقه فہو حیاہ علی ابوحنیفہؒ      فقہ چاہئے داد امام ابوحنیفہؒ کا خوشی میں ہے۔ اہلکی  
(الاستقامۃ ص ۳۰۲)      سند میں بقول احمد بن محمد بن العتہ ہے اور وہ الحاشی  
اور نیز فرماتے ہیں کہ۔

ہان علیہ حنیفہ وقولہ فی الفقه مسئلہ اقبہ      امام ابوحنیفہؒ کا قول فقہ میں ہے۔  
(الاستقامۃ ص ۳۰۲)

نیز امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام مالکؒ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے ابوحنیفہؒ کو دیکھا  
انہوں نے فرمایا ہاں دیکھا ہے۔ وہ میرے شخص تھے کہ اگر تیرے اس ستون کے مناجات کرنے کے  
ملاقات پیش کریں تھانہ کچھ رہنمائی جلد ۱ ص ۲۰۲ و اکمال ص ۱۹۱) تو وہ ضرور اپنی جنت میں  
کامیاب رہیں۔

حضرت دمشق بن عبادہؒ فرماتے ہیں کہ میں سلسلہ میں مشہور محدث ابن جریرؒ کے پاس تھا کہ  
بچا تک حضرت امام ابوحنیفہؒ کی روایت کی خبر آئی۔ ابن جریرؒ نے بتا دیا کہ اگرچہ وہ کہہ کر صدر کے ساتھ









مما لیت اختلاص منہ و انقلب کبھی پیچھا

کہ کافی مقدارِ صلوات پہنچا دیکھا حدیثاً میں نے ابو حنیفہ سے چند کسی کو اختیار نہیں پایا۔  
حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ فقیہ تھے اور فخر دورِ مع کے ساتھ مشہور  
امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر حدیث کی تفسیر نہ سنی وہ امام  
عقہ بن دینار کو چمکنے اور ان کے موافق کا علم رکھنے والا اور کسی کو نہیں دیکھا۔ نیز فرماتے ہیں کہ میں نے  
جب بھی امام ابو حنیفہ سے کسی مسئلہ میں اختلاف کی وجہ سے قیام کرنے کے بعد ان کی رائے اور مسلک  
اسی اختیار کے سلسلہ میں زیادہ بکثرت دہندہ پایا۔ (الغفری کو انہی کے قول میں تعارض یہ الگ  
بات ہے کہ غرور سے زمانہ کے لحاظ سے دیکھتے توئی امام ابو یوسف نے بہت سے مسائل  
میں امام صاحب سے اختلاف کرتے بھی کیسے۔ مقدمہ) اور فرماتے ہیں کہ:-

یجزیہ انکاسے کسی حدیث کی طرف مائل ہوا ہو اگر  
وکت رہا اسلٹ الی الحدیث وکان  
معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ صحیح حدیث کو گھٹے زیادہ  
جھٹکتے ہیں۔

امام اہل علم نے کافی ابو یوسف کو طعن عیت ہوئے یہ کہا کرتا ہے ماضی ابو حنیفہ نے حضرت  
ابن سیرین کا یہ قول متفق الامتہ طلاقاً الا دونہی کی آزادی ہی اس کی عطا کی قصہ ہو گیا کہ  
شرک کیا ہے؟ وہ فرماتے گئے۔ آپ کی بیان کردہ اس حدیث کی بنا پر جو آچھے بڑے اہل علم و فہم  
من عائشہ کی سند سے امام ابو حنیفہ سے بیان کی ہے کہ جب حضرت بریرہؓ آکر اور میں قرآن کو  
پڑھتا تھا تو حضرت عیسیٰؑ کے نکلنے میں بیٹھتا یا بیٹھتا ہو جاتا تھا۔ اختیار دیا گیا تھا۔ اس پر  
اعتراف فرماتے تھے کہ واقعی ابو حنیفہ بڑے ہی کھلم کھلا ہیں۔

عبداللہ بن مریض ایک مرتبہ یہ امام ابو حنیفہؒ کی آمد پر ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔  
اس پر ان کے کچھ رفقاء نے جن میں امام ابو یوسفؒ بھی تھے معترض ہوئے کہ آپ اس  
شخص کے لیے کھڑے ہوئے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ ابو حنیفہؒ کا یہ علم میں بہت بلند ہے  
اگر میں ان کے علم کے لیے نہ کھڑا ہوں تو ان کی شہرہ کے لحاظ سے کھڑا ہونا اور اگر نہ کھڑا ہوں  
تو ان کے علم کے لیے نہ کھڑا ہونا۔ (ان کی فہم کے لیے کھڑا ہونا)۔ اگر فہم کے لیے بھی نہ کھڑا ہونا تو ان  
زہم کے لیے کھڑا ہونا۔ (تاہم بیعت بعد از ۱۲ ص ۴۴)۔

مطلب یہ ہے کہ چونکہ وہ ہاں لکھا ہے اس لیے اس کی ایک ایک غلطی جو باہن سال لگی  
تعمیم و حکیم کی رحمت دیتی ہے اور حق ہے کہ

یہ رتبہ بزرگوار اس کو مل گیا

ہو مطیع حکم بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی صاحب حدیث نام سنیاں تو اس سے  
بڑھ کر خیر نہیں دیکھا مگر ابو حنیفہؒ اس سے بھی بڑھ کر فیتہ تھے۔

ابو حام القسریؒ سے سوال کیا گیا کہ سیدان بڑے خیر میں یا ابو حنیفہؒ؟ انہوں نے فرمایا کہ ابو حنیفہؒ  
کے شاگرد اور علم بھی ختم میں سنیان سے بڑھ کر ہیں۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۳۳) نیز اسوں نے حضرت  
کو ابو حنیفہؒ خیر اور امام الفقہ میں اور سنیان تو مستحق ہیں۔ (ایضاً صفحہ ۲۳۴)۔

امام یزید بن ہارونؒ (المرئی مشہور بحلیۃ القندۃ لکھنویہ) نے فرمایا کہ وہ اپنے وقت  
کے عابد و زاہد حضرات میں شمار ہوتے تھے، چالیس سال سے زیادہ عرصہ انہوں نے عیشائے دنیا  
سے صبر کی غماز پر مبنی رہے۔ (۲۳۵) اس سے سوال کیا گیا کہ سنیانؒ زیادہ افضل ہیں یا ابو حنیفہؒ؟ تو  
انہوں نے فرمایا کہ ابو حنیفہؒ زیادہ افضل ہیں۔ (بخاری جلد ۱۲ صفحہ ۲۳۵)

ابو مسلم المستوفیؒ نے امام ابو حنیفہؒ پر زور دیا کہ وہ ریافت کیا کہ آپ کی ابو حنیفہؒ اور ان کی کنیزیں  
دیکھنے کے واسطے یہ کیڈٹے ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ۔

انظر واجہان کنت شریعتہ ان کنتہوا  
خال ملایکات احد امن الفقہاء یحطہ  
لنظر فی قولہ۔ (ما فی جلد ۲ صفحہ ۲۳۵)

نیز امام یزید بن ہارونؒ نے بھی فرمایا کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر حکیم کوئی نہیں دیکھا  
وہ صاحب فضل و دین اور تورا تھے اور اپنی زبان کو قابو میں رکھتے تھے اور صرف دینی کام اور  
باقی کر سکتے تھے اور لا جہاں نہیں ہوتی تھیں۔ (الحیث است الحسن صفحہ ۲۳۵)

امام یزید بن ہارونؒ سے پوچھا گیا کہ اگر ہی فتویٰ لینے کا مجاز کب ہو سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ  
ابو حنیفہؒ کی شکل اور اس کی طرح دلچسپ ہو جائے۔ ان سے سوال کیا گیا کہ سنے ابو حنیفہؒ آپ ایسی بات  
کہتے ہیں؟ فرمایا ان اس سے بھی زیادہ کثرت ہوں کہوں کہ میں نے ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر ایسے ابو حنیفہؒ کو

اور نہیں دیکھا۔ میں نے ان کو صوبہ میں ایک شخص کے دروازے کے پاس پہنچے ہوئے دیکھا تو  
میں نے سوال کیا کہ آپ دیوار کے سایہ میں کیوں نہیں چلے جاتے، وہ کہنے لگے کہ مالک مکان پر  
میرزا قرضہ ہے۔ میں نہیں پسند کرتا کہ مضر مرض وہاں کے مکان اور دیوار کے سایہ کے نیچے بیٹھ کر  
اس سے متعلق ہوں، اس سے زیادہ تفریق اور وسیع ادا کیا ہوگا؟ ومن قبلہ یخفی، ہاں اس کا جواب  
کہ وہی جگہ اچھا ہے۔

الہم یرحمہ بن ہارون بن فراتہ میں کہ:

کتبت عن ابن ابی شیبہ حلیہ، عبد اللہ  
عبد اللہ بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عبد اللہ  
حلیہ ولا حفظہ لسانہ  
(مناقب یخفی، ص ۱۰۷)

حضرت زید بن ہارون بن فراتہ امام ابراہیم کا موصوفی قول منسوب ہے۔ ایک شخص نے ابو کریم  
سوال کیا کہ اسے شیخ بہرست جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں بیان کیجئے، ان لوگوں کے  
قول چھوڑ دیجئے، زید بن ہارون نے بڑھ کر فرمایا اے احمق، یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی احادیث کی تفسیر ہے، اور وہ آپ کی حدیث کو کیا کہے گا جب تو نے ان کا معنی اور تفسیر  
ہی نہ کی۔

وکن عتکہ التبع والجمع فوطان عتکہ  
العلم لطلبہم تفسیر الحديث ومعنیہ  
و نظرت فی کتب الحلیۃ فی القامیۃ  
ففسر لکما الحديث ولین الرجل والخبر  
من مجملہ۔ ومن قبلہ یخفی جلد ۲ صفحہ ۱۰۷

لیکن تمار قصہ تو صرف من بینا اور حدیث کو جمع  
کرنا ہی ہے، مگر خدا معلوم علم کا اصل بڑا ہرما  
تو حدیث کی تفسیر اور اس کے معانی بھی طلب کرتے  
اور ابو شیبہ کے کتابوں میں ان کے اقوال کو دیکھتے تو شاید  
ملائے حدیث کی تفسیر نکالتے مرقی، یہ کہتے ہوئے  
اس شخص کو بھڑک کر مہربس سے نکال دیا۔

یہی زید بن ہارون بن فراتہ ہیں کہ:-

قد ریل ابن حلیۃ لا یجہا الا اللہ کی من  
الہم یونس بن عبد اللہ کے اقوال کو صرف ذی رتبہ ہی لپٹے کرتے



عبداللہ بن المبارک کا بیان ہے کہ اگر حدیث اور اثر میں فقہ کی ضرورت پیش آئے تو اس میں امام مالک، سفیان اور ابو حنیفہ کی رائے بہتر ہوگی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ وہ

ابو حنیفہ احسنہم وادقہم فطنۃً  
 ابو حنیفہ انی سب پر محمد اور ہارک مجھ کے ملک  
 وافر صمد علی الفقه وهو فقه الشافعیۃ  
 میں اور فقہ کی باریکوں میں علامہ گواہ مکتبہ داسے اور  
 تاریخ بغداد ج ۱ ص ۱۷۳

یہ حضراتوں نے فرمایا کہ جب امام ابو حنیفہ اور سفیان قرظی کسی فتویٰ پر متفق ہو جائیں تو پھر ان کے فتویٰ کے آگے (علمی و فنی میں) کون ٹھکر سکتا ہے؟

اور ایک روز شب میں ہے کہ جب یہ دونوں بزرگ کسی فتویٰ پر مجتمع ہو رہے ہیں قریہ قویہ بامستہ ہے عبداللہ بن قتی، اور امام سفیان فرماتے ہیں کہ امام ابن المبارک نے فرمایا جب یہ دونوں بزرگ کسی قول پر اتفاق کریں تو میرا ہی قول ہرگز خدائے تعالیٰ و تاریخ جنت و مہجہ و تبیین الصحیفۃ مثلاً

عبداللہ بن المبارک کا بیان ہے کہ میں نے ابو حنیفہ سے بڑھ کر فقہ میں اچھا کام کرنے والا اور کوئی نہیں دیکھا اور یہ بھی فرمایا کہ اگر کسی شخص سے کہیں یہی رائے نہ ملے تو ابی حنیفہ کے لیے یہ رائے سب سے بہتر ہے۔ (فتاویٰ امام ابن المبارک ص ۱۷۳) امام ابن المبارک نے یہ بھی فرمایا کہ

افقه الناس ابو حنیفۃ ما رویت فی الفقه  
 میں نے سب سے بہتر رائے ابو حنیفہ میں، میں نے  
 مثلاً مقال میں لکھا ان الله تعالی اعلم فی  
 ان کی بات میں کسی کو نہیں دیکھا اور سفیانوں نے یہ  
 ابی حنیفہ و سفیان اکت کثر الناس  
 میں فرمایا کہ اگر وہ تعالیٰ ابو حنیفہ اور سفیان کے درمیان  
 و تہذیب لہذیب ج ۱ ص ۱۷۳

امام عبداللہ بن المبارک کے سلسلے میں کسی شخص نے ابو حنیفہ کی شان میں گستاخی کی تو وہ شیراز کے طاعن و گستاخی برائی آراء میں فراموش کے و بیکار۔ تعجب ہے کہ جو قرائن شخص کی شان میں گستاخی کر رہے ہیں جس نے پینا کیس سال پانچ غازیں ایک و دوسرے طبعی ہیں اور جو رست کو نچر اور ان کی ہم دور کہتے ہیں غم کر رہے ہیں، او پھر فرمایا کہ

وقلت الفقه الذی عندی من ابی حنیفۃ  
 میں نے جو علم و فہم حاصل کیا ہے تو وہ ابو حنیفہ ہی سے



ابن عساکر رحمہ اللہ نے فرمایا: **تسمیٰ بن العوف** (رحمہ اللہ) حاصل کیا اور یکے کے۔

تمام عبد اللہ بن النضر کے حضرت امام ابو حنیفہ کی بڑی تعریف اور حسن و سبب اور بہت سے  
 دشمن بھی انہوں نے امام صاحب کی تعریف میں کہے ہیں ان چند میں سے:

مقدان بن سید و من علیہا امام المسیب بن ابو حنیفہ

بر مشیر مشرور ابو من پر سب سے راویوں کو امام المسیب بن ابو حنیفہ نے نبی علیہ السلام سے

بہت سنا و فقہ فی حدیث صحابہ و انوار علی الضعیفہ

امام ابو حنیفہ کی روایت کے ساتھ چھ روایت اور اس طرح ان کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔

(تسمیٰ بن الضعیفہ رحمہ اللہ) و مقدان بن سید و من علیہا

ابو حنیفہ بن داؤد فرماتے ہیں کہ جب تم آجریہ حدیث سے واسطہ حاصل کرنا چاہو تو سفیان ثوری

سے حاصل کرو۔

وذا ردت ثبات الدقایق فالو حنیفہ عریب عمر بن عمر بن ابی حنیفہ

سے حاصل کرو۔

محمد بن بشر کا بیان ہے کہ میں امام سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہ کے پاس آتا تھا، بہت تھا۔

عریب میں سفیان کے پاس حاضر ہوتا کہ وہ فرماتے تو کہاں سے آئے ہو؟ میں کہتا کہ ابو حنیفہ کے

پاس سے آیا ہوں تو وہ فرماتے کہ وہ۔

نقد حکمت من عند الفقہ علی القویض و اخیتم تو ان میں سے فقہ تراشیں گے یا چھوڑ دے۔

ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس سے میں نہایت میں با یک زبان و دل سے

میں۔ (صاحب غوض فی المسائل)۔

عبد اللہ بن داؤد الخزاز فرماتے ہیں کہ ان کا قول پر امام صاحب کے وہ اپنی نماز میں ابو حنیفہ کے

سے دعا کرتے کہ جو کہ انہوں نے حدیث و فقہ کو ان کے لیے محفوظ کیا ہے۔ (ابو داؤد مصنف رحمہ اللہ)

عبد اللہ بن یزید مرقی فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی نوجوان ابو حنیفہ سے بڑھ کر بڑھتی

نہیں دیکھی۔

شعبہ زین میکہ کا بیان ہے کہ شیخ ابو حنیفہ سے بڑھ کر کوئی نہیں دیکھا۔





## بشارت ۱۰

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے کتاب و سنت کی کلمہ میں بعض غلط کاروانان اور سترہ نے کچھ جعلی حدیثیں بھی لکھنوی اور کشمیری کے قراء اور کلمات ثابت کر کے دیئے ہیں جنکوں کے اس کتاب میں ہرگز جہت نہیں ہے اور نہ مصروف کی شخصیت ہے نہ جہت اس کی حتمی اور معتقد ہے کیوں کہ میں نے اپنے پاس

حضرت ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ حضرت مسلم بن الحجاجؒ نے ایک دن عروق پر حضرت سلمان فارسیؒ کے سر پر دست مبارک رکھا کہ پھر یہ ارشاد فرمایا کہ۔

لو كان لا بعد عن الدنيا لكانت له جبال  
وكان من هؤلاء اربعة جده ۲ مکتبہ  
واللفظ له وسمعه - ۲ مکتبہ  
اور ایک روایت میں یوں آئی ہے کہ۔

لو كان لا بعد عن الدنيا لكانت له جبال  
وكان من هؤلاء اربعة جده ۲ مکتبہ  
واللفظ له وسمعه - ۲ مکتبہ  
اور ایک روایت میں یوں آئی ہے کہ۔

۲ مکتبہ ۲ مکتبہ

حضرت امام ابو حنیفہؒ کا فارسی (اصل ہونا) کوئی غلو ہے ایک کمال حقیقت ہے نہ یہ مسیح صلی اللہ علیہ وسلم اور معتقد فارسی نسل کے ظہار یعنی اورش ومان وین کی شخصیت ثابت کرتا ہے بلکہ وہاں من ہما اور بصیرت اتق کو سمجھتا ہے اسی میں اس کا ایک حصہ ہی باقی ہے و غیر فارسی نہ باقی حضرت امام ابو حنیفہؒ بھی ہیں چنانچہ امام جلال الدین سیوطی شافعی و مشرقی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں کہ۔

اقول قد بشرني الله عليه و آله وسلم  
بالامام ابو حنیفہؒ فی الحديث القدسی  
خبره یؤنس بن علی الخیر عن ابی هریرة  
میں کہتا ہوں کہ حضرت مسلم بن الحجاجؒ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
امام حضرت میں امام ابو حنیفہؒ کی بشارت دی ہے  
جن کو ابونور نے تیسرے میں مذکور ہے اور ابونور



ہیں؟ اس کے غیر ہم اور کیسے ہے حضرت امام نوویؒ اشرفیؒ اس کی شرح میں نقل کرتے ہیں کہ:

وفد يفتاوه في روضة شفاة بتاولي ذالقت  
على اربعة قسمة تدينهم علماء الدين وان  
من اصيحتهم قبول ما رويوه وتخليدهم  
في الاحكام واحسان رهنهم اهر  
(شرح مسلم ج ۱ ص ۱۰۰)  
اور کچھ سیکھنے والے ہیں اور ان کو نیز بھی بیٹے کو جو  
کچھ انوں سے روایت کیا ہو اس کو قبول کیا جائے  
اور حکام میں ان کی تعلیم کی جائے اور ان کے ساتھ  
بچے بھی رکھے جائیں۔

جو حضرت امام نوویؒ کو غیر متقدم روایت کرتے ہیں وہ اس حوالہ کو پیش نظر رکھیں اور بدست  
طائفہ منصورہ اور العظیم الخلیفہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

یہاں جو کئی اشرفی ایک متعلق عنوان قائم کر کے حضرت امام ابو حنیفہؒ کی روایت کی حدیث امام بخاریؒ مسلمؒ  
ابو نعیم شافعیؒ اور طبرانیؒ وغیرہ کے واسطے مختلف الفاظ کے ساتھ نقل کیے آگے لکھتے ہیں کہ:

قال الحافظ المحقق للجلال السيوطي هذا  
اصح صحيح يعتمد عليه في البشارة والحيثية  
وفي التفسير الشامة في الدين، قال بعض  
تلمذة للجلال رحمه الله به ثبت من ان  
رواهما بعد حقة هو نسخة من هذا الحديث  
ظاهرا لا مشك فيه اهر  
ما تو محقق جلال السیوطی فرماتے ہیں کہ یہ ابو حنیفہؒ  
کی روایت اور تصدیق امر کے لیے ایک صحیح اور  
قابل اعتماد دلیل ہے اور ہر ایک جلیل القدر محدث کے ذریعہ  
شمارہ ذیل میں کر رہے ہیں مستند سیوطیؒ  
جزیم کے ساتھ جو یہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ ہی اس حدیث  
مستند ہیں جو انکل واضح اور ظاہر ثابت ہے۔

(طہذیب الحسان ص ۱۰۰)

فیض الباریؒ میں ہے کہ جس مقلد نے امام ابو حنیفہؒ کے متبعین اور پیروں پر عمل نہیں کیا اور ان کے متبعین  
ہیں نیز سند میں کسی اکابر کو لکھتے ہیں کہ انھیں سے یہ روایت ہے شیخ نعیم الدین عثمانی صنف و دراست  
الہیب اهر تحقیق مدیر سند۔

و بعد از یہ ہمیں اس کی (امامی شافعی) باوجود شیوخ اور قیاسیوں و متقدم کے منکر ہونے کے  
فرمانے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں تحقیق کی گئی جو قابل قبول نہیں ہے کیونکہ۔

اعظم متقدم المتذی قال بہا تلمذہ فی دو قرآن فقیر نسبت سے ایک اور جس سے ان کی



اتھائے کیا زمین و آسمان بار امانت کر !  
ہیں دونوں جہاں میں عامل بار گراں نگرے

### دیانت

انتہا قلعے کی بلوڑت جو خیریاں اور کھوت انسان کو حاصل ہیں، ان میں ایک عمدہ خوبی اور  
خصالت دیانت بھی ہے، اور دیانت دار آدمی کو جس قدر منزلت کی نگاہ سے دیکھا جائے ہے  
وہ ٹھنی نہیں ہے۔ یہ خوبیاں بھی عامل کائنات نے حضرت ابراہیمؑ کو عطا دیں، وہ ائمہ ہدایت و فلاح تھے۔  
محب تاریخ اور نقب میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ ہم صرف چلنے و دوڑ سے کہ تیرے کیلے  
چند مثالیں عرض کرتے ہیں :-

امام کریمؑ بن ابی طالبؑ فرماتے ہیں کہ میں امام ابراہیمؑ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ تختے میں ایک حضرت  
برہسپی کھڑے کرتی اور کہنے لگی کہ یہ کپڑا آپ فروخت کریں۔ امام صابٹ نے سوال کیا :  
کتنے میں ؟ وہ کہنے لگی، ستواہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی قیمت سو سے زیادہ ہے۔ پھر فرمایا  
کہ کتنے میں یہ کپڑا جڑ جڑے ؟ اس نے ایک سو روپیہ اور زیادہ کیا حتیٰ کہ چار سو تک اس نے قیمت  
بتائی، امام صاحبؑ نے فرمایا کہ اس کی قیمت اس سے بھی زیادہ ہے۔ وہ کہنے لگی، آپ بھر  
سے استعارہ نہ کریں کام کریں۔ فرمایا کہ بچہ بچ اس کی قیمت اس سے زیادہ ہے، چنانچہ اس  
کپڑے کی صحیح قیمت پانچ سو پڑی اور وہ تختے میں بکھا۔ دس تا قنب مرفی جڑ، موت، اگر ہزار تار  
یا جڑے دور کا کوئی جڑے سے جڑا صاحب علم و فضل تاجر بھی ہر تاجر غایت کر جب اس  
عمرت نے سوکا تھا تو اس کو اسی یافتہ پر فرقہ راہبنا گرام ہو صوفی کی دیانت اور خود بخود  
اور حیل سازئی سے بالکل بے نیاز تھی۔

مسٹر بن عبداللہ کث کا بیان ہے کہ ایک شخص پہنچا لایا تو امام صابٹ کے ہاتھ فروخت  
کر دیا، آپ نے پوچھا اس کی کتنی قیمت ہے ؟ وہ بولا، ایک ہزار، امام صابٹ نے فرمایا  
کہ اس کی قیمت اس سے چھ ہزار زیادہ ہے۔ حتیٰ کہ آٹھ ہزار درہم پر اس کا معاملہ طے ہوا۔  
(ایضاً ص ۱۱۱)

ایک دفعہ حضرت امام صاحبؑ کے ایک شاگرد نے ان کی غیر معمولی میں مردانہ فیر کے



ایک باشند، پر تیار ہوئے کی قیمت کا گرم کپڑا حرکت ایک ہزار روپیہ پر فروخت کر دیا جب  
حضرت امام صاحب کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے کوئی نصیحت کی اور اس کو وہاں کے مسئلہ سے الگ  
کر دیا اور اس غریب کو شاید چوتھو کے پیچھے بولے، جب اس سے غلہ چھینیں جا رہے تو کالی  
بھڑاؤ نکلا جس کے بعد :-

مردۃ علیہ السقاة و تبارک صیہ التوب  
صیغ ال لیسۃ فہا اہا منۃ فہو فیہ اشک  
چھ سو روپیہ لئے والیں کر دیے اور کپڑا اس کے پاس  
چھوڑ کر پھر کو نہ لوٹ آئے۔

اس سے زیادہ دینا امتداد پرستی اور خیریت الہی کی اور کیا مثالی ہو سکتی ہے؟  
ایک دفعہ ان کے علم میں آئے کہ الہی خدمت کی اور خمس ہزار روپیہ نقد کا یاگی مسین  
اہم ہر سوٹ کے خیال میں غار کیا تھی :-

فصرق ذلک مقلدۃ و هو ثلثون سنت  
درہم علی لفظہ ام (یہ جو امتنا)  
یہ خمس ہزار روپیہ انہوں نے سیکے مسیحت اور  
پیشیم کر دیے۔

امام مجتہد میں الہی خدمت میں کرنا ہمارے کچھ مجنون ایک دفعہ کو فہائیس اور کو فہالوں  
کی بکریوں سے ان کا اشتکاد ہو گیا۔ امام صاحب نے دریافت کیا کہ :-

کے تیش الہیۃ قالوا سبع سنین فقرہ  
اھل قم لکن سبع سنین -  
بکری دوا دیتے تیار کرتے عرصہ تنہا رہتی ہے ؟  
وہ ان کے کہات سال چنانچہ امام صاحب نے  
ساتھ سال تک بکری کا ورشتہ کرک کر دیا۔  
(مناقبہ فیہ پر اوصاف)

امام ابن حجر نے اس سے فرماتے ہیں کہ صرف ایک بکری اس سے بکریوں میں ہی مل گئی تھی اور  
پھر یہ واقعہ نشر کر کے آخر میں کہتے ہیں کہ :-

تو عامۃ احوال ان میں لکھتے لکھتے لکھتے  
فصد ان اھل شیعہ منہا فی ظلم قلبہ  
اور اس کرک نے کی وجہ سے ان کے دل میں تاریکی  
پیدا ہو جائی۔  
(الخصایات المصنوعہ)

خود فرماتے اس تصور و افتاد اور تہذیب و دینیت پر کہ انہوں نے بعض اس شخص کی بجا بہت

سارے ملک بکری کا گوشت نہیں کھایا کہ قبیلہ اسی جہاں بکری کا گوشت ہی اس طرح دکھایا نہیں <sup>۱</sup>۔  
 یہ جنگلوں میں جانوروں کا گوشت بھی روزانہ کوفہ میں فروغ ہوئی تھیں اور ایسے مریض یا بچوں کے گوشت کے  
 کھانے میں شریک کر کے قبائلیت بھی دیتی تھی۔ <sup>۲</sup> مگر یہ موصوفہ کی نظر پر قبائلی ہی پرستی تھی، تقویٰ پر بھی تھی۔  
 اور ان کو ان کا دوست و تقربی اس پر مجبور کرنا تھا پھر یہ کہتے ہو کر کہ یہ جس کے گھر یا رسائی کے اس میں  
 مستحق ہو کر ہی ہو وہ قصہ وارد ہوا تھا اُنہی کے دین اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت  
 کو بدل کر دیا تھا جو کہ اور چیزات دین کے ساتھ نہ رہ سکتے تھے۔ <sup>۳</sup> مگر یہ کہتے ہوئے دین پرستوں  
 کی ایک ایک کڑی اور کڑی کے ایک ایک ملحقہ اور گھنڈی کو توڑ کر ہٹا کر کوئی کوئی منہست ملاح اور  
 درہنہ دار انسان تاریکی کو بھیج کر کوشخی میں اس پر یقین نہیں کر سکتا امداد اس کے انہی پر پہنچے کہ وہ  
 کر سکتا ہے۔

وگوشت کر سب سے تم تعبیر سے اونچی  
 اس کے پیٹے آئینہ بہار اور خستہ دل اور

### امامت

امامت کی عمر و محنت اور سعادت سے بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت ام المومنینہ کو نصیب  
 حضرت اہل بیت علیہم السلام پر چنانچہ معانی بن کر کچھ فرماتے ہیں کہ :-  
 طمان ابو حنیفہ عظیم الامانہ -  
 ابو حنیفہ بہت بہت دولت دار تھے۔  
 واما قہار بنی ہاشم :-

ایک دن ایک قبیلہ نے ایک لاکھ اور تیس ہزار روپیہ ہجرت امام ابو حنیفہ کے پاس کیا  
 تھا اور بیٹہ، <sup>۴</sup> حبیب الامام صاحب کی شہادت ہوئی تو آپ کے حالات <sup>۵</sup> لکھنے والوں نے لکھا  
 ہے کہ :-

مات قبیلہ ہاشم و فی بیتہ لکات سب  
 جس وقت امام ہاشم کی ولادت ہوئی تو ان کے  
 وادعایہ خمسین الف الف  
 حضرت عثمان کی بیگم کو دیکھی تھیں تھیں۔

و اما قہار بنی ہاشم :-

مات قبیلہ ہاشم و فی بیتہ لکات سب  
 جس وقت امام ہاشم کی ولادت ہوئی تو ان کے

لہذا شہید باللہ و آخر فصلہ وعدہ لہ و تقویۃ الامم ابو حنیفہ کی شخصیت، عدالت، تقریبی اور  
وہائیت اور اولاد، بعض ایسا ہے، (مستطیع) انہیں تو تو کے ساتھ ثابت ہے۔

انداز دیکھئے کہ جو بزرگ، بستی لوگوں کی انہیں ہیں، میں اور عطا جو وہ خدا تعالیٰ کے آخری  
دین اور اسلام جیسی انہیں غلطی کے ساتھ کس طرح حقیقت، مدار کہ سکتی ہوگی؟ حقیقت یہ ہے کہ انہیں  
طرح انہوں نے لوگوں کی ان فانی اور دنیوی انہوں کو محفوظ رکھا ان کے کہیں بڑے بڑے کر انہوں کے  
خدا کی عانت اور جناب بن کر یہ مسل و اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وی اور یہی انہوں شریعت کی انہیں گہری  
طاقت اور وسعت کے ساتھ محفوظ رکھا ہے اور یہی اسلام کے اس صحیح غلطی میں انہوں نے  
انسانی مصائب کا سامنا کیا ہے، کیونکہ یہ

نیا دین میں ذوق خودی ہو گیا ہے جب پیدا  
فرہم فرق چین و استہلال دانی نہیں رہا!

## استقامت

عالم کے ظالم اور جاہل سے جا بے بادشاہ کے ملنے حق کی بات کہہ دینا تو کوئی مشکل بات نہیں  
ہوتی، ہاں مگر اس حق بات پر ذات، مہار، اندر عزم و دلیری سے ہر قسم کی تکلیف و مصیبت کو خندہ  
پریشانی سے برداشت کرنا سچی کہہ سکتے ہیں، جابن عربی سے بھی ذبح و صوفیاء نے بڑی ہی مشکل بات سمجھتی  
ہے، اور یہ خوبی صرف ان اولوالعزم انسانوں کو نصیب ہوتی ہے جو صحیح معنوں میں ہر قسم کے  
حدیث، امثال، فالو، مشیل کا مصداق ہوتے ہیں، ان کے شخصیتوں میں ایک حضرت امام  
ابو حنیفہ کی شخصیت بھی ہے، جن کو اپنی اہلیہ کے آخری بادشاہ مروان بن محمد (القرنی) کے  
کے عہد حکومت میں عراق کے مہاجر گورنر بن عمرو بن عبسہ نے سیاسی طور پہ اپنے اقتدار کو زیادہ سے  
زیادہ مستحکم بنانے کے واسطے کاتھان، مال کوٹنے کے لیے حماد، فضل، بیشک، انہوں ہی کے ہاتھ میں  
تھے جو مسیح و عت کے ظلم و جور اور اپنے اعتدالیوں کے عزائم انہوں کے بیشک، بکر اس عہد کے  
قبول کرنے سے سادہ، انکار کر دیا، چونکہ عبید اللہ بن عمرو ارقی، وچو، ایک ثقہ آدمی ہیں۔

سخن نکمہ ہے، مستند، آگیا ہے کہ

حکم بن جبرۃ ابی عبد اللہ ان یصلیٰ لہ تعذیر، ابو حنیفہ کے کوڑے کی تعذیر کے بارے

الکوفۃ خانی علیہ الصلوٰۃ والسلام سوطہ  
عشرۃ سوطی طلاقہ عشرۃ سوطہ  
وہو علیٰ التمتع اھ  
زور بخ بعد دج ۳۰ مرتبہ  
ایہ ہر امام ہمسوا سنت ہے یا نہ نہیں تھی۔

نظر بدعہ چھ مرتبہ کر کے کی قرآن پیش کی گئی مگر جب کہ کسی التمتع (جیت جیسٹ) کا  
عقدہ پیش کیا گیا اور اس طرح بتائی گئی کہ بعض دفعہ صلی التمتع و ذریعہ سنت اور ذریعہ جیت  
سکے حد تک ایک ہر ثلثیت کے سپرد کر دیتے ہمارے تھے۔ چیت پنجہ امام حسنہ ان فردا  
سکتے ہیں کہ۔

جیو با حینۃ فی لیلین یا ما یصلی  
منہ ان یحکو قاضی التمتع فامتنع اھ  
و من اب و زور ۲۰ مرتبہ  
زور یہ پیش کش بھی کی گئی کہ۔

ان یصلی التمتع و یصلی التمتع من قرات  
یہ ائی جیج کر۔ التمتع اھ زاجنا  
حجۃ - ۲۰ مرتبہ  
دو قاضی التمتع کا عقدہ مشہور سن کر سن  
تاجی ان کے حکم سے تمام اسلامی مشہورین پر غور  
یکے حد تک۔

اور نہ صرف ذہنی التمتع کا عقدہ ہی پیش کیا گیا بلکہ بہت لمبائی کی ان کے سپرد کر کے  
کی تہ پیش کش بھی کی گئی دینا چاہتے تھے کہ۔  
یکون علیٰ خضہ و لو بنت ذکب و لو یخرج  
خشی من بیت اہل و زور تحت پیدا  
(۲۰ جہ ۲۰ مرتبہ)  
اور بعد ازاں کہتے ہیں کہ۔

تحتہ سلطان من ارجح ظہر و  
ظہر ارجح من خزانہ التمتع یہ  
و اولاد نے ان کو تنقید کیا کہ تو ان کی پڑت اھ  
و بہت پر سن کے کہتے ہیں اور یہ ذریعہ حسنہ







انصاف سے فرہستے کہ ایک ستر اور بڑے شخص پر یہ ظلم کیا کر ہیں؟ اور اس سے قطع کر  
تذلیل و تحقیر اور کیا ہو سکتی ہے؟ مگر اس بدست کے پانچویں نہایت مہربانانہ طریقہ پر ایک ایک  
کو زچہ نہ کر رہا اور ہمارے جسم اور ضیعت و فائز میں ہر روز داشت کیا اور اس فلسفہ و چر کے پیدائندہ  
دریہ کی موجوں اور جوں کے علاوہ غیر تھیلوں سے ٹکراتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے منزل انصاف کی طرف  
قدیم پڑھتا رہا کہ :

چاکائی کوئی سی منزل نہ حاصل سہ نہ دیا ہے

شاد و بخیر غم کا سب کمال فوجیہ کسب ان گئے

نظر یہ کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہوا میرے کے دور ہی میں اہم موصوفت کے معائب  
کے دن گشت گئے، جبر و استبداد کے طوفان بہت گئے اور سزا و تعاقب کے سیاہ اگچھ سنگوں  
ہاوی بہت گئے گوچھیں کیجئے کہ ایسا نہیں ہوا بلکہ جب ہماری دور ختم ہوا اور عجمی دھکا کا آغاز ہوا اور  
عجمی غلبہ شروع (التوفی مسئلہ) کے بعد آئے بغیر منصور (التوفی مسئلہ) کا حیدر شروع ہو تو اس  
کو بھی اپنی حکومت و مصلحت کے استہکام اور عوام و خواص کو اپنی طرف مائل کرنے کی  
غرض سے وہم ابو صیفیہ کی ملی اور عملی شہرت کو اپنے لیے آکا کار بنانے کی ضرورت  
پیش آئی۔ اس لئے بھی اہم صاحبیت کو عہدہ قضا ریشس کر، ضرورتی سبب پناہیہ خطیبہ یعنی  
کھتے ہیں کہ :

وما ابغضت اباحیثۃ ارف القضاۃ  
اور ابغضت اباحیثۃ کو عہدہ قضا قبول کرنے  
فانی علیہ السلام (یعنی ہوا، مسئلہ)  
کی رحمت دنی مگر دون فانی تو اس نے ان کو  
قید نہ دیا

اور یہ قضا بھی معمولی قضا نہیں بلکہ قاضی القضاۃ کا عہدہ ریشس کیا ۔

ان یحکون قضاۃ بلادہ فاسلام من  
کونہم بلادہ اسلام کے قاضی ان کے تحت ہیں  
محبت سرور فاضل اور (لطیفیات فاضل)  
گدرد و صاف (الحاکم ہو گئے)

کاشش کہ ہوا بغیر منصور جو عہدہ عجمی میں پڑا نہ اور عجمی بہت دھکا کا پناہیہ نام و ظہور  
کو قید کرنے پر ہی انکا گرفت و تحقیر بھی ایک مدد جوتی تھیں اس کی آتشیں غضب اس پر ایک





سے جب مندر مطلق قرآن کے حلقہ میں قید کیا اور کڑوں سے ان کے منظم و بن کر مودبان کیا گیا، تو وہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کی اس جنت و عزت اور استقلال و پادری کو ایک مثالی نمونہ قرار دیتے تھے ان کے حق میں دعا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ :-

وہان محمد بن حنیبل اذا ذکر ذالک  
مورام ابو حنیفہؒ کی عزت و بزرگی کے ان کے بیٹے  
ان حریب الحشہ - راجعہ امی جلد ۳، صفحہ ۳۲۰  
ابن خلدان جلد ۲، صفحہ ۱۰۰، مقاب موقوف جلد ۱  
سابقہ پڑھا۔

حرف و لطیفات الحسن مرقہ

افسوس ہے کہ اگر اس پر بھی یہی پورا پورا غور و جوش کی ایک حد ہو تو مگر ابو حنیفہؒ کو، اور مرقہؒ کا، اس پر نہ ہونے میں ہی چار ماں قید و بند ہیں۔ ہونا کونشے کی طرح کھٹکنا رہا اور جب اس نے محسوس کر لیا کہ نام صاحب کی اذیت اور نوکری سے فرسوا و مرعوب ہو کر ظالم حکومت کا تعاون کرنے پر کسی طرح آمادہ نہیں ہیں تو بالآخر امام صاحبؒ کی سب سے غیری میں جیل منار کے اندر ہی ان کو زہر دوا دیا گیا۔ قہر سقاہ صاحبزادے (تجلی امی جلد ۳، صفحہ ۳۰) کہ پھر ان کو زہر دوا دیا گیا، اور اس سے ان کی وفات ہو گئی۔ انہی مرقہؒ نے جب زہر کا اثر محسوس کیا تو مسجد سے میں گر گئے اور اسی حالت میں ان کی مدح مبارکہ قلمی شمع کی سے پڑا کر گئی اور انہوں نے اپنی جان قربان کر دی تھی۔ پھر دیکھو ان کی وفات اور شہادت ہو گئی تو میں خانہ کے اندر سے یہ فتنہ و فتنہ کو یہ باد کو صف کی ناکام کرکٹش کی کہ اب ہر صوف کی وفات بھی ہے مگر بصیرت والے و بچہ۔ یہ تھے اور کافری و مے پاشی تھے کہ امام مرقہؒ کے ہاں کا ایک ایک - روئے بڑا ہی صاحبان ظالمین کو پکڑا، پکڑا کر یہ کہ وہ ظالم تھے کہ وہ

ظلم نافع بھی چھپانے سے کہیں بچا ہے

کہاں وہ نہ تھے جس میری فتنہ پر وامن ڈالے

جیل خانہ کے اندر جو وہ اور دہر جیل اندر مرقہؒ کے ساتھ روز رکھا گیا وہ بچائے خود قابل حیرت ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ :-

خفيف واطيه الامسرفى الطعام والشرب  
 والحس (۱۰) تب موقی (۲۰) مستحکم  
 ان پر کھلے پینے اور قہر میں امتثال تخی  
 کی گئی۔

اور جب ان کو زہر دیا گیا تو اس حالت میں بھی ان کو میرا گیا تاکہ زہر کی سیریت میں اس میں جلدی ہو جائے۔ چنانچہ زہر گرڈی کھتے میں گرنے

ثم اسر المنصون يضرب مصلو باعق  
 يتفرق الدم على عضائه ففعل منه  
 فالله (۱۰) رفاق بکری (۲۰) مستحکم  
 پھر زہر نے یہ جسم دیا کہ ان کو مصدب کے  
 ان کو پٹیا بھیج جاتے تاکہ زہر پر سرعت ان کے  
 اعضاء میں نہایت کر جائے۔ چنانچہ یہاں کیا گیا۔

عالم بر زمین تو زہر غزالی کے واقعہ کو ہم سے حسب کی تعلیمی پر قبول کرتے ہیں لیکن ہمیں خاصی  
 حمايت اس شخص سے توقع نہ کرتی ہے۔

مدى جماعة الله دفع الله قدح فيه سم  
 نوشرب فامنع لقال لو فاضلك ما فيه  
 ولا عين على نفس نفس فطرح نصبت  
 في فيه فهدوت من العيون فطرح بقاء  
 ایکسہ ہست ہوں۔ ایت کہلی تہ کہ زہر ہرگز نہ  
 کے مصدب جب زہر آگہ پیا پیش کیا گیا تاکہ وہ اس  
 کو زہر کش کر لے۔ تو انہوں نے انکار کر دیا اور فرمایا  
 کہ مجھے اس کے اندر کچھ نہ لگاؤ گیت اس کا علم  
 ہے۔ اور میں اس کو پی کر خود کشی نہیں کر سکتا چنانچہ  
 ان کو زہر میں پوچھا کہ زہر ہوا یا نہ ہو ایت  
 ان کی دعا سے ہو گئی۔

اور انہم صمد انرا کھتے ہیں کہ جب ان کے صدف زہر آگہ پیا کہ ہمیشہ کیا گیا اور زہر ہوا ان کو  
 نوش کرتے کہ یہ کیا گیا تو زہر ہوا وقت نہ دیا کہ۔

نوشرب الى اطلو ما فيه ولا عين على  
 نفس فطرح ثم نصبت في فيه  
 میں نہیں دینا بلکہ علم ہے کہ جو اس میں ہے میں  
 خود کشی کا وہ صدف میں کی گئی چنانچہ ان کو سنا کہ ان  
 کے زہر میں نہ لگاؤ گیت۔

غیریکہ کہ اس مظہرہ طریقہ پر مشاعرہ میں ان کی دعا سے ہوا پہل مرتبہ کہ تو پیش  
 پچاس ہستہ کے نبی کے۔ ان کی دعا سے زہر ہوا۔ اس کے واسطے کہ آتا ہے جہاں ہوا تھا۔ چہ

مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی اور دفن کرنے کے بعد بھی پشٹون دن تک لگوں نے اُن کی نف بچاندہ  
 چُپ رہی۔ (مسعود الفحلان ص ۳۰۰۔ ملاحظہ فرمائیے)

یسے ٹوپی اور دُنیّا والوں کی داستان کہ اہم مظلوم کو محض اس لیے شہید کر دیا گیا کہ  
 وہ ان کے ساتھ سب سے انصاف تھا اور عوامی میں ہم پیالہ دہم نواز نہیں ہوا چاہیے تھے۔ اُن کی خود پُرکوشی  
 کو جس پائے سر اور باقی اخص پر گور کیا ہے، قید و بند کی پابندی نہ ملے گی بڑا شہادت کی۔ نکلے ہلے پر آئے ہیں  
 بھی کھنٹے، اُن کا دل اور شاہزادوں میں آپ کو گھلایا بھی گیا، آپ کی تدریس و تفسیر کی خاص کشمیر بھی کی گئی۔  
 جیڑ خاندان میں آپ کے لیے عرصہ حیات بھی تنگ کیا گیا، کھانے اور پینے وغیرہ میں بھی انتہائی سطح  
 کی گئی اور باقاعدہ ریسرے سستی نہ رہے کہ اس حالت میں بھی غلاموں نے سفید پشٹون کو مصدوب کر کے  
 غوب چڑھا اور نہ میں پر گرا اور کیا کر تھا ان کے دہن مسدک میں ڈبر کیا نہ بھی ڈھیل دیا مگر  
 ہاں ہر وہ حکم اور غلاموں کے ساتھ اشتراک عمل کرنے پر آمادہ نہ ہوئے اور اس طرح  
 خانی و عوامی اور ناپائیدار دنیا کو جو تکرار گشت اپن ملامت پرستانِ عمل کا وہ خوشبودار اور کھوپڑا ہرمل  
 اللہ تم سے کرید لیا ہو گیا۔

میں نے اب مینڈا، آنکھ پر پرور و گلاب نام کی کردشوں رحمتیں اور پرکیش نازل ہوں تو سنے جی کے  
 لیے جان جسے کہ آنے والی نسلوں کے لیے استقلال و استقامت کا بہترین نمونہ قائم  
 کیا اور حق پر قائم و دائم رہنے والوں کے لیے حدت اسوہ پیش کی اور اس طرح باغِ دنیا  
 کے سینکڑوں کاغذوں کے سلسلے آنکھ میں یا خوشبودار اور سپر را پھول توڑ ڈال گیا  
 کہ ۔

ہمیں میں خازن کو حاصل ہے پاک حیات و روز  
 مستم ہے نہ رنگی نخل مگر دوازہ نہیں!

بقدرِ حنسی کی مقبولیت

تاریخ اسلام اس بات کے لیے کافی ثبوت پیش کرتی ہے کہ ہر زمانہ میں مسلمانوں  
 کی متعدد اکثریت اہم و اہم مینڈے کی فخر کی دلدادہ رہی ہے، بعض بھڑکتے اسلحوں کی وجہ تو  
 صرف یہی جان ہے کہ چونکہ اہم و اہم پُرکوش اور اس قسم کے دیگر اکابر خلیفہ اسلام میں حکومتوں میں

قاضی معتمد تھے لہذا ان کی ترقیب یا باغی تہذیب اور سرخ و گدے پروری کی وجہ سے فتنہ خلق  
 مقبول ہوئی ہے بہت سے غلط کاروں نے فتنہ خلق کی مقبولیت کے گھڑا کر رکھے ہیں۔ اصل تقریر قاضی  
 ہے بیکار بہت سے غیر مفید ہیں حضرت اس نے حضرت شاہ ولی اللہ کے ایک عالم پر وحشی  
 ورجوئی لگا کر اس کو بڑا چڑھا کر پشیم کیا ہے۔ پہلے تو یہ بات بھی سناریت قابل غور  
 تھی کہ ہمیشہ شہان و درباری بادشاہ و جاگیر دار دشمن ہیں کی میں کو شہان نہیں کے  
 جاسکتے گھمان کی سبب جو ہستی بھی ملک و مشہور سے بالاتر ہی ہے (کیوں فتنہ خلق  
 کے قبول کرنے اور اس کی نشر و اشاعت کے لیے کوشاں اور مجبور ہوئے؟ اگر سنے ملک  
 رشتہ سے حوالہ دے ورنہ اہل اور احکام و مسائل میں ہندو فتنہ کے ان کو کوئی صحیح منظر  
 آتا یا فتنہ خلق کے بغیر کسی اور امام کی فتنہ میں ان کے لیے تشکی کا کوئی سبب نہ ہو جو ہر  
 تو وہ فتنہ خلق کے دامن میں کیوں پناہ دیتے؟ اور اس کے گرد اور دلوں کیوں ہوتے؟ حقیقت  
 یہ ہے کہ اسلامی حکومت اور سلطنت کی ترقی زمانہ کے ساتھ نئی نئی مشکلات کو خیر  
 خیر ہو یا دشمن مولوی اور زائد غیر اہل میں تعصبات کی ضرورت لکھنے والے خیر علم صوفی اور ہر  
 پیش آمدہ نئے حادثے اور مسئلہ کو سرچ ان کا حدیث میں تلاش کرنے والا شخص سادہ لوح محدث  
 کیا جانے با وقت کے جدید تہذیبوں اور نئے نئے پشیم اور مسائل کو قرآن و حدیث  
 کی میں پشیم میں مل کرنے کا صرف وہی اہل ہو سکتا ہے جو قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ  
 اربعہ اور ائمہ دین سے پشیم کر و اصول و اندوہ کے تحت برتنے مسئلہ کا حل پشیم کر سکے  
 اور اپنے نقطہ و اجتہاد سے اس نازک گتھی کو سمجھ سکے اور ملکی حالات اور دشمنوں کے جدید مسائل  
 سے بھی ناواقف ہو۔ باقی وہ ملکی قسم کے حضرات جو ان چیزوں سے غفلت و لاپرواہی ہیں  
 کہتے تو وہ جیسا کہ خیر کے خیر کی مانگ جدید داخل کر رہے ہیں۔ یہ بات دلچسپ اور عجیب سے  
 عالمی نہ ہوئی کہ جب پاکستان کے ہر اہل عز و ذریعہ کو اپنا حق علی خان صاحب مرحوم مولانا  
 شہید گئے کہ کوئی ملک میں میرٹ پاس ایک بسے بڑے عالم و حکم و دیکھیں جس میں  
 سال تک کو سب سے ملنے میں اور ایک ایک مسئلہ پر شکوت و شکات بیان کیے پہلے  
 جاتے ہیں موجود تھے۔ چنانچہ انہوں نے کوئی مسئلہ جو ملے ہوئے نہ ہوئے نہ وہاں حضرت مسکونی اور

ہم سب آپس میں کہتے ہیں۔ جب لوگ چلے گئے تو وہ حضرت محمدؐ سے دریافت کرنے کے لیے آتے ہیں۔  
صاحب کو بزرگ تھے جن کے لیے یہ کلام تھا گیا ہے؟ میں نے کہا کہ وہ تو پاکستان کے وزیر اعظم  
اور قوم کے خیر خواہ تھے۔ وہ بزرگ فرما رہے تھے کہ یہ تو وہ بہت اچھے آدمی ہوں گے، لیکن غور فرمائیے  
کوئی ایسے حضرات جدید مسائل کا کیا عمل تجویز کر سکتے ہیں؟ حالانکہ وہ کامیاب رہنا نظر نہیں دیکھا اور جیت  
عالم میں ان صحیح معنی میں خادیمِ اسلام اور مذہب کے شیدائی ہیں۔ اور اسی ملک کے ایک  
اور بزرگ جو چوٹی کے محقق، مفکر اور صوفی ہیں اور سینکڑوں علماء کے استاد ہیں، وہ  
ایک دفعہ فرماتے تھے، کیا وہ ذرا کلامِ حق میں بھی یقین رکھتے ہیں؟ غور کیجئے کہ اگر تمنا ہو کہ  
سستی شریعت کا سوال نہ ہو تو اس مسئلہ ال ال کی کو سبیاں ایک دوسرے کے سر پر کہتے  
کہ ہم میں اور مٹا ہوا کسی کا مظاہرہ کیوں ہوتا؟ اس کا یہ مطلب ہے کہ نہیں کہ سب ذوالقہدے جیسے علماء  
ہجرت کی تبدیلی و منتقلی کی جائے، اور نہ یہ مراد ہے بلکہ مقصود صرف اس قدر ہے کہ وہ  
پائے علی اور اس مسئلہ کی کاموں میں کچھ ایسے منکب نہ رہیں کہ کوئی بھی ان کی طرف سے کوئی چیز  
دیکھ کر کہے، اگر نگاہِ بصیرت سے دیکھا جائے تو متین اور مدلل بادشاہوں کا قدرتی حق کو اپنا  
مضامین اس لیے تھا کہ وہ ہر نئے مسئلہ اور حادثہ کا حل جو شریعت کی وحدانیت کے ظاہر کی امتداد  
میں نظر آتا تھا، اس میں وہ اس کے پس منظر اور قائم کردہ کلیات اور قواعد میں پہنچتے تھے اور  
فہم کلام کی بائیک ہیں نظروں سے ان اصول و کلیات کو قرآن وحدیث ہی سے مستنبط  
کیا ہے؟ اس لیے وہ اس کے گرد بیٹھے، اور یہ قدرتی کے جامع اور کامل رہنے کی ایک مستقل  
دلیل ہے کہ وہ نامساعد حالات میں بھی نرمی پذیر رہی رہی اگرچہ وہ

کائنات میں سہ گھوڑا چاروں طرف سے بھول

پھر بھی کھلا ہو سہے غلب غلامش بزرگ بولا

گو فراموشی کی قبر نیست کی اصل وجہ یہ نہیں بلکہ اس کی قسہ و نیست کے کئی اور وجہ ہیں،  
مثلاً ایک یہ کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مقامِ رفیع میں بہت اونچا ہے، جیسا کہ ہم باوجود اس کے  
عرض کر چکے ہیں، اور ان کے شاگردوں اور متبعین کو بھی یہ خوبی اور کامل حاصل تھا کہ یہ کہ اللہ عزوجل  
ایک مشہور مثال ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ لوحان السنین عند الشریعہ

(الحدیث) میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات کہی اور جو خبری دی ہے اہم صاحب اس کا اولین مصداق نہیں جیسا کہ باحوالہ یہ بھی تحریر ہے۔ اس سے بھی ان کی فکر کو پہنچا حاصل یہی ہے۔

اور تیسری وجہ یہ ہے کہ اہم صاحب کی فکر اس لیے مقبول رہی ہے کہ اس کے اُصول و ضوابط شری کے ذریعے طے ہوئے ہیں۔ چنانچہ کوثر کے اندر کتب و سنت کی روشنی میں وضع قوانین اور عمل عبادت و فرائض کے لیے ایک مجلس شری قائم تھی جو حضرت اہم ابو حنیفہ کی سرکردگی میں مسائے پر غور و عرض کیا کرتی تھی اور کافی بحث و تمیص اور منظرہ کے بعد جب سب کی رائے متفق ہو جاتی تو پھر وہ مسائے قید تحریر میں لائے جاتے تھے اور منسلک کیے ای کی تعین کی جاتی تھی، اور یہ ایک بالکل واضح حقیقت ہے کہ اجتماعی سنی انفرادی پرکشش سے بہرہ مالی، عقلی و اخلاقی ہی رہتی ہے، اور اس طریق سے جو مسائے طے کئے جاتے ہیں گے، ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں خفا اور غلط نسبت بہت ہی کم ہوگی، اگرچہ یہ طریق بھی محرم عن الخطا کا درجہ اور مقام کو حاصل نہیں کر سکتا، کیونکہ ہے آخر یہ بھی اجتناب و ہی گرا سوس میں غلطی کا امکان بر محل کم رہتا ہے، اور شری کا مستحق اور مفید ہو نا خود خدا یاں کریم سے شرفی انوار مغفرتی و توفیق کم از کم متعدد صحیح احادیث اور غفار رشیدی کے مطلق اور دیگر دلائل شرعیہ سے بالکل روشن اور ہرگز ہے جس کا کوئی سلطان انکار نہیں کر سکتا۔

### اداکرین شری

اہم صاحب نے جو یہ مجلس شری اور محفل مذاکرہ قائم کی تھی، اس کے اداکین پندرہ وقت میں چالی کے قریب، محدث اور قیاس دان حضرات تھے جو آزادگی رائے کے ساتھ مسائے طے کئے تھے۔ چنانچہ علامہ خطیب بغدادی اپنی سند کے ساتھ اسحاق بن ابیہام سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے فریاد کر۔

هذان اصحابنا بحقيقة الدين يداكرنا	صواب الى مفيدهم ان کے ساتھ مسائے طے مذاکرہ
البرسات وبقدر ما اؤد الطفا في راسد	کیا کہتے تھے ہمارے اہم اداکریست ذوق و ذکاوت
بن عتد و عاظره اؤدع و الفاسقین	طافی، اس میں مشہور عالمیت اور حق و قائم ہیں





و من قبلہ ہوتی ۲۷ ص ۱۰

تو اس سے بھی زیادہ عرصہ تک اس میں دست برد  
نور مارتا کرتے بیٹے مٹی کر جب کسی ایک غلطی  
سب کی شے جم جاتی تو اس کے بعد نام نکلے سونے  
اس کی مصلحت میں اصلاح کرتے یہاں تک کہ سب  
دھرم انہوں نے منسوخ کر دیئے۔

اور اگر اہم اور بڑی دولت جلد بازی سے کام لیتے ہوئے اپنے آسائے و محترم کی شے بدوں متوجہ اور  
تجربہ کے نگہ دیتے تو اہم اور قیمتی ان کی توجہ فراموش کر دے۔

لو تکذب کل ما تسبیح منی غالی قداری  
اسرائی الیوم واسرکہ خدا طاری الذی فی خدا  
واسرکہ ف عندہ اور  
نفت مہ نصیب الذیہ مستند  
سکر دینا ہوں۔

اس کی وجہ بھی صرف یہ تھی کہ وہ اس وقت تک اپنی شے کو تدبیر نہ کرنا پسند نہیں کرتے  
تھے جب تک کہ خود بھی اچھی طرح اس پر غور و خوض نہ کر لیتے اور مجلس غازی کے ذریعہ بھی  
اس کی خرابی یا غنہ رانی عیاں نہ ہو جاتی۔ نہایت افسوس ہے کہ بعض غیبیہ متقدمین  
حضرات نے اہم صاحب کے اس حزم و احتیاط اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول  
اور مسئلہ ان کے ساتھ خاص ہر وہی اور غیبیہ و اہل ہی کے جذبہ کو مستحق مزارعی  
اور شے کی بے ثباتی کا علم نہ اور فشر لگا کر ان کا یہ غیب مگر دانستہ کی ناکام کوشش  
کی ہے مگر یہ غیب کچھ سوچنے اور احتساب و عمل کا نتیجہ ہے اور ان کی بے بنیاد تاویلات  
سے ان کے مسلک کے فروغ میں نفی ہر رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی اور خدا انشاء اللہ جرمی،  
کیونکہ ج۔

جس کا عمل حسب غرض اس کی ہر کچھ اہم ہے

اہم عبد اللہ بن المسدد کہ کا بیان ہے کہ اس مجلس کے سامنے ایک درہم  
منکدر پیش ہوا۔

فخاضوا فيها ثلاثة ايام بالعبادة والشمس  
 (مناقب مرقی ۲۲ ص ۵۵)  
 اور ان مجلس میں جن دن تک سورج و شمع اس میں خمد و  
 روض کرکٹ نہ تھے۔

اور یہ مجلس شوریٰ جب تک کہ خدا کا اس کو شمس و زکریا کی اس کو مسجد میں التوا میں نہ  
 ڈالتی، چنانچہ اس کی تصریح موجود ہے کہ یہ

اذا وقعت بعد صلاة يوم يومها لم يأت  
 (مناقب مرقی ۲۲ ص ۵۵)  
 جب اس مجلس کے سب سے پہلے کوئی نہ پیش ہوا اور  
 اس کو کہیں میں غیب گزشتہ میں اس تک کہ  
 بالآخر اس کی یہ مجلس بھی کرنا اس کو روض کرکٹ تھی۔

اس مجلس طرز عمل سے حضرت امام صاحب نے جو رائے دی اور جن کے ان کی تعداد  
 میں معتقد و دیانت اور لاجہات پیش نظر ہیں مگر اختصاراً ہم حضرت علامہ علی زکریا کی کلام  
 لکھتے ہیں کہ یہ

انه رغب ثلاثة ايام وثلاثة ايام  
 (مناقب مرقی ۲۲ ص ۵۵)  
 کہ امام صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کے سب سے پہلے اس میں  
 منة منها ثمانية وثلاثون ايام في العبادة  
 سے اڑتیس روز عبادت سے متعلق اور باقی مصلحت  
 واباقی فی المعاملات ۱۰

(ذیل الجواہر جلد ۲ ص ۵۵)

امام ابو حنیفہ کی وصیت تھا اور محافل فنی کا اندازہ لگانے کے لیے امام محمد بن جریر  
 طبرانی و القسری نے اس کے بارے میں ایک حوالہ دیا ہے کہ وہ فرماتے  
 ہیں کہ یہ

وهذان الشهيقة اقل من عذاب النار  
 (مناقب مرقی ۲۲ ص ۵۵)  
 امام ابو حنیفہ سب سے پہلے وہ عذاب جہنم  
 سے ہنس کے ذریعہ انہوں کے گناہ کا طریقہ  
 ایجاد کیا۔

حرف ظہیر کے یہ پیشہ کے اس عمل سے خشت شادی کا طہرہ کیسے قد سہل اور  
 آسان ہو گیا ہے اور وہی مسائل کے علاوہ ان کی یہ شے بھی کہنی کا کردار اور حقیقت ثابت ہوئی ہے  
 کہ آج تک فقہ سنی ساری دنیا اس اصول کو سہولت پر مشتمل رہی ہے اور یہ کہ خشت





مستندین دیکھی اور فوراً باب ۱۰ فصل ۱۱ کو سکر دیکھ لیا مانتا ہے۔ گویا اس لحاظ سے حضرت امام ابو حنیفہؒ اور اس طرح دوسرے بزرگوں کا متفقین کریم اور فقہاء ممتاز و عظیم پر یہ بھی ایک بہت بڑا احسان ہے۔  
 ہاں جو احسان کو کہتے ہیں نہ جو تو اس کو کیا کہتے؟ اور جس کی چشم پر عیناً نہ ہو اس کو ٹھوکر یا نظر آئے گا؟  
 سچ کہا گیا ہے کہ ۷۷

چشم بینا کر پستہ کو بیدا پھر نہ کن کہ کر و ٹھوئیں

بعض حضرات کو شاید یہ واسطے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کی دینی کوئی تصنیف نہیں اور خصوصاً الفقہ الاکبر میں ان کی نہیں لیکن یہ ان حضرات کا زائد ہے جو ہم نے ایمان الانعقاد کے مقدمہ میں اس پر مقدمہ ضرور بحث کی ہے۔ مثلاً اور تقدیر مؤرخ علامہ ابو الفریح محمد بن اسماعیل بن زیدؒ اپنی کتاب الفہرست میں ۱۹ ص ۱۹ میں (جس کا انہوں نے شک ہے) یہ تصنیف کی ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے صاحبزادے کی تصنیف ہے کہ آپؒ ابھی تھے تو ان کی حضرات صحابہ کرام سے آپؒ کے واقعات ہوتی پھر ان کے لکھتے ہیں کہ الفہرست الکبریٰ کتاب الفہرست لان البیاتی کتاب الفہرست والفقہ اور کتاب الفہرست علی التصنیف ان کی تصانیف میں داخل ہے الفہرست لابن الفہرست ۱۹۷ ص ۱۹۷ اور علامہ طحاویؒ کی لای زاد لکھتے ہیں کہ خود امام ابو حنیفہؒ نے اپنی کتاب الفقہ الاکبر اور کتاب الفہرست علی مکرر کلام کی اکثر بحثیں کی ہیں اور جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ یہ ان کی تصانیف نہیں بلکہ ابو حنیفہؒ کی تھیں تو یہ بات مستزاد کے اعتراضات میں سے ہے ان کا یہ باطل خیال ہے کہ امام ابو حنیفہؒ ان کے صاحبزادے کے علامہ حافظ الدین البزارؒ نے اپنی کتاب مناقب ابی حنیفہؒ میں لکھا ہے کہ میں نے خود یہ دونوں تجاویز علامہ شمس الدین النورسیؒ ابی الفریحیؒ کے فخر سے لکھی ہوئی نہ لکھی ہیں اور ان دونوں کے بارے میں انہوں نے صاف لکھا ہے کہ یہ دونوں کتابیں حضرت امام ابو حنیفہؒ کی تصنیف ہیں اور اس امر پر متذکر کی ایک بہت بڑی جماعت کا اتفاق ہے جن میں سے امام فخر الاسلامؒ نے بھی یہ جنہوں نے اپنی کتاب اصول میں ان دونوں کا ذکر کیا ہے۔ اور ان میں سے امام شیخ ابو نعیمؒ نے بھی جن جنوں شرح اصول میں ان دونوں کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ درمستحق السعادة و تصحيح و بيان ۲۰ ص ۲۰ طبع دائرة المعارف عیون دار لکھنؤ

# باب پنجم

حضرت امام ابوحنیفہؒ اور علم حدیث

امام ابوحنیفہؒ بغدادی، فقیہ، دانشور، دس سال قبل از ولادت محمد کبیر حضرت نعمان بن ثابتؒ کھڑے ہیں جن کا تعلق کائنات سے ہے اور بہت سی غریبوں اور یتیموں کو دینیت، دینی تعلیم اور ان کو جو حدیث سے بھی داخل ہوا ہر مسئلہ فرمایا ہے۔ ہر نہایت اقتصاد کے ساتھ ہی دینیت اور جو حدیث میں ان کا تہذیب و دیار کا جو اثر ملتا ہے کہ جسے جس جگہ پر ایک منصف مزین کو صحیح حقیقت معلوم ہو سکے اور متعصب و غصہ کار لوگوں کے جھوٹے پروپیگنڈا سے تڑپ کر اٹھنے کے نیک اور پارسا بندہ سے عداوت اور دشمنی اختیار کر سکے حدیث خداوندی کا شکریہ ادا کرے؟ اپنی آخرت ہی متعلق نہ کرے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے فرماتے ہیں کہ:

ابوہی حداد بن قیس عن ابی حنیفہؒ کہ دینیت میں وہ نہیں ہیں جو دینیت سے بہت سی حدیثیں کشیدہ۔ (وہ نقد حدیث) دینیت کی ہیں۔

اگر حضرت امام ابوحنیفہؒ کے پاس حدیثیں تھیں ہی نہیں یا صرف سوائے سوائے کے قریب تھیں جیسا کہ بعض متعصب لوگوں نے کہہ دیا تو ان کی شہادت کی کیا مطلب ہو گا؟ جب خود ہی کہہ پاس ہی نہ ہو وہ حدیثیں ان تھیں تو انہیں دینیت سے انہوں نے جدا کر دینے کیلئے کیا وہ اس بات کی بات کی؟

اور صاحبزادہ امجد علیؒ کی ہر بات میں امام کو کتب بنانے کے تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ :-

وكان يحفظ حديثه وحله وكان قد رجع  
عن أبي حنيفة حديثاً كثيراً -  
صاحبزادہ امجد علیؒ کی ہر بات میں امام کو کتب بنانے کے تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ :-  
صاحبزادہ امجد علیؒ کی ہر بات میں امام کو کتب بنانے کے تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ :-

اللہ! اللہ! اپنے مقام پر آئے گا کہ امام کو کتب بنانے کے تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ :-  
اگر حضرت امام ابو حنیفہؒ کی بیان کردہ حدیثیں ضعیف اور ناقابل اعتبار ہوئیں تو وہ بزرگ ان کو یاد  
نہ کر سکتے؟ اور بہت سی حدیثیں بھی ہیں وہ ابی سے روایت کر سکتے ہیں جب کہ خود امام  
ابو حنیفہؒ کے پاس بھی بہت سی حدیثیں ہوں۔

محمد بن ابی عروہ (المتوفی ۱۸۰ھ) امام احمد بن محمد (المتوفی ۲۴۱ھ) کے ترجمہ میں  
لکھتے ہیں کہ :-

ولیس فی أصحاب الراوی بعد ابی حنیفۃ  
أصح حدیثاً منه -  
اصحاب الراوی (یعنی فقہاء) میں امام ابو حنیفہؒ کے  
بعد امتین عمر کے زیادہ حدیثیں ہو کسی کے  
پاس نہ تھیں۔

اور علامہ ابن سعدؒ ابن عمرؒ جی کے ہاتھ میں فرماتے ہیں کہ :-

وكان عند أحد یث حشر وعدیثۃ  
بأشده الله -  
ابن کے پاس بہت سی حدیثیں تھیں اور علامہ ابن  
سعدؒ نے کہا :- بیشک اللہ! بیشک اللہ! بیشک اللہ!

اس سے معلوم ہوا کہ امام احمد بن محمدؒ جو خود صاحب حدیثؒ کہلاتے تھے امام ابو حنیفہؒ  
کے پاس ان سے بھی کہیں زیادہ حدیثیں تھیں۔

امام احمدؒ ان کے مکتبہ امام محمد بن ابی حنیفہؒ کے ساتھ تھا، امام احمدؒ نے فرمایا  
تھے : علامہ ابن سعدؒ ان کو نقل اور اسون کرتے ہیں۔ تذکرہ ابو اسحاقؒ کے ۱۰۰۰ کے آٹے میں لکھتے ہیں  
کہ وہ :-

ولیس ابی حنیفۃ بعد الله رجع منه  
لحدیث والفقہ واكثر منه الرجاء -  
انہوں نے امام ابو حنیفہؒ کی حدیث میں وہ  
کہ ان سے حدیث اور فقہ کا حوالہ کیا اور ان سے

بخوات اور بچوں کو۔

حضرت امام باقرؑ اپنی سب سے مستند تھے اور بھی بچہ بچہ میں بے شمار مجلس عایشات میں سے  
 عید و مصروف تھی جن میں کئی کئی مجلسیں تھیں اور یہ جلسے چارے کے متصل تھے کہ وہ ان کی عبادت و بندہ  
 کے ساتھ مہاجرین کی کوہِ قریبہ اور شریف مہاجرین کو اس میں بکھاری میں گیارہ و ثلاثیات میں کی  
 سند سے نہایت تھیں۔

اور امام باقرؑ ان میں امام ابو جعفر الطوسیؑ سے بعض سے ان میں گاہ بگاہ یہ کیا ہے۔ مگر امام باقرؑ  
 ان کو صالح الحدیث دانہ اپنے معیار میں مینویں؟ ان میں محمد مصطفیٰؐ، ابن سعد، صالحہ اور ابن عبد البر  
 کہتے ہیں، فقہ جیب التہذیب پر "مستند" کے ہشتہ میں لکھتے ہیں کہ:

بحار من المحدثین الحدیث والفقہ کثیر وہ توفیق کے باشندے کے حدیث اور فقہ میں تھے  
 عن علی حنیفۃ رواۃ الحدیث والفقہ و انہوں نے امام خود سے حدیث اور فقہ میں  
 ہاں یقول ما روایت الفہم من علی حنیفۃ مایستند میں اور فقہ کو کہتے تھے کہ میں نے امام  
 (ابن سعد، ص ۲۴۳) پر سند سے امام توفیق کو نہیں دیکھا۔

مگر یہ غلطی بعد ازاں اپنی سند کے ساتھ محدث و شریف میں ہوتی اور الطوسیؑ سے امام باقرؑ  
 لمحدث الامام الحدیث تھے بلکہ جو امام تھے وہ وہ تھے اس وقت و محنت و محنت  
 امام ابو جعفر الطوسیؑ اور توفیق کے ساتھ جو امام، الحدیث اور شریف امام تھے، ان کو جو امام  
 ص ۲۴۳ و انہوں نے امام توفیق سے زکوٰۃ میں سب سے تھیں، ان کی گزری ہوئی سند  
 سے روایت کر سکتے ہیں کہ:

وصحان فاحدث عن ابی حنیفۃ جب وہ تھے امام توفیق کے ساتھ امام توفیق سے  
 قال حدیث شافعیہ کہ حدیث بیان قیامت تھیں ہم نے تھیں  
 (توفیق پر امام توفیق ص ۲۴۳) امام توفیق کے ساتھ امام توفیق کے ساتھ

امام توفیق کے ساتھ امام توفیق کے ساتھ امام توفیق کے ساتھ امام توفیق کے ساتھ  
 امام توفیق کے ساتھ امام توفیق کے ساتھ امام توفیق کے ساتھ امام توفیق کے ساتھ  
 امام توفیق کے ساتھ امام توفیق کے ساتھ امام توفیق کے ساتھ امام توفیق کے ساتھ



کس قہر کا کوئی شک باقی رہ سکتا ہے؟ (فن حدیث اور سند میں) شہشاہ ہونا جزوی بات ہے اور مطلقاً شہشاہ ہونا غلو کی کیسے محرم ہے) حقیقت یہ ہے کہ کلہ  
 - آپ سب ہر اسے ہر عقیدہ تیسریوں - !

اہم صدر الاولیٰ تم پر فرستے ہیں کہ

وہب اللہ بن یزید عو ابو عیب النخعی  
 للقری من حفظ اصحاب الحدیث کما انھو  
 لکثر عن الی حنیفۃ الدوابۃ فی الحدیث -  
 اہم صدر الاولیٰ تم پر فرستے ہیں کہ  
 اہم ابو عبد الرحمن القری عبد اللہ بن یزید نے جو  
 خورجی بصری حدیث کے حفاظ اور بڑے اثر  
 میں تھے، انہوں نے حدیث کی درست سی  
 مدایتیں لی ہیں۔

مشہور محدث اسرار یار (المتوفی سنہ ۱۲۲ھ) اور ابی فاضل (سنہ ۱۱۵ھ) اور شاہ  
 فرستے ہیں کہ اہم ابو حنیفہ کا یہی خوب مروی تھے کہ

ما حدان احفظہ لحدیث عبد ضہ  
 واشد غصہ عنہ واطلہ بعد ضہ  
 من الغتہ -  
 (مکمل جلد دوم، ص ۳۲۱ توضیح المعنی ص ۱۰۰)  
 انہوں نے ہر ایسی حدیث کو کیا جن میں اسرار  
 یار یا جس سے کوئی غیبی مسئلہ مشہور ہو سکتا ہے  
 اور وہ حدیث کے بارے میں بڑی بحث کھلے  
 پاس اور حدیث میں غلطی صاف کر سکتا تھا  
 مانے تھے۔

اہم صدر الاولیٰ تم پر فرستے ہیں کہ  
 جہد صحت کے بارے میں تم پر فرستے ہیں کہ

اکثر من الی حنیفۃ الدوابۃ فی الحدیث  
 ولفظہ - رتبہ موفقی ص ۱۰۰  
 انہوں نے اہم ابو حنیفہ سے حدیث اور فقہ کی کثرت  
 مدایتیں کی ہیں۔

اہم عبد اللہ بن داؤد الخمری (المتوفی سنہ ۲۰۵ھ) جو اعجاز الامام اور ثقہ وہ تھے، قدسک  
 جہد صحت کا نام اس میں ہے کہ ان کو ثقہ، علو اور نہ تک اور امام ابن حنیفہ ان کو ثقہ اور ان کو کثرت  
 ہیں۔ (ایضاً صحت) فرستے ہیں کہ

یحییٰ بن علی (ع) لا سلام بنید عو اللہ بن  
 حنیفۃ فی مکتوبہ قال ذکرتہ علیہم  
 ممکن فرماں پر یہ ہے کہ وہ اپنی خانہ میں اللہ کے لئے  
 سے اہم ابو حنیفہ کے لئے دعا کریں اور ذکر فرمائی کہ

السنن والفضہ - راجع جلد ۲ ص ۳۳  
یہ اس میں کہ کہوں نے محققاً حدیث احمدیہ کو  
واللہ اعلم بالصواب

اہم صمد الامم مکی اپنی سفر کے ساتھ اہم افریقہ کے روایت کو پیش کرتے ہیں کہ :-

قال کان حبشہ الامم الحقیقین مثل زکریا  
بن ابی زائد و عبد اللہ بن ابی سنان  
والقیث بن ابی سلیم و مطرف بن طریف  
وحمین بن عبد الرحمن و عبد الرحمن و  
غیرہم یمتثلون فی حبشہ و یطہرون  
و ینیبون من المسائل و ما شہد علیہ  
من الحدیث و ما نقب موثق بہ ۲ ص ۳۳  
اس کے تعلق میں وہ اسی سے نقل کرتے تھے۔

اگر ہم اپنی طرفہ کو جن حدیث میں صابت و مرساں نہ ہوئی یا وہ حدیث سے پہلے بڑھتی  
تو ان کو نہ غرضت کہ ان کے پاس آئے ہائے کی اور حدیث میں ان سے ملے کہ وہ جنات نکلتے  
کی یہ مصیبت پڑتی تھی؟

شہور محدث اہم مرقی کہافر (التوفی ۱۵۵۵ھ) جو الامام الحافظ اور احمدیہ  
تھے، اذکرہ (مکمل) فرماتے ہیں کہ :-

طلبت مع ابی حنیفۃ الحدیث فحسبت و  
نقدت فی الترمذ فخرج طلیحاً و طلیحاً معہ  
الفتح لہامہ منہ ما تروى - (منتاقب ابی  
حنیفۃ ص ۱۷۵) ذہبی ج ۱ ص ۱۷۵

مگر یہ کہی کہ جتنی حدیث اور صحاح سے کہہ کر کئی راوی حضرت اہم ابو حنیفہ کی ابو حدیث  
میں فرقہ تھے اور بڑی کو کس شان عبادت سے تسلیم کرتے تھے۔

محدثہ سید احمد بن یزید بن زید بن زید بن زید

کان ابو حنیفۃ قلیلاً قلیلاً زید علیاً  
اہم ابو حنیفہ زیدی، پاکستان، علم، ملت، شہر





صلى الله عليه وسلم يلقى الصبر في الشكر  
صلواته عليه وآله من حيث لا يحتسب  
الحكمة التي لا يدركها حديثاً بل هي من  
جوارح نورانيه وحيه.

طبع محراب علامہ امین باقی ۹

مگر تفسیر کی طرح جو ان حضرات اہم ائمہ کی طرف کم حدیثوں کی نسبت آتی ہے کہ  
اس سے نظر اچھا ہر کسی تو ان اس حدیث مراد ہیں اور مجال چالیس یا ستر پر کار کا ذکر آتا ہے تو وہ ان سے  
اسانید و طرق متعددہ سے مروی نہایت مراد ہیں، چنانچہ اہم جملہ ائمہ کرام نے، اہم حلقہ میں زیادہ  
کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ:-

هذه الرواية يرويها أربعة آحاد حديث  
اهم ائمہ کی حدیث کے بارہ مراد ہیں روایت کی ہے۔  
الذين للمعاد والذين لا يترشحون  
بہر مراد صرف حاکم کے طریق سے اور دو مراد باقی  
مناقبہ موقوف جو احکام

یعنی اگر سوا اور متعدد طرق وہاں نہایت صرفہ نظر کر لی جائے تو تفسیر بارہ مراد میں ان  
سے مروی ہیں اور اگر اسانید و طرق کی بحث نظر رکھا جائے تو ستر پر اسے بھی ان کی تعداد چھو جاتی  
ہے جن کا ذکر ان صاحب حدیث نے اپنی تصانیف میں کیا ہے، یہ بات بھی غور و فکر سے  
کہ امام صاحب کی تصانیف سے کیا اثر ہے؟ بعض علماء جن میں عصر حدیث کے ساتھ علامہ  
شعبی نے فی المناقب اور ایضاً پیش ہیں وہ دوسرے کہتے ہیں کہ امام صاحب کی اپنی  
کوئی تصنیف ہی نہیں تھی کہ اس کی کچھ آئی ہو، یہی نہیں سمجھتے اس کی کچھ آئی ہو، یہی نہیں سمجھتے  
یہ بات کہ تفسیر اس کی تفسیر ہے وہ ان ہی مانگ کر ہیں، البتہ جو عقائد حضرت کی نقل کیے ہیں ایک  
حوالہ جس کے تحت ہے، علامہ ابراہیم صاحب نے یہ لکھ کر ایک تمام پر اتمام فرماتے ہیں کہ:-

امام ابن تیمیہ منہج میں فرماتے کہ کہ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب  
قرینہ تفسیر میں، پس مولانا شبلی رحمہ اللہ کے لکھ کر کی بنا پر سے معجزہ کشف میں لاسنے کی ضرورت  
نہیں۔ (بلفظہ حاشیہ تاریخ اہل حدیث ص ۱۸)

امام صاحب کی تصانیف سے اور اعلان تصانیف مراد ہیں جن کو ان کے ہاتھ اور قافل  
قد تعلق شد کا نام آؤ گے وغیرہ امام صاحب کی تعلیم اور تفسیر کے وقت قیہ خمسہ پر ہیں۔

لئے آئے تھے، مگر اہل علم کو یہی جانتے ہیں کہ، خاتم الزحاکم شیخ ابی سلام ابو الفتح محمد بن علی الدمشقی  
 یزید بن رقیق، امیر الشافعی و الشافعی سلسلہ کی اپنی نامیت و تصنیف نہیں ہے، بلکہ وہ ایک محدث  
 تھے اور ان کے تالیف و تالیفات شکر الدمشقی، الشافعی، الشافعی بن تاج العین، — الشافعی الشافعی  
 (شافعی سلسلہ) سمجھے جاتے تھے اور ابو جواد بن رقیق، یزید بن علی تصنیف نہ کرنے کے  
 وہ ان کی تصنیف سمجھی جاتی ہے، دیگر متعدد مشہور حدیث کی عبارت کے علاوہ حافظ ابن حجر  
 متعدد مقامات پر فتح الباری میں، رقم فرماتے ہیں: قال بن دوق: أعيه في أحكامه، أحكامه  
 اسی طرح، ہمارے، حب کی تصانیف سے، و دوقی تصانیف مراد ہیں جن کو ان کے سامنے وہ ان  
 کے حکم سے ان کے خاندان فیہ بن حجر میں لے آئے تھے، یہ کہ ہر ایک خطیب بغدادی جو وہ خطیب  
 کے حوالہ سے اس کا منسلک ذکر کرتے کر دیا ہے کہ، یہ ایک مسند پر، بھی طرح غور و غوض پر حسب  
 کو آپ مسند کے اشہد، اب کہ اب اس مسند کو کہہ کر اور سمجھنے کے بغیر  
 میں محفوظ کرنا، اور اہل حدیث کی ان طوائف کو ان میں ستر ہزار سے زیادہ حدیثیں مرقوم  
 کی طرح کھینچی ہوئی ہیں۔

اور، خود تصنیف سے صاحب ندوی، امام صاحب کے ہزار ارشد و تلامذہ کو ذکر کرتے ہوئے  
 لکھتے ہیں کہ، ہم کو اسے دیکھنے کی کئی کئی مشقوں میں، ایک جو علامہ ابو یوسف سے منسوب ہیں  
 جیسے مسند الامام، الکبریٰ، الامام، المصنف، کتاب المیر، کتاب المیر، فیہ اور الزیادات، اور مسند  
 نوادر جیسے کتاب الامام، یا کیسیا، یا غیرہ اور اہل سب میں پختہ ملک کی تالیف میں  
 حدیث و احادیث کو پیش کیا گیا ہے، ان میں و متواتر ہوا ہے۔

اور، علامہ مینٹ، صاحب نے یہی لکھتے ہیں کہ، اس میں بھی اختلاف ملے ہوئے ہے کہ  
 فقہ کی کوئی کتاب اپنے تصنیف کی یا نہیں؟ اور کیا ابن حجر نے جن کتابوں کا ان کی تصنیف  
 کتاب کی یا نہیں جیسے الفقہ، اب کہ اب کتاب العالم و المتعلق، مینٹ، ان کا دستاویز، طریق طبرستان  
 ہے یا نہیں؟ مگر یہ حقیقت ہم جانتے ہیں کہ ان کے ارشد و تلامذہ نے ان کی کتابوں میں فقہ  
 حق کے نام سے جن فروع و اصول کا تذکرہ کیا ہے، ان کی تعبیریں و تالیفیں میں بھی صریحاً حضرت  
 ابو یوسف کی تلامذہ کو ششوں کو نقل ہے، ان کے ہر ایک صاحب و تلامذہ نے

اور چالیس روز روایت سے انہوں نے کتاب الآثار کا تصنیف کیا ہے چنانچہ امام عبد اللہ  
القرنی الحنفی (المتوفی ۱۱۸۷ھ) امام بیہقی (متوفی ۱۰۵۸ھ) امام بیہقی (متوفی ۱۰۵۸ھ) امام بیہقی (متوفی ۱۰۵۸ھ)  
بچنے والے محدثین کے توسط سے۔

یہی کتاب ذخائر من حدیثہ وهو علیہ امام ابو حنیفہ سے ان کی کتاب آثار روایت کی  
ضمیمہ اور (المجلد ۲ ص ۲۳۹) ہے جو ایک مختصر جلد میں ہے۔

کچھ عرصہ پہلے کہ میرے کتاب آثار لابی روایت طبع ہو کر طلاس کے ناظرین میں پہنچی  
تھی۔ خطاب یہ وہی نسخہ ہے جو امام ابو یوسف سے امام صاحب سے نقل کیا تھا اور اب وہ انہی  
کی طرف منسوب ہو کر رہ گیا ہے اور حافظ ابی عمر بغدادی (متوفی ۱۰۱۲ھ) نے اسے تحریر فرماتے ہیں کہ۔

والمرجوع من حدیث ابی حنیفہ من حدیث ابی حنیفہ من حدیث ابی حنیفہ من حدیث ابی حنیفہ  
ہو کتاب الآثار الحنفی واما محمد بن ہے جو امام محمد بن الحنفی سے روایت کی  
الحسن منہ اور (تجلیل الملتفت) ہے۔

اور اس کے قریب انہوں نے لسان المصنفان پر حدیث میں بھی لکھا ہے تقریر ظاہر  
یہ کتاب آثار وہی ہے جو امام محمد کی طرف منسوب ہے۔ کیونکہ انہی کی روایت پر نسخہ راجح تھا  
میں کہ بخاری، ابوداؤد اور ترمذی امام مالک و غیرہ حدیث کی کتابوں کے متعدد روایت کی وجہ سے  
مختلف نسخے نقل ہوئے ہیں اور ان نسخوں میں تقدم و تاخر اور دیگر کئی امور میں بامی  
اختلاف اور تفاوت میں پایا جاتا ہے لیکن اس جزوی اختلاف کی وجہ سے ان کی پوزیشن اور  
ان پر حق و غیر نہیں ہو جاتا جیسے کہ میری حدیث سے غلط کاری سے یہ تصور رکھا ہے اور یہ گویا ان کی  
عملت اور ان پر اعتبار کو یکسر ختم کر کے گاڑھا کھائے بیٹھے ہیں۔

دو لوگ تم نے ایک ہی شرعی میں کھو دیے

پیدا کئے ٹکڑے تھے جو خاک چھانکے

امام صاحب احمد حدیث اور حنفی طور حدیث میں تھے

اگرچہ گزارش مندرجہ شمس بولے حضرت امام ابو حنیفہ کی حدیث دانی اور محدث کامل  
ہونے کے لیے بالکل کافی ہیں۔ مگر جو چاہتے ہیں کہ محدث کا کوئی گوشہ بھی شمس زب سے اس لیے





ہیں اور وہ ہیں: ۱۔ الحسن بن محمد بن علی بن ابی طالب، صفہ بن مزین، علی بن حبیب، مشہور بن  
 مرثد، صاحب بن زیاد، متعلق بن سیمان، ورنہ عمران، ورنہ ہاشم بن ابی سلمہ، ورنہ صفہ بن مزین، ورنہ  
 علی بن الحسن اور قدح بن محمد اور میر ہندو ہی کہتے ہیں کہ:

وهذا هو كنفه خاصة حديثه في العنقل به سببك سبب انك حديثين -

وہ اس کے کنفہ خاصہ ہے، یہ حدیث کے سبب ہے کہ ان کے کنفہ

للمسندین القوادید:

(اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبلہ، امام ربیع بن  
 زکریا، سب سے پہلے ان کے حدیث تھے، اگر یہ حضرات غرض حدیث کے عالم اور پیغمبر اس  
 پر عافیت نہ ہوتے تو ان حدیث کیسے بن سکتے۔

فقرقہ مرجعہ

حضرت شیخ عبد بن ابی شیبہ نے غریبہ الخالیجین میں فرمایا کہ ان کے کنفہ میں سے بعض  
 اور میر بن مرتضیٰ صاحب نقاش بن ثابت ابو حنیفہ کو بھی شہاد کیا ہے جس سے بعض علما ان  
 اور متنبہ غیر مقلد بن حضرت امام صاحب اور ان کے بعد اصحاب کو مرتبہ بھر کر ان کے کہتے  
 اور ان کے مقلد ظہر اور بے انسان کے تیرہ مرتبہ ہیں، اس میں اس سے کہ حضرت  
 شیخ صاحب حدیث سے حضرت امام ابو حنیفہ کو مرتبہ کے فرق میں داخل نہیں کیا، ان کے اصحاب  
 کو مرتبہ کہا ہے اور ان کے متکبر بن مرتبہ نہیں بلکہ بعض باوجود فقر میں حتیٰ کہ مسک کے کہتے کہ مرتبہ  
 میں کہے جیسے حدیث و کثرت و اتقانی ۵۲۵ھ سے حسب تفسیر کلمات وغیرہ اور اس تفسیر  
 بعض مقلدوں میں حتیٰ کہ حسب کہنے کے باوجود ان کے وفات و وفات کے اس کا اصل کو وہ  
 فرق سے متعلق تھے جو اس وقت کے مسک حتیٰ کہ باقی قدرت تھا لیکن ان کے مرتبہ ہونے کی وجہ  
 سے حضرت امام ابو حنیفہ پر کیا مرتبہ کی ہے؟ اور ان مرتبہ کے قول یا نقل کی وجہ سے ان کے اصحاب  
 ابو حنیفہ پر ہی اس کی ہیں مگر وہ جز نہیں دیکھا اعتراض و جواب دیکھا ہے؟

نہایت سبب اور ایک کے اصحاب کے مرتبہ ہونے کی وجہ سے حافظ ابن عبد البر کی کتاب  
 جامع بیان العلم، مرتبہ حضرت شامی اور صاحب کے تفسیر و تفسیر و تفسیر اور



سے کہتے ہیں کہ مجھے اپنی زندگی (کے عطا کرنے والے) کی قسم ہے کہ ہم ابو حنیفہ اور آپ کے  
صحاب کو ہر چیز المستتر کہنا جانتے ہیں (در ترمذی، اصل حدیث صحیح)

اللہ تعالیٰ ہم ابو حنیفہ اور آپ کے اکثر صحابہ جرم میں معنی میں ہر چیز میں و اہل سنت کے  
حکام کے ہرگز ہرگز اختلاف نہیں، ۱۲۱ ہر وقت لفظی نزاع کے پیش نظر ان کو ہر جہت کا گیا  
ہے اور اس سے ان کی قیامت پر کوئی حرجت نہیں آتا اور نہ ان کی وجہ سے ان کی قیامت  
بانت اور مسلک مجروح ہو سکتے۔

زیادہ مناسب معلوم ہو سکتے ہیں کہ فرماں صاحب حدیث کی ہر بات حدیث نقل کر دیں۔ لیکن  
بے اکثر حضرات کو کتاب دلیل العائب آسانی سے مندرجہ ہو سکے اور اب صاحب حدیث کہتے ہیں۔

سوال : در فضیلت اہل بیت پر فرمایا صاحب ابی حنیفہ اٹھائی دیکھ کر دیکھ کر غنیہ

فی غیرہ وجہ ان پرست؟ جواب : ہاں ولی اللہ محمدت و آلہ و علیہ السلام

توضیح : اذکر ارباب و دو گونہ است یکی ارباب است کہ فاضل از سنت بیرون میکنند

دیگر آیت کہ از سنت بیرون نمیکند اول آیت کہ مقتدا ہیں اشد کہ ہرگز کہ خود ہرگز

تقصید بی بھان کر دیں ہی مصیبت اور امیر شریعت اصلاً و کلاً و کلاً اعتقاد کہ کلاً عقل از

ایمان نیست ولیکن تو اسب و عتاب بران مندرج است واجب مستحق

میاں ہر دو آیت کہ صریح و تا حدیث صریح کہ ہر دو ہر خطیہ ہر چیز دیکھ کر کہ ہر

محض تو اسب و عتاب نہ تراب ہی خود پس جس مخالفت البتہ ضامن و ہمتہ مع است

در مشاوت جامع صفت ظاہر شدہ بیکہ دل ناک متعارض و بعض آیات و حدیث

و شریعت و امتیاز ہر ہر گز ایمان غیر علی است و ان نزاع زوج نہ شود ہر سنے

خود بکشت اتفاق ہر ہر گز عاصی از ایمان خارج ہی خود اگر کسی عقلی غذا نیست

اصرت و انی والد ہر گز ایمان عبادت از مجروح این چیز ہے است از انہر شش

ہر انی عبادت ممکن است انہی و انہی جا حضور شد کہ ہر دو ہر شش شش از ہر

ہر دو اصحاب ابی حنیفہ شوق فانی است و در غلہ علیہ گریہ و صبح از ہر سنے تقریر

و انی جہل ہر صاحب اہل حدیث است کہ ایمان عبادت است از مجموع اذکر

تصديق و نقل دربرقال الغنى عند الله في ما اوتيت فانه حق و لا شكال و صفي مطبع الهلال

دہاتہ القریۃ : (اشقی بظلم) دلیل مصائب علیہ شاہ جانی ہمدانی ۱۳۹۹ھ

نواب صاحب کی اس عبارت سے یہ بات تو بالکل واضح اور صاف ہو گئی کہ جس میں ہیں  
حضرت شیخ صاحب نے اصحاب اہل حنفیہ کو مرجعہ کہا ہے، وہ کرنی قابل اعتراض اور نہیں ہے  
و لا ضار علیہ لیکن چونکہ حضرت شاہ صاحب کی پوری عبارت جو انہوں نے تعلیقات میں  
بیان فرمائی ہے، نقل نہیں کی گئی، اس لیے اوصوری عبارت سے جو نواب صاحب نے نقل کی ہے  
غنیۃ الظاہرین کی عبارت کی پوری عمدہ کشائی نہیں ہوتی، کیونکہ حضرت شیخ صاحب کو  
اصحاب اہل حنفیہ کو مرجعہ کے اس فرقہ میں داخل کر سکتے ہیں جو باطل فرقوں میں شامل ہوتا ہے جو  
احمال کو ایمن کے ساتھ قرطبہ نواب و صاحب کے درجہ میں بھی نہیں، ماسوائے جیسٹریٹس کے مثلاً  
ان پر کیسے چسپاں ہو سکتے ہیں جس میں احمال پر نواب و صاحب کے نزدیک اصولی کو تسلیم کیا گیا ہے؟  
اس لیے جہتے نزدیک بھی جو سب مفسرین ہے کہ حضرت شیخ صاحب نے ان اصحاب حنفیہ کو برگز  
مرجعہ کے باطل فرقہ میں شمار نہیں کیا جو مرجعہ اسٹنڈ نے۔ فان وہ اصحاب اس بظہر  
ہیں جو معتزلہ و غیرہ کی طرغ فقہ میں حتی ملک رکھنے کے باوجود عقائد اہل سنت فرقہ  
مرجعہ میں تھے اور اسی مسئلہ باطلہ ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اس کی تفسیر  
کی ہے (تفسیلات ج ۱ ص ۲۵۷)

علامہ ذہبی نے حضرت مسٹر بن کوہام (رحمہم اللہ) کا بن ولایت اور عدایت میں درجہ پختہ  
کھا ہوا چکے ہے، ان پر بھی رجاء کا اعتراض تھا اور حیرت ہے کہ حضرت سفیان بن یوسف نے  
جیسے محدث، ائمہ اور محدثی اسی رجاء کے الزام میں ان کے جہاد میں شریک نہیں ہوسے  
مگر ایک ہی شرط کو فراموش کر گئے تھے۔ لایطویر شریب التذریب ج ۱ ص ۱۱۱ اور  
در حقیقت وہ اسی معنی میں مرجعہ تھے جو علامہ شرمائی کے حوالہ سے بیان ہو چکا ہے مگر غلط فہمی  
لا گیا مروج ہو چکا ہے؟ جسے ترجمہ میں حضرت امام ابو حنیفہ اور بعض دیگر حضرات کا نام ہے کہ  
یہ کہا ہے کہ ان کو مرجعہ کہنے کا قول قابل اعتبار نہیں ہے۔ دیمزان الاعمال ج ۱ ص ۱۱۱ یعنی کس  
معنی میں رجاء کی نسبت ان کی طرف باطل ہے جو مرجعہ اسٹنڈ کے خلاف ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ احادیث کے بنسے میں لکھتے ہیں کہ  
والله انفع الي من هذا الشقة  
احادیث ابن تیمیہ والجمہور سے ہیں۔

(منہاج السنۃ ج ۱ ص ۲۸۲)

اور میں نے میرے صاحب سید کوئی اعتراض نہیں کیا اور چونکہ اس وقت سے لے کر اب تک جو لوگ میری جہتوں  
قرآن میں سنت لیکن بحسب لغت ان مسائل کی وجہ سے جو اہل سنت کے نزدیک قرآن میں اختلاف  
نہیں، ان پر اہل کلام کا غلط اثر لگا رہا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

ان پر کوئی تفصیلات اور تشریحات کے ضرور ہیں اگر کوئی شخص غیبنوں کو میرے جہت کے جملہ  
قرآن میں داخل اور خارج کرے تو فائدہ اور نقصان ہی قیامت کے دن اس کا فیصلہ کرے گا۔  
اور اس وقت حقیقت سے ان کا بھوکا ہونا ہی چاہیے۔ چنانچہ مولانا علی قاری نے قرآن میں ذکر کیا  
ہوئے احادیث کے حضرت شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے غلبۃ العالیین میں بڑی رحمت  
و کرمہ و قورن کی تفصیل و فہرست بیان کرتے ہوئے غیبنی مذہب کو ان احادیث سے خارج کرنا  
لیجے چاہتی تھی کہ وہ قرآن کی شانہ شمار کرتے رہے یہ سب غیبنی فرقہ ہیں اللہ اعلم بالصواب

علاء الرحمن الدین ابو عبد اللہ الدوبی و شافعی مذہب و صاحب المعتقد اسے تذکرۃ المطالع کے  
آخر صفحہ ۱۰ جلدوں میں ایک بہترین اور درجہ کی کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے مستقل فرقوں  
کے تحت مہربان و ہی حضرات داخل اور خارج کر کے ہیں جو سابقہ حدیث تھے ان حضرات میں  
وہ رجسٹر میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کو بھی شامل حدیث میں شامل اور بیانی کر کے ہو سکے ہیں  
شرعی قائم کر رہے ہیں۔ ابو حنیفہؒ الامام ابو حنیفہؒ مطلقاً اور جلیق اور جلیق سب وجہ ان لوگوں کو ایک  
کے اس جیسے بہادر کی یہ شانہ دست کوئی کلمہ بڑا شانہ دست نہیں ہے۔

امام حاکم نے اصولی حدیث یہ ایک مختصر اور بہترین کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے  
فرق حدیث میں روایت و روایت کی وہم فیہ وہی شرطوں پر لکھ کر بحث کی ہے جس سے کام  
معر فہ علوم حدیث سے جواہر میں طبع ہوئی ہے اور جلیق سے پاسن بڑا ہے۔ اس  
میں انہوں نے انچاسویں فرقہ میں لکھا ہے۔

هذا النوع من هذه العلوم معدومة واضحة نقلاً  
میں یہ فرقہ حضرات سے انچاسویں فرقہ میں لکھا ہے۔

المشهورين من التابعين واتباعهم ممن  
يخرج حديثهم للحفظ والذكر والقبول  
ومنه عده من المشيقي والضعيف  
(مسند)

تفتت مومنین کی معرفت کے بیان میں ہے جن  
کی حدیثیں از مشرق و مغرب غلام ذکر کے لیے جمع  
کی جاتی ہیں۔ اور ان کی ذات اور ذکر سے مشرق سے  
غرب تک ہر کہ داخل کیا ہے۔

اور پھر آگے ص ۱۳۳ میں علم حدیث کے ان اہل قیامت اور مشہورین میں حضرت امام ابو حنیفہؒ  
نہائی پر شایعیت کا ذکر بھی کیا ہے۔

حافظ محمد بن یوسف الصامی (الشافعی) (متوفی ۹۲۲ھ) اپنی کتاب عمود الجہد میں  
میں لکھتے ہیں کہ:-

هذه البو حنیفة من كبار ائمة الحديث و  
اعيانهم ووثوق كثرة اعتقاده بالحديث  
ما قاتلوا استبعاد مسائل العقيدة  
وكرهوا تيسيرها معوز الكثرة بل وسما

امام ابو حنیفہؒ کے خلفاء حدیث اور ان کے فضلاء  
میں شہادہ ہوئے ہیں۔ اگر وہ حدیث کا بجز اتنا تمام  
ذکر کرتے تو فہم کے مسائل میں اشتباہ کا کھان کو گھس  
سے حاصل ہوتا!

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانیؒ محدثین اور فہم الشرائع کے مولیٰ اور راہنما ہیں۔ ان کی تفسیر پر بحث  
کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

واكمل ائمة الحديث، ولقد تركوا الخلاف في  
بعضه وسحق بن داود في بني حنيفة كانت  
الرواية والنسابة والوثوق هو تركه وكذا ترك  
ابن يونس صاحب البو حنیفة ولا يلب  
حنیفة في حاله من ذلك ولكن بعينه في  
الائمة في النصفين مالم يترك فخره في  
بعضه من حسن المعرفة باحد الضعيفين  
ماليس في اخره رضي الله تعالى عن جميع  
هل الضلع والارضان والخصيص الاستغناء

ابو حنیفہؒ کی حدیث و تفسیر پر امام مالکؒ، شافعیؒ  
اور احمد بن حنبلؒ اور ابو حنیفہؒ کے راہنما اور راہنما  
اور ثوریؒ اور یوسف بن محمدؒ حضرت امام ابو حنیفہؒ  
اور یوسفؒ صاحب البو حنیفہؒ اور امام ابو حنیفہؒ  
کا بھی اس میں وہی مرتبہ ہے جو ان کے شاگردوں میں  
سے لیکن ان میں سے بعض کو رد فہم کی بات  
میں وہ مقدم حاصل ہے کہ وہ ایک شخص کو جان نہیں ہے  
اور بعض کو گھس ایک شخص کی معرفت میں وہ  
مقدم حاصل ہے کہ جو دوسروں کو جان نہیں ہے







طر پر تعصب کی اس سے بجز یہی مثال شاید ہی کرئی اور ہو مگر بائیں ہمدان کے اہل حدیث نے  
میں کیا مجال ہے کہ کرئی قسمتی آئے ؟ یاں کہ اس پر شرم ہی آئی ہو ؟ اور یہ سب کوششیں  
مذاہمت کے نیک بندوں سے مذہب کرنے اور ہوائے نفسانی پر چلنے کا، جب خود خدا  
خود دھندلے الہی ہی مقدر ہو جائے تو پھر تنبیہ کیسے کام کا ؟

پانی پانی کر مٹی کچھ کو قلعہ کی پرست  
جب تھکا تو غیب کے آگے نہ تن تیرا من

حضرت امام ابو حنیفہ کی ثقاہت

حاجت آزمائش کہ ہمارا ہندو جانا بھٹوں جو اہل بات کے جکتے تھے جن میں حضرت  
امام ابو حنیفہ کو من ائمۃ المحدثین، من حفاظہ الطہارۃ اور من ائمۃ الثقات المشرعین  
وغیرہ مسند بنی اہل اسلام کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی ثقاہت ایک معروض کریں، مگر جو کچھ بعض غیر  
مقلد میں حضرات کے نزدیک ائمہ کے تعصب پر بھی ایک قرآنی اور اخلاقی امر ہے اس لیے  
ہمارے یہ بھی کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت امام علی بن المہدی حضرت امام ابو حنیفہ کے بارے میں ارشاد  
فرماتے ہیں کہ :

وهو ثقة لا بأس به (جامع بیان، ج ۲) وہ ثقہ اور لا باس بہ ہے

مسند و تہذیب المصنف (ج ۱ ص ۱۷۷)

امام ابو حنیفہ کی سچائی سے دریافت کیا گیا کہ :

المؤرخین لا یکان یصدق فی الحدیث، قال : کیا امام ابو حنیفہ حدیث میں سچے تھے ؟ انہوں نے  
نہ صدوق (جامع بیان، ج ۲ ص ۱۷۷) فرمایا کہ وہ سچے تھے۔

امام احمد بن محمد (مسند احمد) فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد بن حنفیہ سے حضرت امام ابو حنیفہ  
کے بارے میں سوال کیا :

فقال صدق ثقة ما علمت من مثله : فراموش فرما، کہوں دو عدل، انہوں نے کہا کہ میں نے کبھی

ابن ابی نعیم و کتبہ روایت کی کہ وہ صدوق (جامع بیان، ج ۲ ص ۱۷۷) امام عبد اللہ بن المسباح اور وکیع بن الجعد

گوینے پر ان کے سامنے یہ کیا خیال کر سکتے ہو؟

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ:-

یَقُولُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَهَدَّثَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
حَدَّثَنَا الثَّقَلَانِ فِي الْحَدِيثِ فَقَالَ لَعَنَهُ  
ثَلَاثَةُ ثَقَلَانٍ وَاللَّهِ اَنْ يَرَوْا مِنْ ابْنِ كَذِبٍ  
وَهُوَ اَجَلُ قَدَرًا مِنْ ذَاكَ الْغَرِ  
(مناقب بنی ہاشم و مناقب کبریٰ ص ۱۲۱)

امام شریب بغدادی اپنی سند کے ساتھ امام یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہیں کہ:-

كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ ثَقَلَانٍ لِيَعْنِي ابْنُ كَذِبٍ  
وَأَبُو حَنِيفَةَ ثَقَلَانٍ لِيَعْنِي ابْنُ كَذِبٍ  
وَأَبُو حَنِيفَةَ ثَقَلَانٍ لِيَعْنِي ابْنُ كَذِبٍ  
وَأَبُو حَنِيفَةَ ثَقَلَانٍ لِيَعْنِي ابْنُ كَذِبٍ  
(تخلف الاموي ص ۱۲۱)

عالم فخر بن محمدستانی نقل کرتے ہیں کہ:-

وَقَالَ صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَسَدِيُّ عَنْ أَبِي  
مَعِينٍ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ ثَقَلَانٍ لِيَعْنِي ابْنُ كَذِبٍ  
وَأَبُو حَنِيفَةَ ثَقَلَانٍ لِيَعْنِي ابْنُ كَذِبٍ  
وَأَبُو حَنِيفَةَ ثَقَلَانٍ لِيَعْنِي ابْنُ كَذِبٍ  
(تخلف الاموي ص ۱۲۱)

امام زہبی جرجانی حضرت یحییٰ بن معین سے یوں نقل کرتے ہیں کہ:-

كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ ثَقَلَانٍ لِيَعْنِي ابْنُ كَذِبٍ  
وَأَبُو حَنِيفَةَ ثَقَلَانٍ لِيَعْنِي ابْنُ كَذِبٍ  
وَأَبُو حَنِيفَةَ ثَقَلَانٍ لِيَعْنِي ابْنُ كَذِبٍ  
وَأَبُو حَنِيفَةَ ثَقَلَانٍ لِيَعْنِي ابْنُ كَذِبٍ  
(تخلف الاموي ص ۱۲۱)

مسئل یحییٰ بن معین جانا سمیع حق بی امام یحییٰ بن معین سے حدیث امام ابو حنیفہ کے بارے

خليفة فقل ثقة ما جمعت احدا  
خلفه فذا شعبه بن الحاج يكتب  
اليه من يحدث ويأمره وشعبة شعبه  
والثقة من طبع مصر والنجار احمد (ص ۱۷۱)  
میں سوال کیا گیا کہ میں میں، ائمہ تو انہوں نے فرمایا  
کہ وہ ثقہ تھے جس کے کہتے نہیں تھا کہ کسی ایک  
نفسی ان کی تضعیف کی برادر یہ شعبہ بن الحجاز ہیں  
جو ان کی طرف کھنکھاتے ہیں کہ وہ حدیث بیان کریں  
وہ ان کو حکم دے رہے ہیں اور شعبہ تو آخر شعبہ ہیں۔

اور امام ابن حجر مکی الشافعی لکھتے ہیں کہ:  
وسئل دحیانی بن اسحاق عن قتال ثقة ما  
نوعت احدا ضلعة الا  
(المعروفات المسماة ص ۱۷۱)  
کہ امام یحییٰ بن معین سے امام ابو حنیفہ کے پاس  
میں رہا کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے کسی سے  
ان کی تضعیف نہیں سنی۔

مشہور غیر معتد عالم مولانا عبدالحق صاحب بدایہ کی لکھتے ہیں کہ امام ابن معین امام شعبہ اور امام  
سفیان ثوری تمام امام ابو حنیفہ کی توثیق کرتے ہیں، (مختصر تحقیق الکلام ص ۱۷۱)  
تغریب! آپ نے ملاحظہ کر لیا کہ امام عثمان بن المدینی، عبد اللہ بن مبارک، وکیع بن الجراح  
یحییٰ بن معین، شعبہ بن یحییٰ اور سفیان بن سعید ثوری وغیرہ ثقہ حدیث اور امام ابن معین و تفسیر  
حضرت امام ابو حنیفہ کی توثیق کرتے ہیں، اور حدیث میں ان کو ثقہ لکھتے ہیں، امام یحییٰ بن معین  
کے یہ الفاظ کہ ثقة فی الحدیث آپ کے دیکھ ہی سکتے ہیں، بلکہ امام یحییٰ بن معین کو یہ فرماتے ہیں  
کہ میں نے کسی ایک شخص سے بھی امام ابو حنیفہ کی تضعیف نہیں سنی۔ حیرت اور تعجب کہ بات  
سہ کہ امام یحییٰ بن معین کے زمانہ تک تو ان کی تضعیف کھنکھانے والا کوئی ایک شخص بھی نہ ہو سکتا  
معتدہ ہیں کی سکتے ہیں وہ پھر وہی ضعیف ہی قرار پائیں، بلکہ ثواب غیر الکلام لکھتے ہیں کہ:

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ ثقہ ہیں لیکن نہایت سختی پر میرا وار، وہ انتظار اور غصہ  
ہیں انہیں، مگر محدثین کے ہاں جس قدر حفاظہ کی ضرورت ہے بعض محدثین کے نزدیک  
ان کا مقام اس سے نیچے ہے۔ (ص ۱۷۱)

معاذ شکریہ کہ ثقہ کا معنی مرنے والے نہیں کہ یا دور ان کا کوئی ایک بھائی  
اور ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ:



آپ غور سے دیکھتے اور فرمایا کہ خطہ انفرادی پر ملا، جہر ثابہ تان بڑا شمس اور مستحب  
 کون ہے؟ کیا عاتر میں نہیں؟ حضرت علیؓ کے اعتقاد اس کے علاوہ معتقدین حضرات! اور کیا انہیں  
 بن حسینؓ کا یہ قول عقیدہ میں ہے؟ ہن طرف سے تڑپنے کی شیعہ وہ سلام میں عبداللہؓ وغیرہ کی کہ ہوں ہیں  
 بھی نمایاں اور صریح طور پر یہ کلام رہے؟

اور آپ باحوالہ پست پڑھ چکے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے ہاتھ میں فقہانی الحدیث کے فتاویٰ  
 اور صریح الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں، مگر مطلقاً لفظ وغیرہ کے الفاظ آئے ہیں اور جہر ثابہ کے مقابلہ  
 میں تھا بہت اس سے مراد ہے۔ یہ صورت غیر متفقہ بن حضرت کے سرور مزنی کا کہ ثابہ ہے کہ وہ  
 ان کی مسلمت بہت اور طاعت کو جو ہر ایک مقابلے میں تھا بہت پر محض ان کے ہٹنے دیا ہوا ہے کہ  
 سب کے تکیوں کا سامان بنایا کرتے ہیں مگر آخر تک یہ

کلام جو کہ پیدا ہیں اس بات کی وضاحت چکا  
 غلطی کے بعد انکے ہاتھوں سے تونیر کا دوسرا پیرا

### حدیث میں احتیاط

روایت اور حدیث کے ہاتھ میں جس قدر احتیاط کی ضرورت ہے وہ کسی اہل علم سے  
 مخفی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ، ابوحنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ، ابو یوسفؒ، وغیرہ  
 علی متفقاً الحدیث کے الفاظ سے آئی ہے، اس لیے محدثین کو ہم اس سلسلہ میں احتیاط  
 سے کام لیتے رہتے ہیں، تاکہ کوئی خطہ قول و فعل نہ ہو۔ حضرت علیؓ، ابوحنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ، ابو یوسفؒ، وغیرہ  
 ہو چکے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے روایت حدیث کے ہاتھ میں بڑے حزم و احتیاط سے  
 کام لیا ہے۔ چنانچہ امام خطیبؒ، ابوحنیفہؒ، ابو یوسفؒ، احمدؒ، ابو یوسفؒ، وغیرہ  
 کرتے ہیں کہ وہ

ان سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص اپنے خطے  
 کہی ہوئی حدیث پاستے لیکن وہ اسے یاد نہیں تو  
 وہ کیا کرے؟ امام ابوحنیفہؒ، ابو یوسفؒ، احمدؒ، ابو یوسفؒ، وغیرہ  
 امام ابوحنیفہؒ فرماتے تھے کہ وہ اسے کہیں کہیں

انہ سئل عن الرجل يشبه الحديث بخطه  
 لا يخطئه فقال الرجل من يخطئه  
 يقول له يجهل انما يجهل ويخطئه  
 وكنه در مع ابو حنيفة و ابو یوسف

کا بیان نہیں ہے وہ صرف وہی حدیث بیان کر  
سکتا ہے جو اسے یاد ہو۔

امام عبد بن حمزہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام سفیان رحمہ اللہ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ

هذان الوجهان شديداً الزخلة للعلم ذابا  
من حرم الله ان لا تحمل يلفظاً باصبع من الزخلة  
لحق كائن يجعلها ثقات ويا تقصرون فعل  
ومن الله صلى الله عليه وسلم وبعث الله  
عليه الكوفة ثمة شيع طلبة قوم بفرض الله لنا  
ولهم -

(الوقوف لمر عبد اليرموك: طبع مصر)  
اللہ تعالیٰ ہوتی اور ان سب کی آخرت کرے۔

اس سے جہاں امام سفیان رحمہ اللہ کی روایت سے امام صاحب کا محتاط فی الحدیث ہونا ثابت  
ہو رہا ہے اور ان پر بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک امام صاحب پر معجزہ کشین کو روکنا صحیح  
تھے بھی کہ بغض اللہ لنا اہل بیت سے حضرت کی دعا کر گئے ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ اپنی سند کے ساتھ حضرت امام ابو یوسف سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے  
فرمایا کہ:

عن ابی حنیفۃ انه قال لا يحمل المجمل ان  
يروي الحديث الا اذا سمعه من فم الشفيع  
فيصقله ثم يحدث به۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کے کہنے پر جان  
نہیں کہ وہ کون سی حدیث ہیں کہ نہ تو ٹیکہ حدیث  
سے نہ لٹا فرو حدیث سے نہ اور چودہ شے اس  
وقت تک یاد رکھتے جس وقت کہ وہ اس کو بیان کریں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ مضمون احتیاط کے کچھ تغیر کے ساتھ فقہ قرطبی نے بھی نقل کیا ہے۔

(طحاوی بر الترمذی: المصنف: ۱/۲۵۵)

مشہور حدیث امام علی بن ابی حمزہ رحمہ اللہ کی مسند ۲۳۰ حوالہ الفقہ الثابت المسند اور شیخ بغداد

تھے، تذکرہ ص ۲۲) فرماتے ہیں کہ:-

ابو حنیفۃ افہام بالحدیث جاء منہ  
عزل المذکر (مجموع المسانید ص ۲۲)

امام ابو حنیفہ جب حدیث پیش کرتے ہیں تو اس کی  
طریقہ نگاہ ہوتی ہے۔

نہام و کتب بنی الخوارج (المعروف سنہ ۱۹۰ھ) جو اعلام  
تھے۔ (تذکرہ ص ۲۲) فرماتے ہیں کہ:-

لقد وجدہ المدرج عن ابی حنیفۃ فی لائحۃ  
مالہ علیہ عن شیخہ (ما نقلہ منہ اللہم امثالہ)

پیشہ امام ابو حنیفہ نے حدیث میں وہ احتیاط کی ہے  
جو اور کسی سے ایسی امتیاز نہیں پائی گئی۔

علامہ اقرشی نے امام صاحب کے روایت حدیث کی ایک  
کڑی شرط بھی نقل کی ہے کہ:-

شرط جواز روایۃ الحدیث عند ابی حنیفۃ  
وہو انک منہ ان الراوی لیریس الحدیث

امام ابو حنیفہ کے نزدیک روایت حدیث کے  
حاضر ہونے کی یہ شرط ہے کہ راوی نے حدیث حدیث

من حدیث حفظہ فی وقت الدلیۃ -  
(المواہجہ مستطاب)

یہی کہ اس وقت تک درمیان میں شے روایت  
جسلی نہ ہو۔

اور یہی مضمون امام ابن جریر کی کئی جگہ بہت  
غور سے بیان کیا ہے۔

امام عبد الوہاب شعرائی (المعروف سنہ ۲۴۰ھ) جن کے  
کے آپ شافعی تھے لیکن بہت متاثر تھے۔

حاشیہ تاریخ اہل حدیث ص ۱۵) امام ابو حنیفہ کی  
ایک اور شرط بھی لکھتے ہیں کہ:-

وقد کان العام ابو حنیفۃ یشترط فی  
الحدیث المنقول عن رسول اللہ علیہ السلام

اس میں امام ابو حنیفہ یہ شرط لگاتے ہیں کہ روایں  
سچے ہو ویکو یا ہائے کہ راوی حدیث سے

قبل العلیمہ ان یرویہ عن ذلک العساق  
جیع التی عن مشہد و مذکور

محقق کسی پر ہر گاہوں کی ایک خاص ملاحظہ  
نقل کرتی ہو جو وہ قابل عمل ہوگی۔

امام سیوطی (الدرر المنثور) المعروف سنہ ۸۱۳ھ  
امام سیوطی (الدرر المنثور) المعروف سنہ ۸۱۳ھ





تذکرہ فرمائیے کہ جب ایک محدث کے پاس ایک جلیلہ حدیث ہے تو انہوں کے پاس کتنی حدیثیں ہوں گی۔ تو کیا وہ یہ روایت لکھنا شروع کر دیا جائے اور اس پر کتنا ہیں اور سارے لکھنے شروع کر دیتے چاہیں کہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کو ایک ہزار حدیث کے مستند ہیں؟ اور حدیث دونوں نقل اللہ علیہ وسلم کے مخالفت ہیں؟ وغیرہ وغیرہ حاشا۔ وہاں اگر کسی اہل علم کے دل میں یہ وہم بھی گزرتا ہو۔ وہ یہی کہے گا اور کھتا ہے کہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی حدیث کے مجتہدین، انہوں نے اپنی صوابدید کے مطابق جو شرطیں قبولیت روایت اور جواز عقل کے لیے لگائی ہیں، ان میں نہ صرف وہ مفہور ہو، بلکہ یہ بھی ہیں۔ اسی طرح اگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے اجتہاد کے ہر مسئلے میں نقل قبولیت روایت کے لیے کچھ شرطیں عائد کی ہیں اور جن لمعات میں ان کے خیال کے مطابق وہ شرطیں نہیں پائی جاتیں تو انہوں نے ان کو نہیں لیا، بتا دیتے کہ ان کے اس ترک کی وجہ سے بخلاف وہ کہہ سکتا کہ حدیث یا مختصہ حدیث قرار دے جائیں گے کون مقلد اس کو تسلیم کرے؟ پر تمام وہ ہے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے کہ حضور ان کی عائد کردہ شرطوں میں ان کے ساتھ مناقشہ کر سکتے ہیں اور ان کی بابت کو دلائل کے ساتھ رد کر سکتے ہیں جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی حقیقت بقاء اور عدم جواز اہل باحدیث ائمن کی لئے کہ جو جس نے روایت کی کہ ان کو بحسن اسلام اور مختصہ حدیث وغیرہ کے القاب سے بھی ترک کر سکتے ہیں۔ ائمن نے رسوم نہیں کیا لیکن جب باری آتی ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ائمن کے اصحاب کی تو پھر حرج ظنی کے قسم دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ حیرانگی ہے کہ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟

یہ کاوشیں بے سبب ہیں کیسی کہ درتوں کی کچھ انتہا بھی

زبان کہتے ہیں ہم بھی آخر کبھی تو پوچھ سوال کیلئے

مولانا عبد الباقی صاحب ارقام فرماتے ہیں کہ :-

حدیث کی (قدور و شرائط) کے بارے میں جتنی تشدید پابندی اور احتیاط امام ابو حنیفہ

نے کیا ہے اور کسی نے اس کا ثبوت نہیں دیا (مختصہ الحدیث ج ۲ صفحہ ۱۷)

اس سے بڑھ کر، ہم ابو حنیفہ کا علم حدیث اور روایت میں حزم و احتیاط کا اور کیا ثبوت

ہر شخص کیا جاسکتا ہے؟ مگر ہلکے دلوں کے لیے دفتر کے دفتر بے سرو میں اور تسلیم کرنے والوں۔

کے لیے ایک بیڑی تھی کافری سے نہ

تھو کھان حقیقت کی تسلی کے لیے

گر نہیں پھر رواں ایک قسط جہنم سے نہیں

احقر! حدیثِ ثعلبہ قتلین

حضرت امام ابوحنیفہؒ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث اور عقائد کو کام سے  
ساتھ نبوت کرنا ایک کھل حقیقت ہے اور فریب کسی معاذ کے اور کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔  
چنانچہ امام اضرعیؒ محمد بن زیدؒ نے لفظی سند سے فرماتے ہیں کہ:

لَعَنَ ابُو حَنِيفَةَ النِّعَمُ بْنُ شَرْمَانَ ابْنِ حَنِيفَةَ  
(معراجہ مضییہ ج ۲ ص ۱۷۷)  
میں نے امام ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر کوئی شخص نہیں پڑھا

امام ابوحنیفہؒ بن مسلم بن حنفیہؒ سے لے کر ابو امامہؒ جو الامام القادریؒ الفقیہ اور العابد  
تھے امام ابوحنیفہؒ سے مراد وہ تھے جو ائمہ حنفیہ اور فقیہ تھے۔ جہاں تک حدیث فرماتے ہیں کہ:

كَانَ ثَمَرُ بَنِي ثَابِتٍ نَهْمًا عَلَاءُ مُتَبَيِّنًا فِي  
عَلَمِهِ ذَاهِمٌ عَنْهُ الْمُطْبَعُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَعْبُدُ لِي غَيْرُهُ  
(ابن ماجہ ص ۱۷۷) ثانیہ خطیب ص ۱۷۷  
ابوحنیفہؒ نھان بن ثابتؒ فرمایا: عالم اور علم میں بڑھ چکا ہے۔  
جب ان کے نزدیک کتب تھیں تو انہیں علم اور علم میں بڑھ چکا ہے۔  
یہی حدیث ہے جو اس سے علم کی طرف توجہ دے گا۔

حضرت امام اضرعیؒ نے لفظی سند سے لے کر امام ابوحنیفہؒ کسی مسئلہ پر ایک  
شخص سے بحث کر رہے تھے۔ ان کے گفتگو میں:

فَكَانَ ابُو حَنِيفَةَ هَذَا لِبَعْضِ اصْحَابِهِ  
الْوَحْيِيَّةُ يَا ابْنِ حَنِيفَةَ هَذَا لِبَعْضِ اصْحَابِهِ  
هُوَ عِدَّتِي بِهَذَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَسَمِعْتُ رَجُلًا يَقُولُ لِبَعْضِ اصْحَابِهِ  
صَحِيحٌ مَكْرُومٌ  
امام ابوحنیفہؒ نے عرض فرماتے: ان کے بعض اصحاب  
کہاں ہے ابوحنیفہؒ آپ اس کو کہیں جواب میں تھے؟  
انہوں نے فرمایا کہ وہ انہوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کر رہے ہیں اس  
کو کہ جواب: ہاں؟

اس واقعہ کو مولانا میر صاحبؒ نے لکھ کر دیا ہے کہ اس واقعہ سے

ہیں کہ :

۲۔ امام علیؑ کے اس واقعہ سے صاف ظہور ہو گیا کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی تعظیم کرتے تھے اس کے سوا کسی طرح ممکن نہ تھا کہ کہتے تھے : **والا و تبارک اعلیٰ عا ربیٰ ربیٰ** :

عقدِ خطبہ اور صدرِ انوار اپنی مسند کے ساتھ غسل کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ بعد از نماز صلاۃ تہنات بجا کرتے تھے اور اس سے سارے سامانِ ضروریہ کو ترسہ لاتے تھے اور اس سے جو کچھ بھی سائل لے لیا تھا :

فیثقیل بہا حویلیہ الاشیاء من الخدین  
سواہ سے وہ مشین غرضیں کی ہر شے کی ہر چیز ان  
واقف تھے کہ سوتیلہ و جویع حواجیہم۔  
کی خدمت پس اور خداوند کی چیزیں خرید کر ان  
کو لے لیتے تھے۔

اور اس کے علاوہ نقد و رقم بھی ان کو لیتے تھے اور فریاد کرتے کہ تم ان کو جو کچھ اپنی صلاحات میں صرف کرو اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی حمد و ثناء بیان کرو کیونکہ میں نے اپنی طرف سے تمہیں کچھ نہیں دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا جس کو میں نہیں مانتے کہ بعد از ہوا ہوں :

(آئینہ بغداد ج ۲ ص ۱۳۲ و کتاب فیہ فیہ : ص ۱۳۲)

اور امام صدر الانوارؒ کی عریضی روایت کرتے ہیں کہ :

وما احب ان یسبح بعد امن فہم عظیمین الودین  
امام ابوحنیفہؒ قدس سرہ سے کسی ایک کو بھی دینا نہ  
بہانا سنا اور نہ تکیہ قرآن صحت و طبع پر نہ آوارگی :  
چھوٹے تھے جس کے ساتھ حسین بن علیؑ میں غمیدہ  
اللہ شہن ملک سے نہ پیش آئے۔

ان اقتباسات سے حضرت امام ابوحنیفہؒ کی عظمت اور علم و شرف سے اللہ عزوجل و غمست اور فرشتے بالکل عین اور کمال پسند اور محبت سے کہ :

طریق عشق میں ہم پر ہر سبیل کے پتہ  
کہ جیسے فخر میں مسدود ہوا ہے

## قلوبِ مدیث کا الزام

بچے گزشتہ قلمباز استے یہ جو اندازہ کرتی نیامیجے کہ حضرت ابوہریرہؓ کا علم ہر وقت حدیث و روایت میں کیا رہا اور صاحبہ؟ اور محدثین کوڑھنے ان کے ہاتھ میں اس لیے لگے کہ انہ میں کیا کیا تعویفی اور توہین کلمات ارشاد فرماتے ہیں؟ مگر انتہائی حیرت اور بے حد حسرت کی بات ہے کہ ان جبر حضرت خود کو پر قریباً دو ہزار نامت تراشے پر خوبے لگے ہیں ان میں ایک ان کے قلیل المدیث ہونے کا بھی سہہ حتیٰ کہ ان کو پیغمبرؐ کی حدیث کے قیاس بلکہ تفسیر سے بھی زعمی کیا گیا ہے اور یہاں تک ان کی فکر و تدبیر کے متعلقہ نہ منہ و سبب تیار کئے گئے کہ یہ بھی کہ گنا کہ ان کو قرعہ نبوت سرخ و مدیث معلوم تھیں اور اس کے اثبات کیجئے ان لوگوں نے صحیفہ اسلام عنہ ان غلطیوں کے ایک نامکمل جواب کے واسطے میں پناہ دے مولا ہی سہے جس کو وہ خود بھی یقین کے ساتھ نقل کر کے اس کی تصدیق و تائید بیان کر رہے ہیں۔ مگر سبب معلوم ہوتا ہے کہ ہم ان کا مکتب حوالہ عرض کریں تاکہ یہ سبب غائب اور صنعت مزاج حضرت سے منہ حقیقت کو دیکھیں۔

مادرہ معروف ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

واعلم جہ ان لکھتہ بفتحہ دیون ثق و ثرا	اور قریب بھی ان سے کہ اگرچہ مدیث مدیث کے فی
فی الکتاب ومن لکھتہ العتاعة واد قضا	میں منکھت است ہے جس کی سب زیادہ مدیثیں ہوں
خبر و سببہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یتر بطلان	کی ہیں اور کسی نے کم سواہم ابوہریرہؓ یعنی وہ ہیں
افق سببہ عشر حدیث و تحبہا و مال الف رصہ	میں کے ہاتھ میں کیا ہوا ہے کہ ان کی روایت ہر وقت
تعالیٰ المباحہ عتدا مالی کتاب منوط و شایعہ	میں ان کے کتب چلتے ہیں اور اور مالک نے اللہ
ثلاث مائت حدیث و تحبہا و واحد بن	سے پورے روایتیں ان کے ہاں سمجھ میں اور وہی ہیں
حفظہا بجمہ اللہ تعالیٰ فی مستند حسن	و خطا تیرا ہے ہیں جن کی تعداد میں سو کے گنگ
الحدیث و کھل ما دام علیہ بفتحہ و	ہے اور ان حدیثیں میں عمر ان کے منہ میں
فی ذلک و قد نقول بعض المخلصین	پچاس ہزار حدیثیں ہیں اور ہر ایک منہ ہاتھ
والتعصبین لی ان مہم من کان قبیل	اجتہاد کے مطابق اس میں کسی کی سب روایت بغیر

الْبَضَاعَةُ فِي الْحَدِيثِ فَلِهَذَا قُتِلَتْ وَرَأَتْ  
وَلَا سَبِيلَ لِي فِي هَذِهِ الْمَقْصِدَةِ فِي كِبَرِهَا لَعَنَهُ  
رَحْمَةُ رَبِّهِ اِنْ تَوَلَّاهُ مِنْ مَرْثَةٍ مَعَ مَعْرَا

اس کہ جس عقیقہ کر کے دوسرے سے اس صورت پر مگر وہ  
کی جگہ کہ ان ائمہ جتہدین میں سے ہیں کہ مگر عیون  
موتی میں داخل اس لیے کہ ان کا سرواڑی کسی  
فنی میں آتا ہے۔ لہذا ان کی روایتیں بھی کم ہیں  
حالانکہ ان پر ایک بڑے امام کی نسبت ایسا  
غیاپ کرنا نامستور ہے۔

خود فراموش کر عکس میں عاموں کو کہہ گئے ہیں؟ اور اس طرح ان مبغضین و متعصبین کے  
تکثر اور جھوٹ، کامرانی کھول دیا ہے۔ اور اس طرح ان کے زعم و باطل اور فوجہداری کے لئے  
میں غلطی کی دھجیاں غصا کے آئینے میں بکھیر کر رکھ دی ہیں کہ ان اکابر کے ہاتھ میں  
قبیل اہلسنة فی الحدیث کا نظریہ ہی سرسٹ سے باطل ہے اور ایسا ہی غلط و غریبہ  
جو ان کی طرف منسوب کیا گیا۔ بس یہ وہ اقوال اور مجوس ہے۔

الحمد لله على ما بين يدينا من هذا العمل الشاق في هذا الشأن

وَمَا قُلْتُ لَكَ يَا مَعْزَنَ عَيْنِ حَذَرٍ مَتَّعَ  
وَلَعَنَهُ لَا شَيْءَ لَهُ إِلَّا سَبَّحَ وَكَلَّمَ الْكَلِمَاتِ  
لَوْ يَدْرِي مَنْ مَاتَتْ وَذَلِكَ لَمْ يَكُنْ إِلَّا الْعَالِيْنَ  
بِالْأَجَلِ فِي مَا مَعَهُ

عام موضع است: باوجود کہ الفاظ مذکور  
صحیح ہونے کے، مگر اس سے کہ مروی ہیں  
کو روایت کیا، سب سے پہلے میں شخص سے جسے جس کا نام  
نام ہے، اور امام شافعی سے ان کو کسی بڑی سزا  
کی نسبت ان کی روایتیں کم ہیں۔

پھر اس بات کو مثال سے کریں واضح اور مشکاک کر دیتے ہیں کہ:

كَذَا قُلْتُ يَا مَعْزَنَ عَيْنِ حَذَرٍ مَتَّعَ  
كَيْفَ الْفَتَاوَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ بِالنَّسَبِ  
فِي كَثَرَةِ الْمَرْعُومِ وَهَذَا كَثَرُ رَوَايَةِ  
مِنْ دَوْنِهِمْ بِالنَّسَبِ الْوَحِيدِ

جس طرح حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے  
ہی کہہ رہی تھی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایتیں ان کے  
عمر اور اصحاب کی نسبت کم ہیں حالانکہ ان سے کم  
مترتبہ کے صحابہ کی روایتیں ان سے زیادہ  
تعداد میں ہیں۔

(محرر: ان باب کو ملاحظہ فرمائیے ص ۱۳۱)

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ مشرق میں سترہ سو کے علاوہ اور کوئی نیا فرقہ وقوع اور سطرانیا  
 نظر نہیں آتا جس میں حضرت ابو بکرؓ جناب رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے کہیں محکم اور جانتے  
 ہوں اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے اپنے کرم و بزرگوں کو اعلیٰ و تعالیٰ سے ایسی دہر  
 سہ کر لی ہے کہ یہ بھی ممکن تھا، اتفاقاً یہ لکھنا کہ حضرت ابو بکرؓ نے عکبر بن ابی  
 النضرؓ سے جو روایتیں مروی ہیں، ان کی تعداد بہت کم ہے اور اس کے بغیر حضرت ابو بکرؓ نے اللہ تعالیٰ  
 سے شہادت میں شہانِ بڑے ہیں مگر وہ ۳۰ روایتیں کرتے ہیں اور اسی طرح حضرت عمرؓ سے بھی  
 بہ نسبت حضرت ابو بکرؓ سے حضرت انسؓ حضرت ابو سعیدؓ حضرت عائشہؓ حضرت عثمانؓ  
 عظیمؓ بہت کم روایتیں مروی ہیں کہ ان کا سب یہ کہہ دینا چاہیے کہ یہ حضرات صحابہ کرامؓ حضرت ابو بکرؓ  
 اور حضرت عمرؓ سے زیادہ بڑے محدث اور محدثؓ ہیں ان کے ہاں کوئی بھی مسئلہ ان سے  
 تصدیق نہیں کر سکتا، اسی طرح حضرت امام ابو حنیفہؒ سے بھی ائمہ و دانشمندان میں تو اس کا یہ  
 مطلب تو یہ گواہیوں کہ وہ فقہِ مدیث میں حکم مایہ تھے مگر وہ خود بھی خود محدث تھے کہ یہ مطلب  
 منکر میں مصروف تھے، اسی لیے وہ یقیناً ان کی کہیں جس طرح کہ حضرت امام مالکؒ اور حضرت  
 امام شافعیؒ سے بھی وہ خود محدث کامل تھے کہ وہ یقیناً کہیں اس کا یہ مطلب تو انہوں نے ان  
 کے پاس ایسا علم مدیث ہی اس قدر ہے کہ ان کو کوئی شخص اس کا وہ بھی کر سکتا  
 ہو اور جس نے پہلے یہ بھی عرض کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی امامی کتابوں میں ستر ہزار سے  
 اور صد میں موجود ہیں اور کتاب کثیرہ انہوں نے چالیس ہزار حدیثوں سے کتاب کیا ہے۔  
 پھر ان پر قریب حدیث کا لازم کس طرح عائد کیا جا سکتا ہے ؟

امام انورؒ سے کہ حقیقت اللہ تعالیٰ سے روایات میں کم ہے کہ امام ابو حنیفہؒ سے اللہ تعالیٰ  
 سے شرف ایک مستقیم اور عارف ذوالعلم مایہ بہ اتفاق و براتینا کے لیکن علم حدیث میں ان کے بار  
 پر مشرک وہی کہ ہے، اور انہوں نے دیگر خواص علماء حدیث سے کہیں یا نہ لکھتے ہیں اور آپؐ زیادہ  
 اقوال شریفہ و خود سے مضافی مسئلہ نہ کرتے تھے اسی وجہ سے امام اہل الاثر کے خود سے  
 زیادہ حدیث کے ذراعتی ملاحظہ سبحان اللہ !

پس اصل وراثتیں یہاں گریست

## غلطی کا سبب

اصل بات یہ ہے کہ جن ایک سو محدثین نے روایت کے اسے میں کئی شرطیں لگائی ہیں ان کی حدیثیں برہنہ ہیں ان حضرات کے جنہوں نے ہمیں ان کا یہی سے کام لیا ہے کم ہی وہی ہیں یہ ایک کھلی ہوئی اور واضح حقیقت ہے کہ حضرت امام بخاری اور امام شافعی نے جو شرطیں حدیث کو صحیحین میں درج کرنے کے لیے لگائی ہیں وہ خود انہوں نے وہ صرف کتابوں کے لیے اور اسی طرح دیگر محدثین نے وہ شرطیں عامہ نہیں ہیں بنا بریں صحیحین کے علاوہ روایت حدیث کا یہ دائرہ وسیع ہے اور ان کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ آپ اگر کتاب مشدکہ کا نام بھی لیں جو امام حاکم نے بزم خورشید حضرت شعبان کی شرطوں پر بھی بہت تو تواتر ہو جائے گا کہ اس میں انہوں نے بعض نئی موضوع اور کچھ روایتوں کو بھی نئی شرطیں لگائیں ہیں کہ دیا ہے۔ حاکم نے بزم خورشید علامہ بیہقی کو جنہوں نے ان کا لقب کر کے علما کو بھیج دیا ہے۔ ہاتھ بٹنے کی کوشش کی ہے۔ اگر آپ امام بیہقی، علامہ غلیب رحمہ اللہ، حاکم را قلعی اور اسی طرح اور محدثین کی کتابیں دیکھیں تو اہم فروع ہو کر یہ حقیقت آپ کے سامنے آئے گی کہ نہ شرطوں کے بعد روایت کا دائرہ کتنا وسیع ہو گیا ہے۔ حجۃ اللہ علیہ اللہ اور بحالہ نافذہ وغیرہ میں اس کی کھلی بحث ملے گی۔ اور اگر آپ متاخرین میں غلیب قلعی اور اہل سیرت وغیرہ کی کتابیں دیکھیں اور حدیث کے ساتھ کچھ مساجد بھی پڑھیں تو یہ بات کے ملتے ملتے ہوں گے کہ کبھی کبھی اصل اور من گھڑت حدیثوں کی انہوں نے تصحیح اور تحجیم کر ڈالی ہے۔ اور یہ یہی وہی وہی بعض بعض حدیث کے ہوتے ہیں ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے جانتے ہیں کہ اس حدیث کو فلاں فلاں محدث اور ان کے علاوہ دیگر محدثین کو ہم کی ایک کثیر حدیث سے منسوخ کیا ہے۔ مگر اللہ اعلم یہ ہے کہ یہ موضوع نہیں صرف ضعیف ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس کو کہتے ہیں مشکوٰۃ اور بیشتر ایسی کتابوں سے ہند میں جاری کی پڑی کی طرح ضعیف طلب جو عقیدہ اور عمل پر ہے۔ نکال جاتے ہیں اور جو علم پر حاکم شیعہ پہلے جاتے ہیں اور جو اہل سیرت مرنے لگتے ہیں اور یہ ان کے جزی کو تہذیبی عناصر کو دیکھ کر غلط کیا جاتے ہیں اور اہل حق سے برسرِ نرا نظر آتے ہیں۔ انہیں وہ قدر تیار سامانی کے دیکھتے بھی پڑ جاتے ہیں اور یہاں تک

ایسا کہہ رہی تھیں کیونکہ یہ

دراگو ایسی کشتی کی طرف اشارہ کر رہی تھیں  
کشتی کسی کی پار ہو یا نہ ہو سب کا سب

اس کا یہ مطلب ہے کہ انہیں جیسے کہ میں کہہ چلا تھا کہ ان کے پاس میں  
سر سے لے کر پاؤں تک ہر شے سہتہ اور کڑی بھی ہوتی ہے اور قطعاً بالکل سب سے ان کے پاس  
میں انہیں وہاں سے بھی ہر شے اور ہر چیز کے حصول کے وعدے نہیں۔ ان کی اس بات پر بھی میں اور قہر میں کہ ہم  
نے ان کو بھیج دیا ہے اور اطمینان کا ان پر ہمارا دل بالکل ہے۔ پس ان کشتی کی سب سے بڑی  
کی سمیت کو دعویٰ بالکل ہے۔

جیسے کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ  
اور اسی طرح حضرت حسنؑ کو رسول پر فراموشی ملے اسے عاقبت ان کا دروازہ تنگ نہ ہو  
ان اس میں ان سے اختلاف نہ ہو کہنے کے لئے حضرت کا اتفاق کرے ہو گا اور اس سے  
ان کی روانگی میں زیادہ ہوں گی۔ یہ کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے بھی فرمایا ہے کہ حضرت کے لئے  
فرمایا ہے کہ حضرت کی شہر میں لگائی ہیں اس سے قدامت کی طرح ان کی روایتیں بہ نسبت حضرت  
کے کہ ان کی حیات میں نہیں ختم ہو کر رہے۔ اس اعتبار سے امام ابوحنیفہؒ کو قبول فرمایا گیا  
مہار نے کہا کہ ان کی روایتیں کڑی شہر میں نہ ملنے والی ہیں ان کی نسبت سے کہ میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ  
ان روایت میں کہ ان کو قبول فرمایا ہے اگر انہیں نہ کہنے کو مقرر بن جاتا تو ان ہی سے  
نہیں پہچنے وہ فراموش ہیں کہ یہ

واللہ اعلم بالصواب حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ  
مشتاقی خیرہ اللہ والیہ والیہ والیہ والیہ  
دایۃ اللہ بہت جلدی ان اس وجہ سے کہ  
انہی وقتوں میں انہیں ایسا ہوتا  
ظہر حدیثاً لا آتہ شہادۃ دایۃ اللہ بہت  
مشتاقاً لہذا کہ ان سے انہوں نے کہا



علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے اپنے  
 سے بہت حد تک سیکھا ہے اور ان کے کلام سے بہت سیکھا ہے  
 (مسند احمد ۱/۱۵۷)

اس سے حضرت امام ابو حنیفہ کے قلیل حدیث سے ہونے کی وجہ سے معلوم ہو گیا ہے  
 کہ بخیر وہ ان کے کلام سے بہت سیکھا ہے اور ان کے کلام سے بہت سیکھا ہے  
 کی بنا پر حدیث سے حدیث کے واسطے میں شرعی طریق کو اپنی میں سے حدیث کا علم نہیں  
 رکھتے یا خود اس کو ترک کر دیتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

شہادت فقہ ہے کہ بعض ایسے حضرات ہیں جنہوں نے حدیث کی اس اصطلاح کو نہ  
 سمجھا ہے کہ حدیث امام ابو حنیفہ کو سب سے حدیث ہے کہ وہ ان کے واسطے ہی سے روایت کیا کرتے  
 اور ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے کہ وہ ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے کہ وہ ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے  
 اور ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے کہ وہ ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے کہ وہ ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے  
 اور ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے کہ وہ ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے کہ وہ ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے

فقہ شافعی میں کہ حدیث امام ابو حنیفہ کے واسطے ہی سے حدیث ہے کہ وہ ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے  
 اور ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے کہ وہ ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے کہ وہ ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے  
 اور ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے کہ وہ ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے کہ وہ ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے

حدیث امام ابو حنیفہ کے واسطے ہی سے حدیث ہے کہ وہ ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے کہ وہ ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے  
 اور ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے کہ وہ ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے کہ وہ ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے

اسی واسطے سے حدیث امام ابو حنیفہ کے واسطے ہی سے حدیث ہے کہ وہ ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے  
 اور ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے کہ وہ ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے کہ وہ ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے  
 اور ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے کہ وہ ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے کہ وہ ان کے واسطے ہی سے حدیث ہے

نہیں اور نہ حضرت محمد کی طرح انہوں نے کچھ پاس ہزار روپے خرچ کر کے چھڑا ہے بلکہ حدیث کے علم میں مستقل طور پر انہوں نے کوئی کتاب ہی نہیں لکھی۔ مہندہ شامی بھی لکھی اپنی بیعت نہیں ہے بلکہ وہ ابو العباس محمد بن یعقوب الاصمعی رحمۃ اللہ علیہ جو الاسام الثمینیہ اور عمدتہ المشرق تھے، تذکرہ ص ۳۳۷ میں ہے کہ کتاب الامام ابو یوسف وغیرہ کتاب امام شافعی سے اصاویرت کا انتخاب کر کے ابو جعفر محمد بن مطر نو شاپوری سے کلمہ فانی (طالعہ جو کتب خانہ کتب خانہ ص ۱۷۷) مطبوعہ مجتبائی قرنی، مگر باریں جب وہ چلی کے محدث اور استاد المحدثین اور اسی طرح امام بخاری و الترمذی، امام ابو یوسف و الزیلعی رحمۃ اللہ علیہ جو ابوالفضل الامام اور الاسلام تھے، تذکرہ ص ۱۷۷ کے اس ارشاد سے بھی چرچا شروع ہو کر پورے ہم ان کی شان کو گھٹانے پر آمادہ نہیں کرے۔

حاجان الشافعی فقہ عالم تھے نہ معترف امام شافعی فقہ تھے لیکن ان کو حدیث کی معرفت بالحدیث (واقعاً الحدیث) لایں (ابو یوسف) دیتی۔

اگر حضرت امام شافعی کو حدیث کی معرفت نہ تھی تو ان کی کون سی؟ اور امام احمد بن محمد بن حنبلہ و یحییٰ کا یہ قول بھی جہاں سے نزدیک قابل تاویل ہے جو انہوں نے حضرت امام شافعی کے بارے میں فرمایا کہ وہ

صوفیہ صاحب دینی و علوم دین منہ - وہ ثقہ صاحب ثناء و شہم تھے لیکن ان کے حدیث (الدراج الذی یبغی لہ فی حقہ) اور (فرعاً علیہ) پس حدیث دیتی۔

کیا ہم اس حوالہ کے پیش نظر امام شافعی کو صاحب ثناء کہہ کر محدثین کے ذمہ لیاں بھڑکانا اور صاحب ثناء کی قدرت میں جو اصاویرت اور اقوال غلط آتے ہیں وہ سب ایک ایک کر کے ان پر چسپاں کر دیں؟ حاشا و کھنکھ کر یہ وہ چسپاں بھی جس سے دل میں گزرا ہو۔ ہم ان تمام امور کے صحیح محال بیان کر کے سب علما و محققین سے شکایت و اعتراض کر سکتے ہیں اور جو کئی اور مؤرخین کو قریب بھی نہیں آئے ہیں اور ان حوالہ جات سے پتہ چلے کہ شیخ الاسلام ابو یوسف بن عبد البر کا ایک حوالہ اور بھی ملاحظہ کر لیجئے :-

نہ اور کتب متون غلوہ ص ۱۱۱ اور بھی ایسا مفہوم ملے گا خواہ ابن حجر

وفیل نہ اولت فہو کان یکتاب ہذا من ما  
 کما، مہر بنی بن حبیب سے حوالہ کیا گیا، اس میں واضح  
 محبت ہے کہ ان کے منوں میں نہ اب وہاں کی نہ تو  
 ان کی حدیث کو پسند کرنا ہوں اور نہ ان کے  
 (جمع بیان، جلد ۲، صفحہ ۲۰۴)

(ذکر کر۔)

لیجئے بات کیا نکل آئی رحمت الہیہ شامی کی حدیث کو جی دیکھو، ان کے نام و ذکر کو بھی  
 امام شافعی بن حبیب نے پسند نہیں کرتے۔ یہ تو دعویٰ آدمی کی نہیں، امام بخاری و احمد بن حنبلہ  
 کی امت ہے، لیکن ہم ایسی باتوں کو پرکھ کر ان کی شہادت بھی نہیں دیتے، جو کہ ان کے لئے جہنم فی  
 جنح یا بغض و حد اور تعصب مذہبی اور غیر زمان اور غلط کاروں کے بدلے جہنم فی جنح  
 مثلاً شہر کو چھوڑ کر جاتی ہوں یا کسی بدلے میں جاتی ہوں، ان کے ذکر کو پسند ہی ہوں، یہ ہم نے  
 یہ احادیث محض اس لئے پیش کئے ہیں تاکہ مزید تفریق نہ ہو ان سے عبرت حاصل  
 کریں اور حضرت امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے بارے میں اگر کسی کا کوئی قول یا عمل بھی  
 نظر آئے تو نصیحت و روایت کو ملحوظ رکھ کر اس کا کوئی اچھا عمل تلاش کریں ورنہ نسبت بھی  
 ٹوٹتی ہے اور حدیثی بدلہ دار لکھتی ہے یہی سر پر داغ لکھنے پر بھی اور نہ خدا پر سلام کہ وہ نام کہنے کی  
 سعی کریں کہ وہ کہتا ہے

کوئی حدیث بھی طوفان کا ڈوب سکا نہیں، اس کو

مٹا دینے سے مسلسل پیر پر مروج دعویٰ ٹوٹے

حضرت امام ابو حنیفہ پر اس حدیث کو نقص ماننا پستی ہے کا الزام

یہ ضرورت پر جان اور دست سے جیاد الزام کرنا ہے اور نہ چاہتے ہیں وہاں ایک

پر سنگین الزام بھی مسرہا گیا ہے کہ ان سے اسلام کو سنت نقصان پہنچا ہے، پتا چلتا ہے کہ امام

یہ کہنے والے اپنی سند کے ساتھ اور اسی طرح علاقہ شعیب لے رہے ہیں، اپنی سند کے ساتھ دونوں

سند صحیح ہیں، حماد بن عمار سے یہ روایت آئی ہے کہ امام شافعی ان فریق کو پسند نہیں کرتے اور ابو حنیفہ کی

وفات کی خبر پہنچنے پر فریاد کرنے لگے کہ اے خداوند! وہ تو اسلام کی گڑبڑوں کا ایک ایک علاقہ

فریاد کرتا، اسلام میں اس سے بڑا بہت کچھ نہیں ہے، انہیں بڑا دشمن مٹھ لیا، تو مٹھ لیا اور آباد

و تاریخ زندگی علامہ احمد رضا علیہ السلام

الجواب: نعم، یہ محاورہ کتب کفارہ میں بھی خاص طور پر درج ہے کہ:   
 عدنان (نظیم بن حصار) یضع الحجة و یث فی غیرہ میں ہر نفوذ انتانت کے ساتھ جس میں میں نے   
 قضیۃ المسئلة و حکایات مزقہ فی کس ائمہ امام ابوحنیفہ کی قرین میں جملی حکایت   
 ثابت لہا ان صفیہ کی ذب۔

(تہذیب التہذیب ص ۱۱۸)

حضرت مولانا فیروز صاحب میاں کرنی نے نیز ان الاعتدال: تہذیب التہذیب   
 تعویب و تعویب اور اس پر اپنی تعویب میں تعویب میں تعویب میں تعویب میں تعویب میں   
 السبق فی دواء النسة الوصول وغیرہ کے تحت و حوالہات سے شرح پر کوئی ہر شکل کی ہے اور   
 طریق بحث کے بعد فرمایا ہے کہ:

• خلاصہ الکلام یہ ہے کہ تعویب کی شخصیت ایسی نہیں ہے کہ اس کی روایت کی بنا پر حضرت   
 امام ابوحنیفہ پر جیسے دھڑکی نام کے حق میں یہ دھڑکی گریں جن کو حافظہ حسن نہیں دیکھتی جیسے حافظہ   
 امام اعظم کے حوزہ نقیبت کو کہہ سکتے ہیں، حافظہ ابن کثیر البیہ میں آپ کی سند سے روایت کرتے   
 ہیں، آپ کے حق میں کہتے ہیں: احد النسة الاستدلال و تداوة الاصل و احد لاریکان   
 اعطاء واحد لاریکة الاستدلال اصحاب المسئلة المتبوعة الا

(تاریخ اہل حدیث ص ۱۸)

اور حضرت: دہ بخانی کی بار بار صغیر کا درجہ اور مقام بابت جوئے مولانا مراد مکتے   
 میں کہ:

• اور یہ کہ باوجود یہ کہ بخانی نے اپنی جمع کی خسرت اپنی ویزا کتب میں صحت

کلامتہ ام میں کیا (تاریخ اہل حدیث ص ۱۸)

ان شخص اور بعض غیر خواجہ صحت کی موجودگی میں بھی اگر کوئی شخص حضرت امام ابوحنیفہ   
 کو دلائل القضا و شمس اسلام اور اسلام کی کلمہ شری گشتی توڑنے والا ثابت کرنے پر قصد ہے   
 تو جانتے ہیں کہ کوئی علاج نہیں اور دلائل تہذیب و کلام کا: نیا میں کہیں کوئی عمل

ہوا ہی ہے۔ اس کو علوی تو عالم اکبریت ہی میں ہو سکے گا جس وقت کہ ۱۰۰۰ سال تک ہوتا رہے۔  
 یہ بات بھی عبرت سے خدائی مذہب کی کفر میں ہو کر رہی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ  
 خلافتِ حقان کی توفیق دیتے تھے، اور حکومتِ وقت کی سب سے زیادہ ہی سے وہ بھی گرا کر رہے گئے  
 تھے۔ اسی قید و بند میں کے زمانہ کے بارے میں علامہ تھریٹ لکھتے ہیں کہ:

خبرۃ باقیہ دہ خالق فی حقیقۃ علیہ یکن  
 ولہ وصل علیہ فصلۃ الاصلیہ حبسہ  
 ابن ابی ذؤد۔ (تاریخ بغداد، ج ۱ ص ۱۰۰)

اور جو اسے خلیل میں یہ حضرت امام ابو حنیفہ کے ساتھ دوست اور غوثی تین کا تعلق تھا کہ زمانہ ہزارہ  
 کے سے غیب و عروج، اللہ تعالیٰ ان کی غیبی شہادتوں سے وہ گرا کر اپنی رحمت کے سایہ  
 میں گر گئے، آمین ثم آمین!

علامہ غیر مقلدہ رحمہ اللہ رحمہ اللہ صاحب (المعنی ص ۱۰۰) اور آذی کے ساتھ  
 میں زمانہ تیر صاحب لکھتے ہیں کہ:

آپ امام دین کا بہت ادب کرتے تھے چنانچہ آپ نے غلام کو کہہ دیا کہ  
 یہ شخص امام دین اور صاحبِ امام ابو حنیفہ کی سب سے بڑی کتاب ہے اس کا مذاق اچھا  
 نہیں ہوتا۔ (مستند، ج ۱ ص ۱۰۰)

راوی عبد اللہ صاحب چکراوی جو مشہور تیر مقلدہ امام ابو حنیفہ کے ساتھ امام ابو حنیفہ کے  
 خلیفہ تھے، وہ بعض دیگر امام دین اور دینا، اللہ کی توہین کے لئے انھوں نے ایک کتاب لکھی  
 کہ امام ابو حنیفہ ان قدر فتنوں کا برواڑہ ہے کہ اس کی مذہبی تعلیم نے علماء کو گمراہ کر دیا ہے کہ ان کی پر  
 ایسی رحمت چڑھی کہ وہ سب سے علمِ حدیث ہی کا مذاق اچھا کر لیں اور ان کے ساتھ ایک ایک بدیہی  
 صاحب "تاریخ" نامی صاحب لکھ کر لے۔ غالباً اسے صرف کسی کے لئے لکھنے سے مستبعد کہ سچ

"ہوئی کے مکتبہ خدائی کی بات ہو کہ ہے"

حضرت مولانا تیر سیالکوٹی (المعنی ص ۱۰۰) کا چشم دید واقعہ

کسی زمانہ میں حضرت مولانا تیر سیالکوٹی صاحب تیر سیالکوٹی صاحب امام ابو حنیفہ کے ساتھ

کچھ مکھڑ اور مکھڑے کا جنوں سوار ہونے لگا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے وہ سب دھرم کے غلو و تقویٰ اور ہندو گائیوں سے جس طرح حقیقت کی برکات سے انہیں اس بڑل سے محفوظ رکھا چنانچہ مولانا مرحوم جو مکھڑے بن کر ۔

• اس مقام پر اس کی صورت یوں ہے کہ جیسا کہ میں نے اس مسئلہ کے لیے کتبہ متعلقہ امدادی سے لکھا میں اور حضرت اہم صاحب کے متعلق شوقیت شروع کی تو مذمت کتب کی وجہ گزالی سے میرے دل پر کچھ غصہ اور آگ بھڑک اٹھی۔ اور میری طور پر یہ ہوا کہ ان دو پسر کے وقت جب مولانا کی طرف دشن تھا ایک ایک میرے سامنے گھٹپ اندھا بچہ لگا لگا نکلتے بعض غلو بعض کا اٹھ رہا ہو گیا۔ معاذ اللہ اس نے میرے دل میں ڈال دیا کہ یہ حضرت اہم صاحب سے پہلے کی بات ہے۔ اس سے استغفار کرو میں نے کلمات استغفار پڑھنے شروع کیے۔ دو مہینے کے روز کا روز ہو گئے۔ اور ان کی جگہ ایسا نور چمکا کر اس نے دوپہر کی روشنی کو مدت کر دیا۔ اس وقت سے میری حضرت اہم صاحب سے جس طرح حقیقت اور دنیا اور فیہ لگتی، اور میں ان شخصوں سے جس طرح حضرت اہم صاحب سے صحت سے جس طرح حقیقت نہیں سن کر آجوں کہ میری اور تیرا ہی مشافی میں آیت کی مشافی ہے کہ حق تمہارے مسکریں معاصیہ قدیمہ بکھڑت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرما ہے تَقَاتُ لَعْنَةُ اللَّهِ الْفَاسِقِينَ میں نے جو کچھ مابہیلی اور پیشہ دنیا میں دیکھا یا اس میں مجھ سے جھگڑا کر رہا ہے خدا ہے :

وَلَعْنَةُ اللَّهِ الْفَاسِقِينَ اہل حدیث ص ۱۴

حضرت اہم صاحب اور آپ کے اصحاب پر عزت کرنا بیکار ہو

بعض حضرات نے اس کی بات میں کچھ ایسے غلو بھی ذکر کئے ہیں جن میں جناب مولانا صلی اللہ علیہ وسلم نے اہم اور مولانا اور آپ کے اصحاب کے بغیر اور غلو سے کراہتی کہنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ کائنات ملک کا عقیدہ میں حضرت مولانا تھاروی زماں ملکہ کے چھابہ دانے خواب کا انداز اس کی تعبیر کا جو سب شیخ کے مسئلہ میں بڑا لگاؤ والا ہے جو آپ کے نام سے یہ بھی غلو

بغداد کی مکہ جاہلیت سے نقل کئے ہیں۔

(۱) عمر بن خطابؓ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غزائے تبوک میں بھی اور یہ سوال کیا کہ انہوں نے منیہؓ اور یثربؓ کے حکام کو بھیجا اور ان پر حال کیا کیا ہے ؟ کیا میں اس پر بخیر نقل کر سکتا ہوں ؟ آپ نے فرمایا : لا، لا، انہیں نہیں دیکھیں۔

(۲) سعید بن جبہؓ اور عمارؓ کے پاس سے کسی شخص نے یہ خواب بیان کیا کہ مکہ کے مشرقی دروازہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور خدمت زبجرا اور خدمت شمسؓ اور دیگر بہت سے حضرات صحابہؓ کو روانہ ہو رہے اور قوم میں سے کچھ کپڑوں والا ایک شخص بھی تھا قرآبؓ نے فرمایا کہ تم پہنچتے ہو کہ یہ کون ہے ؟ یہ ابو سعیدؓ ہے جو اپنی اصل سے اگر کھنڈی و غیر پر بھیج کر آتا ہے۔

(۳) عامر بن ابی بکرؓ نے کہا میں نے خواب میں رؤی کی بیڑیوں پر لوگوں کو جمع پایا اور میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ ایک درخت کے نیچے گر بیان سے پکڑے ہوئے ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ اس شخص نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیا ہے، میں نے ہر ماہ بیٹھے ہوئے رؤی سے پر ہوا یہ کون ہیں ؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ حضرت ابو بکرؓ ہیں جو ابو سعیدؓ کو گزریان سے پکڑے ہوئے ہیں۔ (مجلس منہاج النبی ص ۲۱)

الجواب : یہ یہ خواب تاریخ بغداد (۷۳۷ھ) میں مصر میں بہت جن کی سند میں محمد بن حماد سے ہے۔ حوالہ : تاریخ بغداد (۷۳۷ھ) میں مصر میں بہت جن کی سند میں محمد بن حماد سے ہے۔

محمد بن حماد : قتال من العترة  
مقاتل من سلیمان المدنی یخفج انجبتہ  
محمد بن حماد : قتال من العترة  
مقاتل من سلیمان المدنی یخفج انجبتہ  
محمد بن حماد : قتال من العترة  
مقاتل من سلیمان المدنی یخفج انجبتہ

اور غزایہ : تاریخ بغداد (۷۳۷ھ) میں بہت جن کی سند میں محمد بن حماد سے ہے۔  
یہ خواب ایک مجنون شخص سے نقل کر رہے ہیں۔ منہ منوم وہ کون اور کیا تھا ؟ اس کو کیا ہوا ہے ؟  
ہو سکتا ہے ؟ (مجلس منہاج النبی ص ۲۱)

اور غزایہ : تاریخ بغداد (۷۳۷ھ) میں بہت جن کی سند میں محمد بن حماد سے ہے۔





اثبات جائز نہیں کیونکہ شریکِ مالیت سنیے والے کے لیے ضبط و تحقیق کی حاجت نہیں ہوتی۔ اور  
مخبر شرع کا اتفاق سب سے قبول روایت اور شہادت کی شرط ہے کہ اگر وہ بدلتا ہو تو یہ کہ وہ عقل  
نیکی، الحظ، کثیر الخلفہ، اور مکمل الفہم ہو اور سنے والے کی یہ حاجت نہیں ہوتی، اس لیے اس کی  
روایت قبول نہ کی جائے گی کیونکہ اس کا ضبط عقل ہی ہے: (شرح مسند جامعہ)

مردہ مبارک پر صاحبِ علم و تحقیق کے والد سے نقل کیے ہیں کہ:-

کہا وہ حدیث جو غائب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی جائے جس کا وہ قابل  
استغناء ہو چکی ہے یا نہیں؛ جو اس پر ہو کہ وہ جنت نہیں کیونکہ حدیث کے قابلِ استغناء لال کھلے  
کے لیے یہ شرط ہے کہ راوی سماع کے وقت ضابطہ ہو اور حالتِ ذہن ضبط کی حالت میں ہو۔  
(مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۱۸)

اور اپنا فیصلہ میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیثوں کو وہ حدیث جس کی (خارجی طور پر) مصحت معلوم  
نہ ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غائب میں تصحیح کرنے سے منع نہیں ہو سکتی اور اس میں شک و  
السام سے بھی وہ صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ حکم غائب میں آپ کے قول سے ثابت نہیں ہو سکتا،  
اس میں کا ثبوت آپ کے حدیث و روای میں ارشاد سے ثابت ہو تا ہے، علاوہ بریں تصحیح  
حدیث کا دار و مدار اسناد پر ہوتا ہے: (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۱۸)

اور غائب صحابی حسنِ خان صاحب فرماتے ہیں کہ:-

- اگرچہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حدیث سے قبیلان بنی قریظہ نے نقل کیا وہ ممکن  
نہیں اور اہلِ تحقیق روایت نیست بنا بر عدم حفظ خود" ۱۰

(ہدایۃ المفلح فی ائمة المسائل ص ۱۸)

اور حضرت شام ولی اللہ صاحب اہتمام فرماتے ہیں کہ:-

مگر جو یہ اجماع اہلِ شریعت پر ہے کہ اگر حکام شرعیہ سے روایات و احادیث  
نہیں ثابت ہوئی ہوں ۱۰ (فتاویٰ العبد المذنب علیہ السلام ص ۱۸)

ابن قدام اقتباسات سے حدیث طویل معلوم ہوا کہ غائب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کے کسی ارشاد سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہو سکتا۔ نہ اس لیے کہ صحابہ و التابعین و غیرہ میں شیطان

کا کچھ اقرار اور دخل ہو گا ہے اور نہ پاس ہے کہ معاذ اللہ آپ کا ارشاد اور قول حجت نہیں بلکہ ضل  
اس لیے کہ بجا استغناء انسان حق اور ضبط کے مصعب کمال سے محروم ہوتا ہے اور دعا نیست  
اور نہ حدیث کے لیے یہ ایک بنیادی شرط ہے کہ وہی مضبوط ہو۔ لہذا اس پر کوئی شرعی حکم  
میعنی نہیں قرار دیا جاسکتا اور نہ اس پر کوئی نینا و رکھی جاسکتی ہے، اور اس کے متعلق میں یہی  
کہا جاسکتا ہے کہ حج

یہ اپنی حد نظر ہے کسی کی دیکھیں

حضرت امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب کی باتیں میں خواب

اس سابق امر کی بحث کے پیش نظر یہ ضرورت ہے نہ حاجت کہ ہر امام ابوحنیفہؒ اور  
ان کے اصحاب کی معتبت اور فضیلت خوابوں سے ثابت کریں اس لیے کہ مجبوراً امت کے ہر  
ایک مبلغ نے ان کی فضیلت کے لیے کچھ فرمایا ہے وہ کیا کہ ہے اور ہم بھی حسبِ بن کر چکے  
ہیں کہ خواب کے کوئی حکم ثابت ہوا بھی نہیں اور نہ اس پر کسی شرعی حکم کا رد و رد ہی ہے لیکن غرض  
ہم باحوالِ چند خواب عرض کرتے ہیں تاکہ غیر متقدمین حضرت یہ بھی معلوم کریں کہ جہاں دیکھنے  
والوں نے اپنی طبعی ساخت اور افعال کے مطابق وہ خواب دیکھے ہیں، اسی طرح ان کے برعکس  
اپنی استعداد کے موافق دیکھنے والوں نے ان کی فضیلت اور عزت کے خواب بھی دیکھے ہیں  
اور خود حضرت امام ابوحنیفہؒ نے بھی ایسے خواب دیکھے ہیں جن سے ان کی جلالت شان کا اندازہ  
ہو سکتا ہے، ملاحظہ فرمائیں :-

○ علامہ غیبی اپنی منہ کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ بنام امین مرقا نے منہ دیا کہ امام  
ابوحنیفہؒ نے خواب دیکھا جس میں انہوں نے یہ دیکھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کی قبر پر ہار کر گر پڑے ہیں، انہوں نے ایک قاصد حضرت محمد بن سیرج کے پاس اس کی  
تقریر پہنچنے کے لیے بھیجا، انہوں نے فرمایا کہ صاحبِ خواب کرن سب سے قاصد نے کوئی  
جواب نہ دیا۔ پھر دوبارہ انہوں نے دریافت کیا مگر وہ خاموش رہا۔ قیصری مرتبہ سوال  
کیا اور ساتھ میں یہ فرمایا کہ :-

صاحب هذا الرؤيا يمشي على راسه  
یہ خواب دیکھنے والا ایسے عمر کی فشر و شمت کر گیا

الہدایۃ فیہ اذ قال ہشام فظہر بوجہیۃ  
 جس کو اس سے پہلے کسی نے نشر نہیں کیا ہوا تھا  
 فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے نظر دیکھ کے بعد اس  
 میں سب کٹا دی کی۔

اور امام ابو حنیفہ کے لیے بھی یہ واقعہ ذکر کیا ہے۔ (الخصایات المسانح)  
 اور یہ خواب منثور بہ سعد عبد الحکیم اسماعیلی (رحمۃ اللہ علیہ) جو تحافظ البانی رحمہ اللہ  
 تھے تذکرہ ج ۲ ص ۱۰۱ نے بھی ذکر کیا ہے۔ لیکن کتاب الغرائب (رقی ص ۱۹)  
 نام کردہ ج ۱ صفحہ ۱۸۱ میں بھی تذکرہ الحنفی (المترقی ص ۱۸۱) اور امام ابن حجر مکیؒ اسی خواب  
 میں یہ اظہار بھی نقل کرتے ہیں کہ :-

کناہہ ینبئ خبرہ علیہ سلام و یجیع عظمہ  
 یعنی گو کہ وہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تبرکات  
 اعلیٰ صمدہ اللہ عنہا قبا کر رہی ہو ص ۳۲ ص ۳۳  
 کو کہہ کر ان کے دلوں کو سحر و کونین سے  
 ۲۲ ص ۱۸۱ و غیرت المسانح ص ۱۸۱

اس سے معلوم ہوا کہ فریضہ جن کی بنیاد حضرت امام ابو حنیفہؒ نے رکھی ہے اس کا  
 اصل ماخذ و منتہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راستہ گزری ہے جس کو امام صاحب  
 معروفؒ کے خداداد بعیرت اور ناخن تدبیر سے قرآن و حدیث سے کر دیا کہ نہ کناہت اور  
 سینے اجساد و سبب سے اس کو پانچا نہ لگائے ہیں جو چاروں جگہ عالم میں چمک رہے ہیں کہ ان  
 کے رشتہ و برکت کا ذریعہ بند ہے۔ امام ابن حجر مکیؒ کہتے ہیں کہ :-

وما اشتغل بالحدود ای مصلحۃ اناس  
 امام ابو حنیفہؒ پہنچنے سے سب کی ذوق داروں کو طرست  
 الی مذہبہ انما ہذا شذوۃ لنبویۃ فی المذہب  
 یعنی میں شذوۃ نبویہ کے اندر شمول ہونے پر ان کو  
 لیسوہم الی مذہبہ و انما لعلہا لیسوہم  
 خوب ہیں ہاتھ کر کہ ان کو اس کی طرف  
 طبع مصر

(۷) امام سعد اللہ رحمہ اللہ نے اپنے ہنس کے ساتھ سعد بن عبد الرحمن البصریؒ سے روایت کر کے ہیں :-  
 فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے درمیان سوا گیا۔ خوب میں ہر سے  
 پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا تو اس پر گود ہے، یہ قزوین ہے جس میں جو عالمی شذوۃ الی ہے

کی جانت اس کی قیادت میں کوئی محراب واقع نہیں ہوتا، چنانچہ میں اپنی فتنہ سے پہلے بڑا چلی  
سے ٹکھاؤں و تہ منوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے پوری توجہ اور دین نفس کے ساتھ دعا کرنے لگا، اس شفا  
میں خود پر پھر فتنہ کا گھبراہٹ اور میں سو گیا، میں نے خواب میں جناب دواعی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کو دیکھا کہ آپ بالکل جیسے قریب میں رہے۔

فقلت یا رسول اللہ! انقل فی هذا الرجل  
الذي بالكوفة لثعان، اأطع من عصبه  
فقتل فی صلی اللہ علیہ وسلم خذین  
عصبه وعل به فنعلم لرجل۔  
میں نے کہا، یا رسول اللہ! آپ اس شخص کو اپنے  
میں کیا فرماتے ہیں جو کوفہ میں۔ سنا ہے کہ اس نے  
انہم نہیں سہہ کیا ہیں اس سے علم حاصل کریں؟  
آپ نے فرمایا کہ میں اس سے علم کے اندر اس پر  
عمل کرو تو اچھا آدمی ہے۔

میں اپنی فتنہ سے یہ بھی ہوا تھا کہ میں نے کئی نماز کے لیے سجدہ طہارت کرنے والے اپنے آواز بلند  
کی اور میں بخود تھان بن گیا، بہت کوسب لوگوں سے بڑا بھگت بن گیا، اب میں اللہ تعالیٰ سے  
معافی مانگتا ہوں کہ یہ کوئی مجھ سے نہ ہوئی۔ و سنا ہے مرفوعہ، ص ۱۱،  
اور یہ واقعہ عام میں جو سبھی نے ہی نقل کیا ہے۔ (انجیر است امان ص ۱۱)

۳) ان میں میں کہیں کہیں فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور آپ کے  
پیشے دیکھے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں نے ان دونوں بزرگوں سے دریافت کیا کہ کیا  
میں آپ سے کچھ پوچھ سکتا ہوں؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں سوال کرو مگر تازہ شہ نہ کرنا، چنانچہ میں نے  
آپ سے انہی تین چیزوں کے علم کے بارے میں سوال کیا کہ پوچھ لے ان سے کہنی چاہتی تھی۔

فقد هذا العلم الفتح من علم الغفر۔  
و غیرت لسان ص ۱۱  
تو آپ نے فرمایا کہ یہ علم تو خدا علیہ السلام کے علم سے  
(جو علم ہی خدا ہی کو تھا ہے۔)

۴) ابو سعید بن خالدہ غصب ہاتھ میں کرمان نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کو دیکھا۔

فقلت ما تقول فی علم ابن حنیفۃ قد اذنت  
علم یفتح لسانہ (غیرت لسان ص ۱۱)  
میں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ابو سعیدؓ کے  
سہم کے دستوں کی فرمائیں وہ کچھ بڑا بڑا

مکہ پر ایسا غلبہ جس کے لوگ حقیقی ہیں۔

⑤ علامہ خطیب بغدادی جنی سند کے ساتھ احمد بن مسعود بن مخلوفت روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ایک جگہ ٹھہرے ہوئے ہیں اس لئے میں ابو العباس محمد بن محمد بن یحییٰ البرقی العاسی (الموتوفی سنہ ۲۸۵ھ) کو شریعت سے آگے۔

فقد رايه رسول الله صلى الله عليه وسلم  
فقال له وقبل بين عيني وبينه  
فقال لي يحمي بسني واشي  
والمعجزة بعد ما به ۵ مرات  
ان حضرت علي بن ابي طالب وسمي ان کے لیے اٹھے اور  
ان سے مصافحہ کیا اور ان کی دونوں آنکھوں کے  
میان میں برسرِ ریا اور منہ پر پادھار سے ٹھوس کر دو  
میرے سنت اور حدیث پر عمل کر لے۔

اور یہ عاسی صاحبِ فتوہ میں ابو سیدان ابو زبانی کے شاگرد تھے اور انہوں نے امام احمد بن حنبل سے فتوہ حاصل کی تھی اور

كتب الحديث وسمعت المسند  
وكان ثقة ثبتا حجة بكه التصحيح  
والصباغة، زهدا وایو ۵ مرات  
وحدث بعد ذلك كذا في ۵ مرات  
المرات فثقة ۵ مرات  
انہوں نے حدیث لکھی ان ایک مسند تصنیف  
کی اور وہ ثقہ ثبت اور حجت تھے یعنی اور علم دوست تھے  
ساتھ ذکر کیے جاتے تھے یعنی صالح و عابد تھے۔  
اور بعد اسی حدیث میں انہوں نے روایت کی ہیں،  
امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے۔

اور صاحبِ نظر میں علامہ خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ:-

وكان رجلا من عبيد المسلمين ذليلا عفيفا  
على مذهب اهل البصرة (۵ مرات)  
وہ ہستری شکاریوں میں شمار ہوتے ہیں اور دار  
اور پاک، اس سے اور ابن عمر رقی کے نزدیک  
چلتے۔

اپنے مقام پر انشاء اللہ حضرت یزید عیسیٰ آگے لے کر اہل عراق سے علماء خفیہ مراد ہو چکے ہیں  
اگر بعض اوجھا۔ پر کسی کو نقشِ طعن نہ ہو کہ ہم خود اس واقعہ میں ہمیشہ کہہ رہے ہیں، چنانچہ علامہ عبدالحکیم  
شہرستانی کہتے ہیں کہ:-



ان معاصات پروردگار نیست

تا در جنت خداست بخش خود

یہی ہے قسم کے مجدد و متبرین اور اعلیٰ خدایوں کو کہنے اور قزائے کے لیے امام صاحب  
اور ان کے اصحاب کے حاضریں تھے اس کے برعکس کچھ خواب تلخے اور بیان کئے ہیں چنانچہ  
امام ابن حجر مکیؒ، امام صاحبؒ اور آپ کے اصحاب کے فضائل کے کچھ خواب بیان کرنے کے  
بعد پھر فرماتے ہیں کہ:-

ترجم بعض صاحب ید اللہ و فیہ لم تمنعنا (امام صاحب کے حصول کے دعوے میں منع نہ ہوا)  
بعض دلائل (و بعض اوقات اللہ تعالیٰ) خوابوں کی مشابہت کچھ دوسری قسم کے خواب  
بھی دیکھ گئے ہیں۔

امام ابن حجر مکیؒ کا یہ جملہ بڑا صاف و صریح اور معنی خیز ہے، جہاں اس کی اولیاد و تشریف  
کھانے کی ضرورت نہیں ہے کہ ان ناشن اور نادانانہ خوابوں کے محبت اللہ میں ان صاحبان  
کے لیے خوابوں کا کوئی اہمیت ہمارے سبب کیونکہ شیعہ فرقہ و زماں تادیبی کو کافر و کفری  
ہے۔

تذکرہ چوہاں میں دہرک پہنچے بہر سہل اتم  
تھے تھے آپ شیعہ فرقوں پہ تھے

امام صاحبؒ کا اہل الزماتے ہونا

یہ عزرائی تمام صحابی علوانات سے زیادہ مستحق توجہ اور قابلِ غور ہے، اگر صحیح معنی میں یہ  
نہجہ گئی تو بہت حد تک غلط فہمی ڈال سکتی ہے۔ یہ ناک بات ہے کہ کوئی شخص قہراً اپنے  
صاحب کے نشر سے چار چار ہو کر غلط دہی اور کفر کو دوسرے علوانی لکھ کر چھوٹے ہیں چاہے تو اس  
کا بعد کیا علوان ہو سکتا ہے! کثرت تاریخ اسلام، اہمیت سے رجال و زناقب و غیرہ میں حضرت  
امام ابوحنیفہؒ کا لقب امام اہل الزمات دیکھ رہے ہیں سے بعض ناگہم دہی کو اچھی خاصی غلط کر رکھی  
ہے، اور بعض متعصب حضرات نے علوان اس پر دیر پردہ ڈال کر مذہم کو مذہب سے مل گئے کی  
مذہم ہی کی ہے، اور بھائے اس کے کہ اس بات کو تاریخ کے واضح حوالوں سے حل کر کے اس میں





شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی (رحمۃ اللہ علیہ) نقل کرتے ہیں کہ :

والہی ہو فظہر القلب یقال لای رأیہ  
 دین دیدہ و لای رأیہ بغیر توہین بحساب دیدہ و لای  
 دیدہ و لای رأیہ بغیر توہین بحساب دیدہ و لای رأیہ  
 دیدہ و لای رأیہ بغیر توہین بحساب دیدہ و لای رأیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ :

والحدیث یسعون صحابہ القلب من  
 الحدیث یسعون صحابہ القلب من  
 الحدیث یسعون صحابہ القلب من  
 الحدیث یسعون صحابہ القلب من

اولیاء اللہ ہیں اور دوسرے صحابہ کرام ہیں

ہیں سے حضور پروردگار کے صحابہ کرام ہیں اور دوسرے صحابہ کرام ہیں  
 کہنے کے بغیر توہین بحساب دیدہ و لای رأیہ بغیر توہین بحساب دیدہ و لای رأیہ

اور کہ دوسرے صحابہ کرام ہیں اور دوسرے صحابہ کرام ہیں  
 حدیث شریفہ الطبیعیہ فی حقہ والحق فی حقہ ایک حدیث کی تفسیر کرتے ہوئے کہ  
 علیہ السلام کے ساتھ کثرت کرتے ہوئے اور فرماتے ہیں کہ :

یستم من اللہ الطبیعیہ والحقہ لیسندہ  
 دوسرے صحابہ کرام ہیں اور دوسرے صحابہ کرام ہیں  
 دوسرے صحابہ کرام ہیں اور دوسرے صحابہ کرام ہیں  
 دوسرے صحابہ کرام ہیں اور دوسرے صحابہ کرام ہیں  
 دوسرے صحابہ کرام ہیں اور دوسرے صحابہ کرام ہیں







میں وہ بے بغض امت کو نگاہ سے دیکھتا ہے اور جب ان کے لیے کسی وجہ سے اور غرض سے کافر کہہ کر دیتے ہیں تو ان کے سر پر صدمت کی انیساسوں کا مندری سے سوز پاندھتے ہیں اور صریح العین خط میں لکھتے ہیں کہ۔

ومقامه فی الفقه لا یطوق شہدہ بذاتک      خبر میں ان کا مقام تھا ایسا ہے کہ اس میں کوئی حد نہ ہو  
اہل جملہ تکیہ و خصوصاً ممالک و مشغولہ      ان کا نظیر نہیں ہو سکتا اور ان ہی کے طہر کے حکم پر  
(صدمت ص ۴۴)

شہادت دہی ہے۔

ان دو گروہوں کے علاوہ ایک تیسرے گروہ کا ذکر بھی سب اختلاف و مباحث میں آنے لگا ہے جن کو ہم انصاف کے ساتھ دیکھ کر اپنی تنگ نظری اور شک میں بھی کوئی غور و حاصل نہیں ہو جن کا ہر نظریہ جو کہ عقیدہ اور فلسفہ اختلاف تھا اور دعویٰ یہ تھا کہ صرف قرآن و حدیث ہی کو تشریح اللہ بکھجاست اور اس گروہ میں علو جہت میں کو اسلام عالمگیر مذہب کی نسبت باقی نہیں دیا گیا ہے اور نہ ہی اس کے مسائل و احادیث اور فرائض و احکامات کا یہ دوسرا غیر حق و درستہ اور استیفاء کے لیے اور کیونکر ہو سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اہل حق کیسے وقت کی پھر جاننے کے اور جو بھی تقریباً دنیا میں ناپید ہی ہو چکا ہے۔ چنانچہ علماء ان علماء میں ہی لکھتے ہیں کہ۔

فہم میں مذہب اہل اختلافہ علیہم      پھر اس زمانہ میں میں انصاف کا مذہب باقی نہیں  
ہو اس المذہب (مقدمہ ص ۴۴)      کہ کیرا گوان کے اندر ہی ختم ہو گئے ہیں۔

اور تشریح کرتے ہیں کہ۔

ولہذا یجب انہما علی من الخلاف      اور باقی نہیں رہا مگر مذہب اہل الرتہ کو جو باقی رہا  
والعن الحدیث من الجہوں (مقدمہ ص ۴۴)      اور اہل معترضہ اور مخالف ہیں۔

مؤرخ اسلام کی اس علمی و فلسفہ تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ آشکارا دیکھیں کہ اہل معسوق اور اہل دلی اور اہل گروہ اور حد تک فرقہ کے پیغمبر کہنے والے اور اس پر عمل پیرا ہونے والے ہیں۔ یہ ایک بات ہے کہ ایک کا طریق کار دوسرے کے اندر نفوذ کے تحت مختلف سبب و علل اگر ایک گروہ حدیث کے خلاف ہی تھا اور عیار تو انہیں ہی سے مستفاد ہو کر آئے تو دوسرے گروہ

دلالت انھیں شیعہ و حق اور مفسد انھیں کے تفریق کو نہ مصلحت سلو کر بھی دینے والوں میں نظر انداز نہیں کرتا  
اس لیے اس کے خلاف کاروائی بہت وسیع ہے اور اس کے علمی معارف کو ہزار ہا سنیوں نے  
مستاتی میں اس کے ہاں کسی طرح تشکیک پیش نہ کیا آئی ہے جس وجہ سے تصوف نہیں ہے زیادہ لوگ  
اس کے فیض سے مستفید ہو رہے ہیں اور اس کے والدین ہیں۔

علامہ ابن خلدون ہی کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے قتلا اس وقت عسکری ہمسندہ میں  
پہنچا، مارا، انشور و لہو لگو کر قتل کیا گیا۔ سب شیعہ اس میں پھیلے ہوئے ہیں۔ (مستدرک ص ۱۵۴)

اس سے غلطی کے فروغ اور اس مذہب میں فتنہ کی کثرت اور لوگوں کے عام رجحان کی  
لیک اور وجہ بھی ظاہر ہو جاتی ہے البتہ وہ دوسرے مقام کی بحث ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں  
حضرت امام احمد بن حنبلؒ باوجود سناور الحمد فریق اور معتزلیوں میں مشقت ہونے کے جب فتنے کے اس  
جزعہ و خطر پر نہیں پہنچے تھے تو ان کے متقدمین کی تعداد بھی بڑی ہی قلیل تھیں۔ یہی ہے اس کا  
سبب صرف یہ ہے کہ قیاس و رائے اور معتزلیوں کے بغیر قوی اُمت کے سر پیش نہیں آئے  
مگر ان کی طرح عمل نہیں کر سکتے اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا اثر و اقتدار اس میں اتنا اونچا نہ تھا اس لئے  
اس کے متقدمین بھی زیادہ زیادہ ہو سکے۔ چنانچہ علامہ ابن خلدونؒ ہی رقمطراز ہیں کہ:-

فاتما احمد بن حنبلؒ ضحکہ خلیل لعلہ	ان کا نہ سہا اجتہاد سے میرا سہہ اور ان کا اصل
منصبہ عن الاجتہاد و اصلہم فی معاوضۃ	الوصول ہی یہ ہے کہ نہایت اور اخیر میں ہے
الدولۃ و لاخیارہما یحقن دماکثرہم	بعض کی بعض سے گامیہ اور تقویت حاصل کرنا
بالشام و العراق من بغداد و لو اجہا ہم	امداد کے انکار و دشنام عراقی اور اس کے اس
کثر الناس خلفا لہ	پاس پیچھے رہے ہیں اور وہ سب لوگوں سے
(وقف مد ص ۱۵۴)	سنت کے زیادہ کو غلط سمجھے ہیں۔

مذہب سے حب فرماتے ہیں کہ:-

”مذہب امام احمدؒ خود در قدیم حدیث زمان قبل بود و نزدیک بہ ہند و اول قلیل ہو کر نقل  
ہو گیا۔ مذہب اور میں نقل ہو گیا۔ حدیث بود و از ہذا سائل ان دولت السائل سائل ام  
حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:-

اگر کوئی اہل اسلام یا نظیر امتحان لکھا کہ کئی شخصوں نے کلمہ یا دشا ضیاء اللہ

(ورقة العین میں ملے)

یہ واضح عبارتیں غریب کسی اور دنیا حدت کیلئے نقشہ نہیں ہیں۔

اگر حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الحق ثانی فرماتے ہیں کہ:-

وہ اسطر ہیں نہ بہت کہ حضرت صرح اللہ  
 درود تو از خود لکھ کر خواجہ محمد پارسا در حضور سید  
 نور علیہ السلام کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ  
 الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول پندہ سبب نام  
 الی غینہ نقل خواہ کر یعنی اجتماع حضرت  
 صرح اللہ صراحتی بعد از نام عظمیٰ خواجہ پیر محمد  
 تقدیر میں مذہب خواہ کر و علی نبینا وعلیہ  
 الصلوٰۃ والسلام کہ شان او علی نبینا وعلیہ  
 الصلوٰۃ والسلام انداز بلند تر است کہ تعزید  
 علماء امت فرمایا ہے شایع تکلف و تعصب  
 گشتہ ہو شود کہ فرایت میں مذہب حقیقی بنظر  
 کشی در رنگ آیدست عظیم منہ پارسا مذہب  
 در رنگ جہاں و علی نبینا وعلیہ السلام  
 بعد کہ مذہب خود می آید سولہ عظمیٰ از اہل اسلام  
 شایع الی غینہ از عظیم الزعفران  
 و مسکنہ او ایجابی و حق موم حقہ حقہ  
 مشکوب رہ حری علیہ الصلوٰۃ

اور ان میں بہت کی وجہ سے ہر نام الی غینہ  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لکھتے ہیں جو کہ  
 حضرت خواجہ محمد پارسا نے اپنی کتاب اصول مسند  
 میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انزال  
 ہونے کے بعد نام الی غینہ کے مذہب پر عمل کریں  
 گئے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۱۲ برس و نام عظمیٰ  
 (اور ان کے تصور میں ان کے پیر و کاروں کے  
 ہوتا رہے صراحتی پر گاہ کہ وہ ان کی تشدید کریں گے  
 کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں بہت  
 بلند ہے کہ وہ علیہ السلام میں سے کسی کی تقدیر  
 کیوں کہ وہ خود مجتہد مطلق ہوں گے)۔  
 خلقت اور تعصب کی مذمت کے بغیر یہ کہ مذہب ہے  
 کہ کشتی نگاہ میں حقیقی مذہب کی تقدیر ہے علیہ السلام  
 رکھنا دینی ہے اور مذہب مذہب حوسلہ کتابوں  
 کی صورت میں لکھا جیتے ہیں ان ظہری علیہ السلام  
 یہ بہت رکھنا کی وجہ سے کہ اہل اسلام کی بڑی اکثریت  
 نام عظمیٰ کی پروردہ کرتی ہے الی مسند اللہ صحت  
 و علیہ السلام

حضرت مجدد الحق ثانی کا یہ ارشاد کوئی کم مذہبی شہادت نہیں ہے۔ اور مذہب تعصب کی پیروی  
 ہے بلکہ نفس الہیہ حقیقت کے صیغے میں ظاہر ہے کہ توفیق حقیقی عز و شہادہ کو پر انظر الی غینہ ہے (جس میں  
 اختلاف اور تفاوت ناقابل انکار امر ہے)

مشہور غیر متفقہ عالم ہر قسم میں گویا زمرہ (المتفرقین) کہتے ہیں کہ علقمہ شیخ علی المتوفی عنہ صاحب  
کفر، مہمل و مفتوح: ۱۰۷۵ھ) الشیخ محمد طہر بن جنوی حضرت جمیع اہل اہل (المتفرقین) سے حضرت شیخ الامام  
اصناف دق مرینی (المتفرقین) وغیرہم رحمہم اللہ یہ حضرات فروغ میں ملکہ حنفیت سے متاثر  
تھے، لیکن ان میں سے کسی میں نہ مروجہ فقہانہ تفسیر، مقدمہ معیار و تعلق صرف طبعی بیان جدید (دوسرا)  
حضرت شامی و فی الفہم صاحب رائے کے مفہوم و حقائق پر طویل بحث کرتے ہوئے درست اور  
قرائن ہیں کہ:

۱۔ رائے سے نفس نفیم اور عقلی مروجہ کیونکر اس سے علی  
علم میں کوئی بھی جاری نہیں ہوا اور اس رائے سے کسی  
نئے بھی مروجہ نہیں جس کی بنیاد طاعت پر بالکل بین نہ  
ہو کیونکہ ہرگز کوئی ممکن اس کو پختہ بے گناہ نہیں  
کرتا اور اس سے مستبعد اور قیاس پر قدرت بھی  
موجود نہیں کیونکہ امر متقدم اور عدم صحیح، بیکر خود امام  
شافعی بھی نہ تعلق علی الزم سے نہیں رہے بلکہ  
استنباط و قیاس وہ بھی کرتے ہیں، بیکر علی الخلف  
سے دو قوموں پر سے جنوں نے ان مسائل کے بعد جو  
قائم ہوئے ان میں وہ ایک کے درمیان اجماعی قرار دے چکے  
ہیں، مقتضی میں سے کسی شخص کے اہل یا پسند کی  
تعمیر کی جو ان کا باوجود یہ کہ یہ کہ نظیر کو نظیر  
پہلے کہتے ہیں اور ان کو اصول میں سے کسی اصل کی  
طرح نہ دیکھتے ہیں، بغیر اس کے کہ وہ اہل بیت کا شیخ  
کہتے، اور علم میں وہ سب جو توفیق اس کو فاضل ہو  
اور نہ ان صاحب کا اور ان کے اہل بیت کا شیخ کہتے ہیں  
ان (عقلی) میں فرق اور ان کے اہل بیت کے درمیان

لوس المراد بالرای فضل الفہم والعقل  
فان ذلک لا یخلک من احد من العلماء  
ولا الرای انہی لا یعتمد علی لیسۃ اصلا  
فلنہ لا یحدہ منہ البتہ ولا تقدرة  
علی الاستنباط والقیاس فان اھلنا وادھنا  
بل الشافعی یقولنا من اھل الرای  
بالنفاۃ وہم یستنبطون ویقتضون بل  
المراد من اھل الرای قوم خود ہوں بعد اسحاق  
الجمیع علیہما بین المسلمون ادین جمہورہم  
انہی انھن علی اصل رجل من المتتبعین  
فکان کما مرہم حمل التقیر علی الظہور  
والمراد علی اصل من الاموال دون تسبیح  
الاحادیث والآثار والظاہری من لا یقول  
بالقیاس ولا یأثر الصحابۃ واتباعہم کذا وہ  
و من حرم وینہما المحدثین من اھل السنۃ  
طاحث و اسحاق ذہبی

(مجموعہ فقہیہ مروجہ و مرفوع طبع مصر)





تھامی تھو نہ بغلیس و نہ فریخ و نہ خریج و نہ تیس و نہ ستر و نہ (دائیرۃ المعارف ص ۳۳)  
اور ان چیزوں کی شے کی بنیاد قرآن و سنت پر قائم ہے۔

یہ بات میں غریبی طوطا خانہ فرماتے کہ اصحابِ اہل بیت ہرقل حضرت شاہ ولی اللہ صاحب  
(رحمۃ اللہ علیہ) میں (نعمانیہ ص ۱۸) کا معنی تو نہیں کرتے تھے مگر جب کسی عربی میں ان کو حدیث  
لی جاتی تو پھر وہ شے کو دروغ و اعتنا میں نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ امامِ نضر بن النعمانی جن کی شے اور  
حدیث پر حضرت امامِ اربعینؑ بھی یاد کرتے تھے اور فرماتے تھے ہوا قیاس، مصابی، (الجوہر ج ۱)  
حق ہے کہ میرے جملہ تلامذہ میں وہ قیاس کا زیادہ ماہر ہے اور انہوں نے ہی دھروہ میں بیٹھ  
پہلے امامِ اربعینؑ کی شے اور حدیث پیش کیا تھی (لسان المیزان ج ۲ ص ۱۸۸) ان سے حضرت  
امامِ عبد اللہ بن المہدیؑ کہتے ہیں کہ:-

معصیت نادرۃ یقول یمن لا تلحقہ ہانوی  
میں تھے امامِ زعفرانؑ سے سنانوں نے فرمایا کہ جب  
ماد اور اشر واذعبار اور شریک المرائی۔  
و مناقب بنی مریضہ لاجلہ علیہ السلام ج ۱ ص ۱۰۲  
کہتے اور جب کوئی حدیث لی جاتی ہے تو ہم ہی نہ لے  
کہانکہ کوئی حدیث لکھ دیتی ہے ہم شے پر عمل نہیں  
کہانکہ کوئی حدیث لکھ دیتی ہے ہم شے پر عمل نہیں  
کہانکہ کوئی حدیث لکھ دیتی ہے ہم شے پر عمل نہیں

اس کی مزید بحث مثلاً اشیائے عام پر نہ کی گی۔ یہاں تو صرف اس قدر ذکر کرنا کہ امامِ  
الکلی نے نہ تو استدلال حدیث کو چھوڑا ہے اور نہ استدلال اہل علم کے ہر ایک کے مطابق کسی حدیث  
میں روایتی یا روایتی لحاظ سے نہ کی گئی۔ غرض کہ خاوضہ نکسر آئے یا کوئی حدیث کسی دوسری سے متعارض  
ہو یا موضوع پر یا کسی اور قوی حدیث کی وجہ سے وہ ترک کرتے ہیں تو یہ بات الگ ہے مگر ان کتاب  
فہم اور دہشت و اہل ان میں کہ کوئی حدیث نہیں کہہ سکا کہ کوئی حدیث پر عمل نہ کرے نہ شرک کے طور پر تمام  
حدیثوں اور فقہاء و مجتہدین فقہانی میں مانجھ ہے اور اس باطن نظریہ کے تحت پھر تو بھی نہ کہ حدیث  
کھڑی نہ کرے۔ (الغنیۃ بالحدیث) اگر سب سے حدیث حضرت شاہ صاحب کی سابقین کے مطابق  
پہلے اہل علم میں بیان کرتے ہوئے یوں ارجح فرماتے ہیں کہ:-

بلکہ قیمت مراد یہ غنائے نفس و فہم و عقل ہے ازاں فوراً حد سے اڑ گیا و متعجب غی توانہ  
شد و نہ آں شے کہ نیست و نہ نیست، مسئلہ یہ کہ آں را خود معانی عدلی نمی توانہ نیست





بغیر حدیث کبھی بھی جاسکتی ہے؛ اگر کبھی جاسکتی ہے تو ٹھیک ہے، پھر نہ کہ پہلے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر نہ اور فہم کے بغیر حدیث نہیں کبھی جاسکتی تو پھر وہ مذہب کچھ ہوگئی؟ کبھی کوئی مذہب چیز بھی کسی قبول و ملحوظ چیز کا ذریعہ اور موقوف علیہ بن سکتی ہے؟  
 مرقی طاش کبریٰ زمرہ حضرت امام محمد بن الرشید کے حالات میں جو خود چوٹی کے اصحاب قرآن میں شمار ہوتے ہیں لکھتے ہیں کہ:-

نشأ بالکوفة وظلّ علی المذابی ای الاجتهاد وہ کوثر میں پیدا ہوئے اور ان پر نہ کہ یعنی اجتہاد ظہرنا۔  
 (مستدرک السعدۃ ۲: ۷۷ ص ۱۷۲)

کتاب ادب القاضی میں تصریح فرماتے ہیں کہ:-

لا یستقیم الحدیث الا بالمذابی ای بالمتقال حدیث کے لئے کے استعمال ہی سے درست ہو سکتی ہے  
 الذی فیہ بان بعدک معانیہ الشریعۃ ہیں جو کہ حدیث کے شرعی معانی جو احکام کے  
 الّتی ہی مناط الاحکام ولا یستقیم الذی علیہ منوط ہیں نہ کہ کے جاسکتے ہیں  
 لا بالحدیث ہی لا یستقیم العلل بالمذابی احکام کے لئے حدیث کے درست نہیں ہو  
 طوقہ بہ الا بانقحام الحدیث الیہ احکام کے لئے حدیث کے درست نہیں ہو سکتا  
 (بحوالہ مقدمۃ فہم الملہم ص ۱۷۲)

افضاعت سے فرمایا کہ صاحب الہی کے امام محمد بن الحنفیہ کیا فرماتے ہیں؟ یہی فرمایا ہے کہ ذی لئے کوئی حقیقت اور وقعت نہیں رکھتی جب تک کہ اس کی بنیاد حدیث پر نہ رکھی جائے۔ مگر یہی ہم کو ملنے والے ہیں کہ صاحب الہی کے کہہ کر کہنے سے باز نہیں گئے۔ انصاف کا تقاضا نہ تو ہے کہ حجت خدا صحتاً و قبحاً ممانکتہ۔

اسم ابن جریر کی اشاعتی ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

ذکرہ قال المحققون لا یستقیم لعل بالحدیث حدیث کے لئے کے استعمال ہی سے درست ہو سکتا ہے  
 یعنی استعمال الذی فیہ افہام الحدیث احکام کے لئے حدیث کے درست نہیں ہو سکتا ہے  
 معانی کو ملنے والے ہیں کہ صاحب الہی کے کہہ کر کہنے سے باز نہیں گئے۔ انصاف کا تقاضا نہ تو ہے کہ حجت خدا صحتاً و قبحاً ممانکتہ۔











حضرت علیؓ کی ایک روایت یہ ہے۔

مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصاف کا  
 مشاہدہ اہل الذمہ کی رعایت و عدم رعایت پر موقوف ہے  
 اور نیز حضرت علیؓ کے سوال کیا آیا رسول اللہؐ کے جیسے کوئی ایسا معاملہ پیش آسکے کہ جو کہ جہنم میں داخل ہو  
 تو نہ نبیؐ کو آپؐ کی غلطی دے جس سے آپؐ نے فرما دیا کہ عقوبت اور عتاب اس سے مشورہ کرو۔

مجمع الخزانة العامة سنة ١٢٨٤ هـ - رجب المرجب سنة ١٢٨٤ هـ -

حضرت ابو بکرؓ کے یہ معمول تھا کہ :-

۱۰۱  
 جیب و آن سکہ پر نہ کوئی قصہ مشرقی تو تھا تو کتاب اللہ  
 مریختہ نول مشرق میں اگزن کو اس کی وضاحت نہ حق  
 توفیق دے کہ میں اپنی غلط سے جیسا کہ کہوں اگر کہت  
 جو جہا تو مشرق وال کی حمایت ہوں در میری غلط ہوں  
 اور میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں ۔

(طبقات میں سے علیہ وسلم)

حافظ قمر الدین ابن البیہار الحنفیؒ والتمہ فی التفسیر اور لغت میں کہ:

حضرت ابو بکر کے سامنے جب کوئی ایسا معاملہ درپیش ہوا تو اس کو کتنا سب و منت میں تلاش کرتے، اگر وہ ان سے بھی کامیابی نہ ملے تو نہایت سب و منت میں تلاش کرتے، اگر وہ ان سے بھی کامیابی نہ ملے تو نہایت سب و منت میں تلاش کرتے۔

والاعلام ان موقعین باسفیہ (مر)

اور امام حیدر علیہ السلام نے جو دعائیں پڑھیں، ان سے اس کے دل میں یہ غلط فہمی بھی مٹ گئی۔

خدا: اجتماع رائے جمعہ علی امر قاضی بہ  
اداریہ و اعزہ طبع دمشق

جب ان حضرات کی ٹٹے لوگ دربر جمع ہو جانے کو  
عزت اور کچھ اس کے مطابق زخیر کر دیتے تھے۔

حضرت امام شافعیؒ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہیں کہتے ہیں کہ:

و انچه مقدم علیہ در این اقسام و القرائی و در محققیت معارف این علم غنی امروز یار و مشوره و سلیقه



اور پورا بیت دارمی جودا ملاطہ طبع و اشق میں بھی موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود و انس بن مالک نے فرمایا اگر کسی کے سامنے کوئی مسئلہ پیش آئے تو کتاب اللہ کے مطابق اس میں فیصلہ کر کے اور اگر کتاب اللہ میں نازل ہوئے نہ ہو تو سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے موافق فیصلہ کرے اور اگر سنت میں اس کو کوئی مینی حاصل نہ ہو تو پھر ایک لوگوں سے اتفاق سے اس کو فیصلہ کیا ہے اس کے مطابق فیصلہ کرے اور اگر اس سے اس کو کچھ نہ ملے۔

فصلتہ دانیہ فان لم یصل فیہ فلیس فیہ ولا یصل فیہ  
وہم لہ بامیر قال لعلکذا دالہ صلی صلیع  
وہم فی سنن الکبریٰ جلد ۲ ص ۱۱۱

اور یہ روایت کچھ تغیر "خامخ کے ساتھ دارمی میں بھی ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں:-

فان لم یصل فیہ اجتمع علیہ فسلوہ  
فصلتہ دانیہ اور دوسرا طبع دمشق  
تو یہ تمام باتیں سننے سے آج تک نہ آئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود و انس بن مالک نے فرمایا اگر کوئی مسئلہ پیش آئے تو کتاب اللہ کے بعد سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے موافق فیصلہ کرے اور اگر اس سے اس کو کوئی مینی حاصل نہ ہو تو پھر اس سے اس کو کچھ نہ ملے۔

قال علیہ دانیہ فان لم یصل فیہ فلیس فیہ ولا یصل فیہ  
وہم لہ بامیر قال لعلکذا دالہ صلی صلیع  
وہم فی سنن الکبریٰ جلد ۲ ص ۱۱۱

حضرت زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرو اور اگر کتاب اللہ میں کوئی مینی نہ ملے تو پھر سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے موافق فیصلہ کرو اور اگر اس سے اس کو کوئی مینی حاصل نہ ہو تو پھر اس سے اس کو کچھ نہ ملے۔

قال علیہ دانیہ فان لم یصل فیہ فلیس فیہ ولا یصل فیہ  
وہم لہ بامیر قال لعلکذا دالہ صلی صلیع  
وہم فی سنن الکبریٰ جلد ۲ ص ۱۱۱

حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرو اور اگر کتاب اللہ میں کوئی مینی نہ ملے تو پھر سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے موافق فیصلہ کرو اور اگر اس سے اس کو کوئی مینی حاصل نہ ہو تو پھر اس سے اس کو کچھ نہ ملے۔

جلد ہی کہہ تھا کرو۔

لَمَّا تَخْلُجْ فِي صَدْرِكَ مَعَالِي سِلَافِكَ فِي التَّوَكُّدِ  
مِنْ قُرْبَانِ عَشِيْقَةِ اَوْشَانِ بِرَاقِي سَوَرِ مِثَالِ وَاعْدَاكَ كَرَمِ بَهَائِ  
عَنْدَ خَالِكَ هُوَ سَلْبُ الْكِبَرِيَّاتِ ۱۰۰ (ص ۳۸)

یعنی اصل و رئیس علی کی مثال اور نظیر و پیش نظر بگو اور ذریعہ اور تھیں کے اندر علت اور وجہ  
نکوش کرو۔ اگر اس کی علت اس میں پائی جائے ہے تو اس کی کٹری اس سے ہٹ کر اصل کا حکم ضرر  
میں ثابت کرو۔ اسی کو قیاس کہتے ہیں۔

خلیغہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز (الموتی مسند) نے قاضی کے لیے پانچ شرطیں  
لگائی ہیں کہ۔

يَكُوْنُ مَالًا يَمْلِكُ قِبْلَةَ عَشِيْقَةِ اِلَهِي  
وَالْزَامِي ذَاتُ نَهْجٍ مِنَ الطَّبِيْعِ - جَلَا عَنْ الْخَطِمْ -  
عَلِيْقَةُ بِالْمَنْصَةِ وَصَلْبُ الْكِبَرِيَّاتِ بِمِثَالِ  
وَدَلِيْلِهِ كَالْمَلِكِ يُوْجِدُ كُنْجِيَّةً هِيَ اَنْتَ تَلَسَّسَ  
مُطَوَّلِيْنَ وَتَلَوِيْنَ مِلَّةً سَاطِئَةً يَكُوْنُ مَلِكًا وَكُوْنُ كُنْجِيَّةً لَمْ يَكُنْ

حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے وقت چھ حضرات کو نامزد کیا تھا کہ یہ حضرات اپنے  
میں سے جس کو چاہیں خلیفہ بنائیں۔ ان میں سے پانچ نے حضرت عبدالعزیزؓ کی معرفت کو اختیار کر لیا  
کہ وہ جس کو چاہیں خلیفہ منتخب کر لیں۔ انوں نے پہلے حضرت علیؓ کا نام پڑا اور فرمایا کہ اے علیؓ اگر  
میں تجھے خلیفہ بنائوں تو آج کا دن تم کہتے راشد اور مسند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ  
اور حضرت عمرؓ کے طریق پر چلو گے؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ۔

لَحْكُمُ بَكْتَابِ الْوَفَا وَسُنَّةِ رَسُولِهِ وَجِهَةِ  
طَلْفِ مَعْدُوْنِهِ فَقَالَ كَلِمَةً مَعْنَى اِنْ اَعْلَى  
مِنْ كِتَابِ الْوَفَا وَفَتْ رَسُوْلِ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ  
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَعْلَى مِنْ كَلِمَةِ اَعْلَى  
کہوں گا۔

اور حضرت علیؓ جب صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے تو قحش بن جہش نے دریافت  
کیا کیا آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے میں کچھ ارشاد فرمایا تھا؟ آپ نے جواب دیا کہ جہش  
صاحبہ الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بشری فکتہ رافقہ ثابت  
 کہ نہیں فکتہ ممکن ہو رہی اپنی ذاتی شے ہے جب تک  
 (انوار الوداد ج ۲ ص ۲۰۰)

مشہور محقق اور صاحب قلم عالم ابو عمر زہرہ عمری کہتے ہیں کہ

ان الکعبہ بالرحمن اعمھاب و رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم مشہور و افعالہ انصاف  
 اجماعہم ثابت اذ لیسوا بمعصومین عن  
 افعالہ و اربعینہ حیاتہ و عصرہ  
 شے کے مطابق حکم کن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے صحابہ سے مشہور ہے اور ان کے جہاد میں بھی  
 خلا کا احتمال ثابت ہے کیونکہ وہ خطائے معصوم  
 تو نہ تھے۔

آرافہ، مشافہ صراط محمد ابو زہرہ

حضرت حیات بن مند کی قبر کے موقع پر شے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند  
 فرما کر قبول فرمائی تھی (مسندک ج ۳ ص ۴۲۹)

اور حضرت مخیر ثوبین شجرہ ثوب سائبہ نے جسے چن بچہ لوگ ان کو غیرہ الرائی کہتے  
 تھے۔ (مسندک ج ۳ ص ۴۳۰)

الفرق غیر معصوم مسائل میں حضرات صحابہ کرام نے جہاں شے اور اجتماع سے کام لیا  
 ہے اگر دن کو جمع کیا جائے تو اجماع خاص اور فریقہ عام ہو سکتا ہے، اگر ہمارا مقصد وراثی اور ہر  
 کا استیعاب نہیں۔ ہم فرض یہ چاہتے ہیں کہ یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ قرآن و حدیث اور  
 اجماعی مسائل کے بعد شے اور فریقہ عام کا یہ خود مرفوع الحدیث حدیث صحابہ کرام کے اہل  
 سے ثابت ہے اور جو اہل سنت بھی اس کی تائید ہے۔ پھر شے اور قیاس کی خدمت اور اہل اہل سنت  
 اور صاحب قیاس کی ترجیح و تفضیل کیونکہ قابلِ ماعت ہے ہو سکتی ہے؟  
 لو ابھما صاحب کہتے ہیں کہ:-

مروعات مد قیاس شرعی است، محمود از صحابہ  
 و تابعین و فضلاء و مشکوکین، بآن رفتہ کہ اصلی از  
 اصول شریعت است، استدلالی و سببی و بیان  
 بر احکام و حدود، بمعنی و ظاہر و انکار غرض کرد و اندو  
 قیاس شرعی کے بارے میں اختلاف ہے، محمود صحابہ کرام  
 و تابعین و فضلاء و مشکوکین اس طرح کہتے ہیں کہ قیاس اصول  
 شریعت میں ایک اصل ہے جو احکام و ماعت سے  
 تعلق رکھتے ہیں، ان میں قیاس بھی شامل ہے۔

ہر (علاقہ، شیعہ، ملاح)

اور اہل قلعہ ہر اس کا انکار کرتے ہیں۔

اور آپ صاحب قیاس کے محبت شیعہ جو سب کے شریعت و سنتی الاثنیٰ پر کمر بستہ تھے  
کہتے ہیں کہ :-

مردانہ صحت صحیح برقیاس نادر کلا قطعی است اور قیاس پر بھی دلیل کی ولایت انکار کے نزدیک  
نادر آمدن کا قطعی این عبد ربہ غفٹہ نیست مذکور قطعی ہے اور علامہ احمد علی کے نزدیک قطعی ہے انکار  
عبد ربہ غفٹہ میں کدشوں کے غفٹہ، وہ تمام ان عبد ربہ غفٹہ میں اس بات میں کہ ان غفٹہ میں کہ غفٹہ  
وہی حقا ہے برقیاس نہیں ہو سکتا اور انہوں میں قیاس  
بزرگ سب سے اور نادر واقعہ ہی ہو تو ان میں قیاس  
کی نفی کرتے ہیں۔

مشہور غیر مقلد اور صاحب فکر عالم حضرت مولانا محمد طیف صاحب دینی کتبہ ہیں کہ :-  
"جہاں تک ان مسائل کو تعلق ہے جس کے بارے میں کوئی متعین نص موجود نہیں  
ہے تو جو شخص انہیں کے بارے میں کہتا ہے کہ قیاس و سنت کی ایک اور تالیف  
مستحبہ :- ۱۲ مسئلہ اجتہاد مسئلہ :-

ان تمام علم درست اور اعتبارات سے یہ امر آفتاب فیروز کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ غیر  
مستحسن مسائل میں قرآن و حدیث و اجماع کے بعد حدیث صحابہ کرام، اربعین، علماء و علماء  
نہجہ اور محدثین و زواہد و غیرہ کے نزدیک قیاس کے لئے جی نہیں چلتا :- ۱۰ تاہم وہ طریقہ حق کے  
نبیہ میں مسائل کے علاوہ اس سے احتیاط کا خیال ہے اور اہل علم و ادب اور علماء اہل سنت کا اتفاق  
ہے، ان صحت و اذکار میں انظام ہی اور اس قسم کے کچھ حضرات کا اس میں اختلاف ہے مگر ضرور  
تجربہ کے قریب سب سے متاثر ہیں ان کے اس لئے کہ ان کی وقعت ہو سکتی ہے اور ان میں  
کی دنیا میں اس کو کوئی اثر ہو کر نہیں ہے؟

حضرت امام ابوحنیفہؒ کی وقت کے قائل تھے؟

یہ باطلی ٹھیک ہے کہ حدیث ابیہ و حنفیہ قیاس و اجتہاد اور اعتبارات سے ہم سب سے





اللہ والاثر الصالح عنہ اللہ فثبت قلب  
الہدی الثقات عن الثقات فان لاجلہ  
تقول اصحابہ کذا بقول من ثبت ما  
اذا انتهى الاموال الى ابراهيم ولشعب والحسن  
وعلمہ فاجتہد کما اجتہدوا۔  
مسائلہ علی حدیثہ من مع معرفۃ حبلی  
سے منکر ہو کر ہوں سے لڑا ہوں اور جب قربت  
اور پیغمبر شریف، حبیب اور صلوات اللہ علیہ پہنچے تو انہوں نے  
سے بھی جتنہ کیا اور میں بھی جتنا کر سوں۔

امام عبد الوہاب شریفؒ اور امام ابن ماجہؒ اور امام ابو یوسفؒ اور امام صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ  
تیس سے ارشاد فرمادے۔

صلی اللہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
جاءی ہوا فی فعلی الراس والعین وما جلد  
عن اصحابہ تعزیر ما ملحد عن غیرہم فہم  
بجملہ وحق، جلال ودرہن جو اصل میں سزا کا  
والتحریرت کما ان سواہ ویتبع من حدیثہم  
کہ جو حکم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
ثابت ہو میرے ذہن باپ کب پر قرآن ہوں تو  
وہ سزا اور شہدائے پر اور جو چیز آپ کے احکامات میں ہے  
سے اس کے ترکہات کے قرآن میں سے کسی کو نہیں  
کہہ لیتے ہیں اور اگر غیر مندرجہ ہے تو وہ بھی بڑا  
خرج کے اعلان میں۔

مطلب یہ ہے کہ چونکہ حضرت امام صاحبؒ بھی بالاتفاق روایت کے اعتبار سے تابعی  
ہیں اس لحاظ سے تابعیوں کے ساتھ ان کی تفسیر و اجتہاد میں مزاہمت اور سعی اور تحقیق رہے کئی  
کول تلاش انگاہ امت نہیں ہے اور ہم جلال وحق جس کا کئی بے موقع اور بے عمل نہیں  
ہے اور ساتھ ہی عبد الوہابؒ نے بھی اس کے قریب ان کا نقل کیا ہے کہ لا شکک منہ صلی اللہ  
ابو حمزہ السمریؒ کا بیان ہے کہ

منعت ابا حنیفۃ یقول لا یجدنا عندہ  
عن المتبعی صلی اللہ علیہ وسلم لا یجدنا  
جاء عن الامام ابی حنیفۃ لا یجدنا عن  
میں نے امام ابو حنیفہؒ سے منعت الموانع فرمایا کہ  
جب ہم سے پاس آنے کی اجازت ملے تو اللہ علیہ وسلم کی حدیث  
کہہ لیتے ہیں کہ جو اس پر عمل کرتے ہیں اور جیسے پاس

التابعین رحمناہمہ والستفادہ منہما طبع حضرت صدیق اکبرؓ کے اقوال آتے ہیں تو اس میں سے کسی کو  
 حضرت علیؓ کے بیان سے بھی اور اگر ہمارے پاس تاہم اس کے  
 منقولہ واپس لایا ہوا ہے (صفحہ ۲۰۲) اقوال آتے ہیں تو ہم ان سے علیؓ کی امت کو کہتے ہیں  
 اور حضرت علیؓ کی امت کو اہل بیت کا قولی ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں کہ:-

ما جاء من الله ورسوله لا نتبعها ولا نعصيه وما جوہر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر حق مطلق علیہ  
 اختلف فيه الصوابية بغير فناء ولا طغيان عن وکلمتے ہیں پیچھے کتبہ قرہم اس سے بکاؤ نہ کیجئے  
 طبعہم لغيره فان تركوا (طبع لغيره صریحاً) اور جس چیز میں حضرت علیؓ کا اختلاف ہوتا ہے  
 قرہم ان کے خلاف اس سے کسی کو نہیں کہتے ہیں بلکہ غیر کے  
 اقوال کو کہتے ہیں اور چھوٹے بھی ہیں۔

اور مرقی احمد بن حنبلؒ نے اہل بیت کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ:-

ما جاء من الله تعالى لا نعصيه ولا نعصيه نحن التابعون فهد رجالاً وعلیہ  
 نحن رجالاً مستباح السمع والسمع (صفحہ ۲۰۲) جو چیز جائے اس حضرت علیؓ سے پیچھے ہے  
 اس کو ہم ہمہ انداز اٹھوں پر چھوٹے ہیں اور حجۃ الوداع سے  
 آتے ہیں اور وہ بھی اور اہل بیت میں سے ہیں۔

اسلام میں جو کسی اور علیؓ کی امت کو ان کا یہ قول بھی نقل کرتے ہیں کہ:-

ليس لاحد ان يقول بغيره مع كتاب الله کسی شخص کو کہ نہ اللہ ورسول اللہ کے ساتھ  
 قطعي ولا مع سنة رسول الله صلى الله عليه میں نہ کلمتے حق عامل نہیں اور اسی طرح جس چیز  
 وسلمه جميع ما اجمع عليه الصحابة والائمة السان پر حضرت علیؓ کا اور امت کا اور حجۃ الوداع سے  
 منك والفظلة وفي لفظ لغيره او بغيره عن اس کے مقابلہ میں کسی کو کہتے ہیں کہ لاہن  
 ائمة ذیل انہما ہوا (صفحہ ۲۰۲) نہیں پہنچتا۔

ان تمامہ واضح اور روشن اقتباسات سے آفتاب بصوت اعتماد کی طرہ پر بدست کشمکش  
 ہو گئی ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے تو کتاب و سنت اور اقوال حضرت علیؓ سے بدست کشمکش  
 تھے اور نہ منکر بلکہ صاف طور پر وہ کچھ اعتقادوں میں یہ تو کہتے ہیں کہ میں اس وقت اپنی زبان سے  
 قیاس سے کام لیتا ہوں جبکہ قرآن و حدیث اور اقوال حضرت علیؓ میں چھوٹے کی جگہ پر نہ ہوں بلکہ



میکہ کہ ہذا مشرق من الی حدیثہ حدیثہ و اشکالینہ تقریباً مذہبہ لیکن اثر کے بے  
 فیہرہ جہ تاویل الحدیث و معنی ۱۵۰ امام ابو حنیفہ کی ضرورت سے تاکہ ان کی حدیث  
 زون عقب موافق ہو (مستط) حدیث کی تفسیر ان کا معنی صحابہ کے  
 اور علامہ طیبہ بغدادی دینی سند کے ساتھ امام عبد اللہ بن النبیان کے سے روایت کھوئے  
 ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ۱۰

ان حلال الا شقہ معروف و احقیق او طرائی اگر اثر و حدیث معروف ہو اور اس میں شک نہ ہو  
 فلا یجی مالک و سنیان والی حدیثہ و ابو حنیفہ ہیشہ کے تراجم و کتب امام مسنی نے  
 حنیفہ و اذہر فطنتہ و مضمومہ علی المفقہ اور امام ابو حنیفہ کے کتب مملو کتب چاہیے  
 و ہر فک الشوۃ ۱۰ اور ابو حنیفہ ان میں سے کسی شے تک پہنچے  
 و ہر فک الشوۃ ۱۰ و ہر فک الشوۃ ۱۰

یہ سنہ گہمی تو حدیث کے متعلق کے معانی ہر قے ہو گہمی مضموم کے موافق اگر  
 حدیث سے اس طرح استدلال کا کسی نے نہ کر دیکھا ہو تو وہ حضرت امیر المؤمنین ابو الحدیث  
 ابو یوسف کی صحیح بخاری کے باب و تراجم سے لگا سکتا ہے کہ بعض مقامات میں حافظہ دنیا  
 امام ابن جریر صفحہ ۱۱۱ سے امام طہر حدیث و فقہ بھی حدیث اور ترجمہ الباب کی تحسین کرتے ہیں میرا  
 کوشش شدہ رہ چکے ہیں وہ تو میری توجہ کہتے ہیں کہ اس کی کوئی نظر نہ ہو یہ دعویٰ کہ دلیل  
 کی مطابقت نظر نہیں آئی مگر شہادت پاک کو جہی سے کام نہ لیتے تو ہر ضرورت سے ہی  
 اپنے کہ گاہ سے کہ فقہ ابھار دیتی تو بول و التبعہ

استماعی نامت کی حدیث کہ اگر کوئی ایسی ہی دقیق اور پاک نفع دلیل حضرت امام ابو حنیفہ  
 کسی حدیث سے استنباط کرتے ہیں تو حجت ہو کہہ دیا تاکہ یہ حدیث کے خلاف معتبر  
 ہو علیٰ ہر حال اس مقام میں توجہ سے بالکل خالی ہو جائے اور بالکل امام ابو حنیفہ کا کام غیر مسلمین  
 اور شیعوں میں اپنے گناہ سے اور جی ہو کہنے والے ان کوئی بات کہہ گئے ہیں۔

مشہور محدث علی بن خشرم در استماعی سے کہ فقہ سے تفسیر چاہا کہ بیان ہے کہ  
 کما فی بعض صحابہ بن حدیثہ خالی ہوا امام ابو حنیفہ بن حدیثہ کی مجلس میں تھے جس نے



ہذا الذی نحن فیہ لای نؤخّر نعتہ علیہ  
 وہو یقلد یحب علی احد قلوبہ بکراہیۃ  
 فمن عین عنہ شیئی احسن منه فلیات  
 بہ ۵۰ (الانتقاد ص ۷۰ الفکر ۷۰ الخیرات  
 المسان ص ۶)

یہ جو ہمارے عقیدہ کی سب سے شریف بات ہم اس پر کسی  
 کو مجبور نہیں کرتے اور نہ کہتے ہیں کہ بکراہت اس  
 کو قبول کرنا کسی پر واجب ہے، بلکہ کسی کے پاس اس  
 سے بہتر شے ہو کر وہ اس کو مانے۔

علاؤ الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ:

ہذا الذی ۵۰ وهو احسن مافقہ لنا علیہ فمن  
 جلد نابا احسن من قولنا فهو الذی ۵۱ بکراہیۃ  
 منا۔ (ماویج بعد لا ج ۲ ص ۲۵۴)

یہ وہ اچھی شے ہے جس پر ہر قادر ہو سکے جس کو  
 جو شخص چاہے اسے قبول سے سزا قبول کرے اس کے  
 تو وہ ہمارے قول سے زیادہ اہل اور بہت درست  
 ہوگا۔

اور امام شافعیؒ ان سے اس طرح نقل کرتے ہیں کہ:

وکان اذا افقح یقولون ہذا الذی ۵۲ ابی حنیفۃ  
 جب وہ فتویٰ دیا کرتے تھے تو صاف دہاتے تھے  
 وهو احسن مافقہ لنا علیہ فمن جلد نابا  
 کہ بکراہت اس کے لئے ہے جس پر ہم کوئی کے ساتھ  
 حشہ فہذا الذی ۵۳ بالعقاب ۵۴

تو اس کی شے زیادہ قابل تہم ہوگی۔

(میتھان برامق صلیح ص ۶)

اغلانہ کیجئے اس سے لے کر تو واضح کہہ کر اپنی رائے کے سامنے کسی کو مجبور نہیں کرتے اور  
 عرابی شے بکراہت کسی کے گھر میں بڑھانا چاہتے ہیں، بلکہ ہمہ تقریباً نصف اہمیت  
 سے زیادہ حضرت سے ہر دور میں ان کی رائے کو محض اس لئے قبول کیا ہے کہ حضرات اہل  
 کرام کے بعد پوری اہمیت میں ان کی رائے سے بہتر شے کسی کی ان کو نظر نہیں آتی ہیں اور جسے  
 کو چاہئے کہ بہترین کر دے اور غلط فہم وہی کی رائے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور اس کی پیروی کرتے  
 رکھتے ہیں جیسا کہ یہ اپنے مقام پر بہترین ہے۔

ایصال بلا شک، امام صاحب اور آپ کے اصحاب اہل الرائے ہیں مگر نہ موم اور قیصہ رائے  
 کا دعویٰ نے ہرگز اس کو تسلیم نہیں کیا اور نہ فی نفسہ اہل الرائے کو ماننے کی وجہ تہنیت ہرگز بائیں

قومین صفت ہے۔ اس اگر کر کے باطل یا مستحب اسلامی پسج کا مظاہرہ کرتے ہوئے مذکورہ بالا  
تشریح کے تحت دیکھتے ہیں اور اصل اس لئے کہ مزاجی کرتا یا اس سے خلوت و دشمنی بکھٹکے تو اس کا  
مخرج اس جہان میں کچھ نہیں ہو سکتا۔ کت ذلت جو ان ہی میں اس کی تفسیر کھٹکی کی نشاۃ اللہ تقویٰ۔  
چنانچہ امام ابن حجر مزی نے لکھتے ہیں کہ :-

عَلِمَ أَنَّ بَيْنَهُمْ نِيكَاحَ بَنٍ وَتَعْطِيمَ مَن  
قَوْلُ الْعَلَاءِ عَنِ ابْنِ حَبِيبَةَ وَأَصْحَابِهِ أَنَّ  
أَصْحَابَ الرَّأْيِ بَنٍ مَرَادُهُمْ بِذَلِكَ تَعْطِيمَهُ  
وَلَا تَعْطِيمَ بَنٍ أَنَّهُمْ يَتَعَمَّقُونَ رِيْهَمَ عَنِ سَنَةِ  
وَسُوءِ التَّحْصِيلِ أَلَيْسَ عَلَيْهِ وَهَدَ وَلَا عَلَى قَوْلِ  
أَصْحَابِهِ لَوْ أَنَّهُمْ نَزَلُوا مِنْ ذَلِكَ فَتَعَمَّقُوا  
ابْنِ حَبِيبَةَ مِنْ تَحْتِ كَتَبُوا مَا مَلَكَ مِنْ  
أَوَّلِ الْخَلْقِ بِمَا فِي الْقُرْآنِ فَإِنَّ تَعْطِيمَهُ لَمَّا  
وَنَافَ لِعَرَبِيَّةٍ فَعَمَّقُوا أَصْحَابَهُ وَتَنَافَ  
اِخْتَلَفُوا خَدِيسَ كَانَ الْقُرْبُ إِلَى تَقَرُّبِ  
وَالْقُرْبُ مِنْ قَوْلِهِمْ وَلَمْ يَخْرُجْ جَنَّهُمْ  
فَالنَّاسُ يَعْرِضُونَ لَهُمْ جَنَّهُمْ قَوْلُهُ لَمْ  
يَأْخُذْ بِقَوْلِ أَحَدٍ مِنَ التَّائِبِينَ بِلِ  
يَحْتَمِلُهُ كَمَا جَنَّهُمْ وَ - ۵۰

راخبروت المکان وقت وقت بطبع ملحق

کچھ جہان چاہئے اور اگر پر یہ باعث دعوت کفری  
کے ان ذوال سے جن میں منہر نے اور اذنیہ  
۵۰ ان کے صاحب کو اس طرح کے کہ ہے یہ مذکور  
اور اس سے اس کی تفسیر کرنا چاہتے ہیں ورنہ ان  
کی اس سے یہ امر درست کہ وہ اپنی لئے کو سنت  
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے حکم سے  
صنائے کے قوس پر مقدم کرتے ہیں عا شا وکھ عا  
سے داخل برقی اندہ پڑا رہی کہ کہ نام انوسینہ سے  
مشورہ فرق سے یہ کہ اس میں کو خلاصہ یہ ہے کہ وہ  
سنت پر عمل کر کے تھے۔ اگر اس میں  
کو عذر دیا تو سنت پر عمل کر کے تھے۔ اگر سنت  
ہی راجع تر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
صنائے کا احکامات جو ان کا بڑا قول قرآن و سنت  
کے قریب تر ہیں اس کو سے جیسے وہ ان کے قول  
سے خارج نہ ہوئے اور اگر عزایت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
ان کو قرآن و سنت کا قوس نہیں ہے بلکہ وہ ان کے  
سنا تھا کہ یہ ہے حق و وہ خود بھی جو سنت  
کر کے تھے۔

یہ سنا بہت پہلے مقرر ہو چکا تھا اس میں بالکل واضح ہے، بلکہ یہ تفصیل کی محتاج نہیں ہے

اہم میری رہا سب طواری، شے غنی کھتے میں کر۔

فصل فی بیان ضعف قلوب من نسب الزمان  
 الضعیفۃ فی منہ یقدم لغویاں عطف  
 حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 علیہ السلام هذا الکلام صدق ومن تعصب  
 علی الزمان ومنہ صیغہ تنوع  
 فی مقالہ غافل عن قولہ لسانی ان الشیخ  
 وابعدو لغویاں فعل انما کنت صفا  
 منہ منہ ۲۰

زمین و جلد منہ ملع مصر

اور اس پر چھو غرضی بحث کرنے کے بعد آگے لیں اور قدامت میں کر۔

فصل من جدیدہ قدیمہ و الزمان  
 بغیر ایضہ مع وجود الفتن طعنہ  
 المتعصبون ان عیسٰی و نسب بعض  
 علیہ فکثر انصب او  
 (میرزا) یہ صیغہ  
 اور پھر آگے رفتہ الزمان کہ آیتان

فانہم تبصر من صفا زنی یث لعل  
 الثریۃ الزمان ان عظم الوحیۃ النجاش  
 بن شہد یعنی اللہ عنہ خلافت مابعد حنیفہ  
 شہد بعض المتعصبین و ما فیہ یث الزمان  
 الثقیۃ من زمام ذائقہ تعبد فی الہجہ  
 او (میرزا) یہ صیغہ

یو الفلانی گویاں کی، است کر عیسٰی بنی کے  
 سب سے جو کہتے ہیں کہ وہ ابو حنیفہ، قیام سر کو نسب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد پر مقدم کرتے  
 میں نہ پایا پہنچے کہ یہ کلام امام ہر طرف کے باشد  
 میں اس شخص سے صادر ہو سکتا ہے کہ تعصب و میں  
 میں بہت کہ او گنگو میں پروردگار کے لئے دار اس میں  
 اور وہ حق ہے کہ اس قول سے حال ہے کہ  
 بے شک کہ ان کو اور ان سب کے لئے  
 میں اس سے پہچان کر۔

ہر ملے جو بحث کی سہولت اس سے کوئی یہ ضرور  
 گناہ ہے کہ ہم ہر وقت نص کی جو دلی کی کمی قیاس  
 نہیں کرتے تھے جو کہ متعصبین نے ان پر کیا  
 سہولت ان و اس وقت قیاس کر سکتے تھے جب  
 نص دہر و نہیں ہوتی تھی۔

ان دونوں سے ایک پہلے نہیں ہے اس لئے کہ  
 جو شایعیت کی حقیت جو ہر طرف سے نظر  
 میں رکھیں کہ ان کو خیال متو شک و ان کی  
 حریف نہت کہتے ہیں کہ ان کی ہر نیابتی کے  
 متعصب کی قیامت کے ان جب کہ وہ ان کی  
 کلام اور زور ہو۔



تعلقات کی بابت یہ سب کچھ کہ نام معروف اور آچکے اصحاب کی یہ صفائی پیش کئے گئے ہیں  
 حقیقی نہیں تاکہ مذہبی تعصب یا سبب و عمری کا الزام ان پر عائد نہ کئے۔ ان کی تصریحات کو نظر انداز  
 کر دیا جائے بلکہ یہ حضرات شافعی المذہب میں اور امام شوافیؒ تو وہ بزرگ ہیں جن کی متحدہ عبارتیں  
 مولانا میر صاحب نے کاسرچ اور سرٹ میں اور قوت خدیجہ تقلید نے دشمن دیکھتے مٹا دیئے اور استدلال  
 و سمجھ بچ گیا ہے اور ان کے علم و دیانت پر کئی دغما دیکھتا ہے۔

یہی امام شوافیؒ باوجود شافعی ہونے کے احناف کے دلائل و براہین کی قوت سے متاثر ہو کر  
 یہاں تک پہنچے کہ یہ قرآن کے ہیں کہ:-

ہر فعل ان زکریٰ کے اس قول کی تضعیف میں ہے جو  
 یہ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دلائل عامہ  
 ضعیف ہیں بلکہ میرے بھائی آدم بن سہل نے شک  
 میں رہے بھلا وہ تسلیٰ مذہب اربعہ کے دلائل کا علم  
 کیا ہے اور خصوصیت سے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک  
 دلائل کا سو میں نے ان کے مذہب کو دلائل کے مزید  
 و تمام کے ساتھ دیکھا ہے چنانچہ میں نے امام ربیع  
 بن یزید کی تقریر میں ملاحظہ فرمائی کہ انھوں نے ان کے  
 طریقہ اور کتابت شروع دیکھی ہیں، میں نے علم صاحبانہ  
 ان کے محدث کے دلائل خط کئے ہیں جو کچھ حسن  
 حدیث کو طرف راجع ہیں یا ایسی ضعیف حدیثیں  
 ہیں جو کثرت طرق کی وجہ سے یا کچھ کے ساتھ حاکم  
 میں اور تین سے کثرت طرق کے ساتھ مروی ہیں  
 میں نے انہیں جمع کر کے دیکھے۔

فصل فی تضعیف قول من قال ان ادلة  
 مذہب امام ابوحنیفہ ضعیفة غلبہ علم  
 یا شیخ فی طاعت عبد اللہ تعالیٰ ادلة  
 مذہب اربعہ لا یجوز ادلة مذہب امام  
 ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فی خصوصیت بہ  
 اعتبار طاعت علیہ کتب متفرجہ بحادیث  
 الہدیۃ لمرافقا الزیلعی وغیرہ من کتب الشرح  
 ترکیب اولیٰ رضی اللہ عنہ وادلة مذہب بہ  
 ملین صبیح او حسن وضعیف کثرت طرق  
 حقیقی الحق مالک بن نوایس فی حقیقۃ الحجاج  
 بل من ثلاثہ طرق واکثر فی عشرة اھ  
 (میں نے یہ دیکھا ہے طبع مصر)

امام شوافیؒ بھی کہتے ہیں کہ:-

جو شخص نے ان حدیث کے کسی قول پر عمل کیا ہے تو حسن

والہ مطلق تعالیٰ قول من اتواہم الا

پہلے کہ یہ صاحب حسنِ حیثیتِ خلیلہ و ہر اس حسنِ حیثیت  
وفاقِ صلہ و رحمہ علیہ و سیدنا الامام ابو خلیفہ  
ابو حنیفہ النعمان بن حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ علیہ و آلہ و صحبہ و تابعین و ائمہ کبار  
علیہم السلام و اہل بیت و وصایا و ولایہ و  
استنباطات و امور (مستحقانِ حجت و اسلاف)

جہالت کی وجہ سے کیا ہے یا توحید و دلیل کو نہیں  
سمجھ سکا اور وہ خود تو اس کی ہر ایک کو نہیں سمجھ سکا  
خاص کر اہم حکم پر حنیفہ پر حق تو قابلِ التفات  
ہو نہیں کہ اگر ضعف و غفلت اس کے کثرتِ علم و  
درجہ و حیثیت و درجہ و قیاس و مدارک اور استنباطات  
کی وقت نہ ہر ایک پر مشفق نہ ہو۔

مشہور علامہ شبلی نعمانی (المتوفی ۱۳۵۸ھ) نے امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں بعض سے یہ فیصلہ کیا تھا کہ نہ ان کے پاس شیعہ جہت اور نہ حدیث۔ اس قول کو نقل کر کے امام شعروانیؒ نے لکھتے ہیں کہ:-

فہم لم یسئلوا یصدق هذا القول فی سما  
 قال فی حق الامام ابی حنیفۃ وقد  
 تم بحمد اللہ اقوالہ و اقوال اصحابہ  
 لعلہ انزلت کتاب اولیۃ الذہاب فہم اجد  
 قولہ من اقوالہ و اقوال اصحابہ و ہو مستند  
 لابی امامہ ابو حنیفہ و انشا و منہ و ہذا  
 حصہ ضعیف کثرت خطبہ طوائف اس  
 صحیح علی اصل صحیح الخ  
 (بیروزی ج ۱ صفحہ ۱۰۰)

اگر یہ حوالہ کسی جتنی عالم کا ہو تو مشہور کہادت کے مطابق غم کی عمر بلی وال پر بار کر کے اس کو بڑھایا جاسکتا ہے مگر یہ حوالے تو عام عملہ لوہٹ کے ہیں جو بھول پر و سب کے شامی تھے لیکن بہت سی دسب و حاشیہ تاریخ اہلحدیث حضرت ام المومنین بیان بھی وہ غائبیہ و بوجہ کے و فنی گوشت ذکر کرنے کے ہمیشہ ہیں۔

خیر واحد قیاس پر مقدم ہے۔

فقہ حنفی کثر الشذوذ کا مقیم کی بیان تک تصریحات موجود ہیں کہ خیر واحد قیاس ہی پر مقدم ہے چنانچہ فقہ حنفی کی مستند اور شذوذ کی کتاب در مختار (مستفاد علامہ علاء الدین محمد بن علی المنہجی الحنفی المتوفی ۷۸۵ھ) اور اس کی شرح رد عماد (مؤلفہ علاء الدین محمد سیوطی ۸۹۱ھ المتوفی ۸۹۵ھ) میں فقہ مانہ کا ذکر ہے یہ سکر بیان کیا گیا ہے کہ:-

وَقَدْ عَلِيَ اصحاب الحديث اذ يذهبون فيه      اگر کسی شخص نے اصحاب الحديث کی کوئی چیز ردفت  
عناصري اذ لم يمكن في طلب الحديث      کی تردید کی، الٹک اس میں داخل دہر گلا تاؤ تکیکدہ  
الحنفي مكان في طلبه اولا۔      حدیث کی طلب نہ کرنا ہو اور حلی اصحاب الحديث  
کے نحو میں داخل ہے عام اس سے کہ وہ طلب  
حدیث میں مصروف ہو جائے۔

اور اس کی دلیل اور وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ:-

لكونه يدل بالمرسل وقت عدم خبر الواحد      اس سے کہ حقیقی مرسل حدیث پر بھی عمل کرنا ہے  
على التماس من روى الحديث مرة واحدة      اور خیر واحد کو قیاس پر مقدم سمجھنا ہے (لنا اور  
الحدیث کا تائید مصداق ہے)

اس عبارت سے جہاں مراجعہ کے ساتھ یہ ثابت ہوا کہ خیر واحد قیاس پر مقدم ہے  
اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر خلافت اصحاب الحديث کا غلط فہم ہونے کی اس سے خلاف حنفی  
مراہدوں کے کیونکہ وہ مرسل حدیث کو بھی تسلیم کرتے ہیں حدیث حنفی المساک مرسل کو تسلیم نہیں  
کرتے اور یہ حقیقت ہے کہ تمام اصناف کو مٹنے والے ہی اہل حدیث ہوں گے اگرچہ وہ  
طلب حدیث میں مصروف نہ بھی ہوں کیونکہ وہ اصولاً سب کو تسلیم کرتے ہیں۔ ہاں اگر  
شافعی الٹک حضرت طلب حدیث میں مشغول ہوں تو اس وجہ سے وہ بھی اصحاب الحديث  
کا مصداق ہو سکتے ہیں اور وقت کے حتم ہوں۔ مرسل حدیث کے تحت ہونے کے لئے  
میں ہم نے اپنی مسند کتب احسن الکلام میں باحوالہ بحث عرض کر دی ہے وہاں ہی اس کا  
مطالعہ کر لیں۔



اذا اذبح محمد بن وطان على خلاء فلفظ تعجب  
 جعل بالحدیث لم یکن قال الحدیث 14  
 یخرج من کون حنفیہ الامل به فقد  
 مع حدیثه قال اذا اذبح حدیث فہو  
 مذہبی۔ (رشتہ برائت طبع مصر)

جب حدیث صحیح بہت پر اور مذہب کے خلاف  
 ہو تو حدیث پر عمل کیا جائے اور حدیث پر عمل کرنا اہم  
 اور حدیث کے مذہب پر عمل کرنا کم ہے  
 ان کا عقیدہ حق ہو سکتا ہے اور یہ مذہب کو کون کون  
 صاحب سے بھی بہت کے ساتھ بہت پر عمل  
 ہے نہ اس میں فرق نہ کہ جب حدیث صحیح ہو تو وہی  
 میرا مذہب ہے۔

اور عزت میں اعلیٰ القدری احکامات کا یہ مذہب نقل کر سکتا ہے۔

ن منہ ہجم القوی نقد یہ الحدیث  
 تضعیف علی القیاس المیزان لہذا یحتل  
 الغنیۃ (صفحات ۲۸۷ طبع مصر)

نفاذ کا قوی مذہب ہے کہ وہ ضعیف حدیث  
 کو بھی ضعیف قیاس پر ترجیح دے گا اور یہی احتمال  
 مقدم ہے۔

حیرت کا مقام ہے کہ حضرات حدیث ضعیف کو بھی قیاس پر مقدم سمجھتے ہوں یا  
 پر یا اگر کوئی حدیث پر عمل کرے کہ وہ بھی حدیث کو ترک کر دیتے ہوں گے یا قیاس کو بھی  
 غائب کر کے کسی غلط استدلال سے یہ ثابت کر دیا گیا ہو تو یہ بھی پر عمل کر لیں گے کہ جب  
 جو حضرات مجتہدین کو معصوم عن الخطا قرار نہیں دیتے کہ ان کو خیر امتداد کو یہ تمام کس قسم حاصل  
 ہو سکتا ہے؟ اور نہ ایسی خطائیں پر حقی مسلک کا وہ اسے کہ وہ بدست ایسے اجتہاد اور قیاس  
 کی برائی سمجھ رہے ہوں۔

ضعیف حدیث بھی سنبھالنے پر مقدم ہے۔

میں یہ خواہش ہے حدیث کے بارے میں جو امتیاز کی بات ہو کسی اور نے نہیں کی یہ ایک  
 بات ہے کہ اگر ان حضرات میں را کر ان سے علمی یا فشرکیا جاننا ہے ان کی بنا کردہ شروہ میں  
 شدت و عمل اناری پر گہریت کی جائز ہے اور علمی میدان ہے اور اس میں اختلاف و راست  
 کے ساتھ وہی عمل کو اختلاف نہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ یہ ان میں نہ تو ایسے اصحاب نہ ہوتے  
 حدیث کو بھی قیاس پر مقدم سمجھتے ہیں، چنانچہ مقدم ان پر عمل کی گئی ہے۔

وقال ابن حزم جميع صحابى بنى حنيفۃ  
 محمد بن علي بن مذهب بن حنيفۃ  
 الحديث ائلى عنه من القى من  
 (الحديث القى من مذهب)

اور فراس صاحب کتب لکھتے ہیں کہ :

وقال ابن حزم الاجماع على ان مذهب  
 بنى حنيفۃ ان ضيفت الحديث ائلى  
 عنه من المذهب والقياس اذ لا يوجب  
 في انساب بنى زريق الطالاب ص ۳۸

کہتے اور کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ تیسب تحریروں میں "ابو حنیفہ" کا مذہب ہی پر ہے  
 کہ ضعیف حدیث بھی قیاس لگائے اسے اولیٰ ہے اور اس پر علامہ ابن عزم پختہ وسیع النظر  
 محقق عالم اجماع نقل کرتے ہیں قرآن پر یہ الزام کہ کوئی درست ہو سکتا ہے کہ وہ صحیح حدیث کے  
 ساتھ بڑے بڑے قلم لکھتے ہیں اور ابن مثنیٰ وہ منسوب لکھتے ہیں کہ قرآن و حدیث کو مخالف قرار  
 میں وہ خود اعتقاد نہیں نہیں سمجھتے و عازا اللہ! اور ان کا ثناء اور دلائل و براہین کی گناہت  
 ہی قلم لکھتے ہیں یہ خیال کس قدر ضلالتیہ بنیاد اور محض بدلی و تعصب کی پیداوار ہے  
 نعوذ باللہ من شرور الشیطان۔

چنانچہ علامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے مشہور حدیث عبد اللہ بن داود الخزرجی ابلانوف  
 سے اسے جو لمناظ الامام اور لفظ و متعبر اسے حدیث ضعیف سے نفی کر سکتا ہیں ۔  
 انہوں نے فرمایا کہ :

الناس في الحديث حساسه وجه اوله  
 احتفاء عندى حارة الجاهل  
 (تہذیبی ۲۷ ص ۳۸) و تہذیبی ۲۷ ص ۳۸

اور علامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ : "قاضی الحنفی بن عذارہ کے حوالہ سے" اور بت کرتے ہیں کہ

منوں نے ہم جو ضیو سے فرمایا کہ اور  
وَمَا يَكْتُمُونَ خِيَاةَ اَنْفُسِهِمْ  
آگ آپ کے ہاتھ میں محض حد کی وجہ سے  
کلام کرتے ہیں۔  
(پیشہ ادبی جہ ۲۰۰۳)

یہ یہ بہت کہ جاہل سے یہ مراد نہیں کہ ان میں کلام کرنے والے علم ہی سے جاہل ہیں بلکہ مثال  
سے مراد یہ ہے کہ باوجود محدث فقیر اور علم دین ہونے کے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے یہ صحیح  
علم و طرز استدلال اور فقہاء ہست کے اقدار سے ناواقف ہوں یا اس طور کہ ان کا زمانہ نہیں پایا  
ان سے اور ان کے اصحاب کے متفرک بنا پر ان کی کتابیں نہیں دیکھیں یا حدیث میں کے غلط فہم  
سے متاثر ہو کر امام صاحبیت کے علمی مقام کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی وغیرہ اللہ۔ اسس  
مقام پر جاہل کے عظمت سے جسے ہی حضرات مراد ہیں اگر تہ وہ اپنے مقدم پر اکابر محدثین ائمہ  
علم اور پایہ کے محققین ہی کیاں نہ ہوں۔

حضرت یحییٰ بن معینؒ کے سلسلے جب کوئی شخص حضرت امام ابوحنیفہؒ کی شان میں کلمہ  
کر آوے برائی کے ساتھ ذکر کرتا تو یہ فرمایا کرتے تھے کہ اور۔

حسد و الدنئی لافند و نالوا فقلند  
فالقوم اعداء له و تحجبوا  
لوگ نے ائمہؒ سے حسد کیا کہ ان کے دین کو کھینچ کر  
سو قوم ان کی مخالفت اور دشمن بنی ہوئی ہے  
حسد و بغیاء انہا لدمید  
جس میں غیب اور حسد کی برکتیں اس کے فائدہ سے حسد و بغیاء کی برکتیں ہیں کہ وہ تہ ہر صورت سے  
(ذیل الجہاد ص ۲۰۰)

ما تظاہر جہاد لہ لکن تحریہ فراتے ہیں کہ اور۔

و انما ایتنا علی ابی حنیفۃ الحدیث و ما من  
اہل العلم من ینسب الی الحدیث و کثیر  
لہ یمن احد بنقل قبیح ما قبل فیہ کہ عوا  
بذلک فی ابی حنیفۃ و ما من و ما من  
مع هذا یحسد و ینسب الیہ ما لیس فیہ و  
لوگ نے امام ابوحنیفہؒ کی اہل حدیث کی وجہ سے جس  
جسبہ جوئی کی ہے اور اہل علم میں سے بہت سے  
حضرات ہیں جو اہل حدیث کی طرف نسبت کئے گئے  
ہیں لیکن جس طرح امام ابوحنیفہؒ کی نسبت کی وجہ سے  
اس میں جو اہل حدیث کی نسبت ہے اور ان کے متعلق میرا





انہر ذات معلوم کر لیتے الغرض پہلے زبانوں میں تو کسی کے ہاتھ میں غلطی قسم کا آگئی وہ جہاں کوئی  
 زیادہ مستعد امر نہ تھا اس ہوشیار دکر میں اور دیگر غلطی قسمی کے اسباب کے "۱۰" کے لیے بے شمار  
 ذرائع موجود ہیں اگر کوئی شخص بزرگوارین میں کے نظر پاست ملاحظہ کر سکے چلی اپنی خند کو ترک نہ کرے  
 تو میں نے متعجب نہ کیے اس کو اور کیا کہنا چاہتا ہے؟ واللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو غضب اور صدمہ سے محفوظ  
 رکھے اس کے بغیر کوئی اس سے نجات ملے ہی نہیں سکتا۔

---

# باب ششم

## مذہب طائے

بعض مناویہٴ آثارِ صحافیہ اور انوائلی علامہ سے ملنے کی آمدت اور قباحیت بھی ثابت ہے جس سے حقیقت، شاس متعصب اور جو غرض ہو گونے بے بلا کسی تفصیل کے بہ قسور کی شے کو مذہبِ معتزلہ کی نامہا کی سعی کی اور سادہ لوح عوام کو غلط فہمی میں مبتلا کر کے اہلِ ائمہ کی دل بھرن کر تو جن کی ہے ان اس نامور راستہ کے نزدیک طلبِ پرستی کی خوش منزل تک رسائی حاصل کرنے کی ہے جا کر شہنشاہی ہے اس سے بہت زیادہ نامناسب معلوم ہو گیا ہے کہ ہم اس مذہب کو بھی قلعے و ضاحکہ پیش کر کے اسلحہ حقیقت کو بے نقاب کریں تاکہ اصلیت کے خوبصورت چہرہ ہمک پہنچا دشوار مذہب اگرچہ وہ کوئی ترنہاں نہیں ہے۔

نقابِ شمع سے ہر جانب شگنائیں شمع بھی  
نہے اور پھٹنے لگے، جتن پرانے سسین ہوتا

چنانچہ ایک روایت میں لیں آتا ہے کہ

ومن قال في انفراد يرب غلبته مقلد  
جو نے قرآن کو یہ ہیں اپنی شے کہ کہ اتراہ اور  
من الناس من يروي عن جده وقدر حسن  
میں اپنا ٹھکانہ بنے۔

و مشکوٰۃ ۲/۳۳۰

اور ایک روایت میں میں نے اس آیت کو :-

من قال فی القرآن لیوایہ فاصاب لعنة  
 لخطاۃ ربہ منہی و م مثلاً : یو داؤد چا مٹا  
 از جس نے قرآن کی تعظیم میں ایسی شکست کھ کھا  
 اس کی بدست : بدست بھی نکل تو اس نے خدا کی ۔  
 و مشکوۃ ج ۱ ص ۱۳۱

اس کی سند میں سہیل بن عبد اللہ واقع ہے ۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ بخاری ہے ۔ صریح  
 نظر اس کلام سے اس میں کیا شک و شبہ ہے کہ قرآن کریم کی ایسی تعظیم لا غور قرآن و سنت کی  
 بوجہ سے خود بخود ہو اور نری شکست سے ہوا اس کے مذہب و انقیاد سے ہوتے ہیں کیا کلام ہے ؟ نہ اگر  
 وہ صحیح بھی ہو جس کے لوہجہ اس کی قلت و غلطی سے کہ نری شکست سے اقدام کرنا بھروسہ تھا ۔  
 ایک روایت اس میں آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے : ہمارا فرمایا کہ میری امت  
 مشیت کے دو فرقوں میں بٹ جائے گی ۔ ان تمام فرقوں میں میری امت کے حق میں فتنہ  
 کر دے قوم ہو گی ۔

یقیناً اللہ جبریل علیہ السلام فیصلون العز  
 و یرمون الشلال و مت دلانہ آگے چا مٹا  
 جو کہ جو کہ پڑی شکست سے قیاس کرتے ہی ہر وہ کمال  
 کہ وہ ہم و عزیم کہ کمال بنا کر ہی دم لے گی ۔  
 و قال صحیح علی شرطہما و مجمع الزوائد  
 ۱۲ مثلاً : قرآن بعد ۱۲ ص ۱۳۱

اس حدیث کے بارے میں حضرت امیر المومنین بن حسین نے فرمایا ہے کہ لا اصل لہ  
 (اس کی کوئی اصل نہیں ہے) (بعد ۱۲ ص ۱۳۱) صحیح الاعتقاد نہ مثلاً : و بعد ۱۲ ص ۱۳۱  
 انتہایب ج ۱ ص ۱۳۱) اور اس کی سند میں تعظیم میں جو واقع ہے جس پر کوئی جرح پہنچنے لگا کی جا چکی  
 ہے ۔ اور ہمارے لکھ چکے ہیں کہ اس کو صحیح علی شرطہما مناسب ہے لیکن علامہ ذہبی نے بعض متذکر  
 میں سرسختی سے اس روایت کو نظر انداز کر دیا ہے اور اہل حدیث کو چونکہ مسائل فی الہدایت میں دلائل  
 ائمہ (نظر ۱۲ ص ۱۳۱) اس لیے ان کی اس تصحیح کو کمالی اعتبار نہیں ۔ اس حدیث کے مختلف  
 طرق جمع کرنے میں بعض دیگر محدثین کی طرح علامہ خلیف ابوالدین نے کم و بیش چار صفات  
 میں مبسوط بحث کی ہے اور ان میں فیصلہ رائے کی ہے کہ :-



حضرت عمر بن الخطابؓ نے ارشاد فرمایا کہ :-

يَا كُفَّهَ وَأَصْحَابَ الرَّأْيِ قَاتِلَهُمْ أَعْدَاءُ ۝  
الشَّقِيقُ أَجْبَهُهُمُ الْخِلَافَةُ إِنَّ يَحْفَظُوهَا  
فَقَاتِلُوا بِالْمَرْأَةِ فَهَذَا مَا وَاعْتَلُوا ۝  
روایتی ج ۲ ص ۴۴  
تم اصحابِ رائے سے لڑو کیونکہ وہ منافق و منافقین کے  
دشمن ہیں، اور ایٹ کا یاد کرنا تو، ان کے پس کا دشمن نہیں  
لہذا انہوں نے اپنے پر عمل کئے کہ قرآن میں امتیاز کی امد  
دوسرے کو گمراہ کیا۔

اس کی سند میں بخاری بن سعید و ترمذی ہے۔ یہ بھی مشکوٰۃ فیہ، اری ہے بعض اس کی ترمذی اور  
اکثر اس کی تصنیف کرتے ہیں۔ امام بخاری بن سعید ان کو نہایت قرار دیتے ہیں۔ اپنی حدیث  
ان سے روایت نہیں کیا کرتے تھے۔ امام احمد ان کو محض بیچ تصور کرتے تھے۔ ابن ماجہ  
فرماتے ہیں کہ اے بیچ بدوشتہ۔ داؤد و عیسیٰ کہتے ہیں، قوی نہیں، لہذا ان سے جس ایک روایت  
میں ان کی تصنیف منقول ہے۔ ابن سعد تصنیف کرتے ہیں، ابن حبان کہتے ہیں کہ فیجوز  
الاحتجاج بہ۔ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۰۷ ص ۱۰۸ کہ اس سے احتجاج صحیح نہیں ہے۔

استثنائی حریرت ہے کہ ایسی تصنیف و تفسیر اور سبب و سبب و سبب سے لے کر اہل السنۃ  
کی خدمت کی جاتی اور اس پر دو تین ماحصل کی جاتی ہے اور اپنے مرقع و عمل پرانے کی اشغال  
کرنے کی صحیح حدیثوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔  
حضرت سلف بن حنیف (المات فی شکرہ) فرماتے ہیں کہ :-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَتَمَّ سَوَارِثِكُمْ حُلِيَّ حَيْثُ كُنْتُمْ ۝  
وَيَا أَيُّهَا النَّاسُ أَتَمَّ سَوَارِثِكُمْ حُلِيَّ حَيْثُ كُنْتُمْ ۝  
سے فو تو ان کے ہاتھ میں اپنی شے کو شرم و شرم

حضرت امام بخاریؒ اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ :-  
قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ كَانَ يَكْفُرُ يَقُولُ ۝  
يَكُنْ فَيَكْتَابُ وَلَا يَنْفَعِي نَهْ أَنْ يَفْقَهُ ۝  
(بخاری ج ۱ ص ۱۰۸)  
اور بخاری حدیث اس کا معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ :-  
اور بخاری حدیث اس کا معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ :-

أَعَدَّ قَسَمًا عَلَى أَمْرِ الْبَنِي وَالْبَنِي الْهَجْرَةَ ۝  
تم ان کے ہاتھ میں مخالف شے پر جو ان کے گھر میں

الذی فیہ شفاء فی اصلہ من الدین اھ کی عرفت کہ شفاء در اصل مذکور

بجائز و محکمت

اور اب بکارائی کے پہلے صحیح میں ایک نقل باب اول قائل کیلئے ہے کہ :-

باب مملوئوں میں ذمہ الزامی و تکلف  
انقیاس اھ (ج ۱ ص ۱۵۱)

شرایع حدیث میں نہ کرتے ہیں کہ :-

ای الذی یکون علی غیر اصل من الکتاب  
والتکلف و لیس فیہ ما لا یؤثر الذی یکون  
علی اصل من ہذا و اثباتہ فیہ صحیح و ہو  
أوجبہ لا و قولہ و تکلف القیاس ہی الذی  
لو یکون علی ہذا فی اصول متاخران و انھن  
وہما القیاس الذی یکون علی ہذا فی اصول  
تذہب مملووم و ہو فی اصلہ و انھن و انھن  
فالقیاس مملووم و انھن و انھن و انھن  
فانہن فی اولی الاصل و انھن و انھن

(ہامش ج ۱ ص ۱۵۱)

حضرت علامہ شمس دہلوی کے یہی کہ :-

من احدث رأیا لم یس فی صفتہ اللہ و لہ  
تخصیص بہ منہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
و سلم و لہ عیدہ ما ہو منہ ذالقی القیاس

(دارالعلوم طبع دمشق)

جس نے کوئی نیا صفت قائم کی جو کتاب اللہ اور سنت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم میں نہ ہو تو اصول

نہیں کہ جب اس کی مخالفت شدہ نہ ہو کہ تو

اس کا یہ حشر ہوگا

حضرت امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ یہ لوگ جب کہے جانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

کہے جانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کہے جانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

کہے جانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کہے جانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

کی کوئی حدیث میں نہیں کہیں تو اس پر عمل کیا کرو۔

وما خذوا به من شيء من الغش۔ اور جو کچھ وہ اپنی شے سے کہیں رقم اس کو لٹی میں

پھینک دو۔

وہابیہ ص ۱۰۰

اور ایسی ہی مذکور ہونے سے ائمہ دین گریز کرتے تھے۔ اہم ابن قتیہ فرماتے ہیں کہ اہم بطبعی

اتباع انکار و انکار میں بہت سخت تھے اور دھوکا قیاس شے سے بہت منع کیا کرتے تھے۔

بقاوی مختلف الحدیث حاک طبع مصر

حضرت علامہ ابن عبد العزیز نے حکام کو ایک خط لکھا تھا جس میں یہ بھی تھا کہ :-

فارجعوا لحدیثی کتاب وانما رزائی الامۃ فیہ کتاب میں کسی کی شے کا کوئی اعتبار نہیں کرنا شے

ہم پائے فیہ کتاب و لہو لہ فیہ ای چیزوں میں قابل اعتبار برائے ہیں میں کتاب اور

سنت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنت رسول اللہ علیہ وسلم سے روشنی نہ ملتی

ولا رائی لحدیثی سنتہ استہد رسول اللہ علیہ وسلم اور سنت رسول اللہ علیہ وسلم کے اعتبار سے

اللہ علیہ وسلم و دارمی بے مسئلہ طبع دمشق میں کسی کی شے قابل ماعت ہی نہیں ہے۔

وطبع صندہ حاک

ان تمام کتابیات سے یہ ثابت ہوا کہ ایسی شے قابل اعتبار نہیں جو کتاب و سنت

سے متصادم ہو جو جس شے کی بنیاد کتاب و سنت اور اہل ائمتہ پر نہ رکھی گئی ہو بخلاف

اس کے وہ قیاس اور شے محرم اور مقہور ہے جو ان چیزوں میں سے کسی اصل پر مبنی برادر اس کے

میں متعدد دلائل موجود ہیں جن میں ایک اجماع مدنی کی مذکور حدیث بھی ہے جو تعظیم محدثین

کے ساتھ باحوالہ ذکر کر دی گئی ہے۔

حضرت ابو یوسف رحمہ اللہ بن الحسین البغوی الشافعی دامتوا فیہم و شافعیہ حضرت علامہ سے یہ

روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے منبر پر یہ قرآن کریم کوگو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم جب شے قائم کرتے تھے تو چونکہ آپ پر وحی آنہی نازل ہوتی تھی اس لیے آپ کی

شے درست ہوتی تھی لہذا جو بھی شے قرآن اور سنت پر ثابت نہ لگے اس کی تشریح کر سکتے

ہوئے قرآن کے ہیں کہ :-

وَإِنَّمَا أَوْلَادِهِ وَرَثَةُ أَهْلِهَا الَّذِي لَهُ  
يَكُونُ مَثَلًا بِأَصْلِهِ فِي مَعْنَى وَرَثَةِ مَوْلَا  
عَلَيْهِ وَمِنْ غَيْرِهِ فِي ذِكْرِ الْقَرَابَةِ وَنَحْوِهَا  
أَكْثَرُهُمْ نَحْتَمِدُ الْمَوْلَى فِي غَيْرِ مَوْجِبِ النَّصِّ  
وَاللَّهُ أَعْلَمُ. رِسْتَن الْمَكْنِي بِمَا هُوَ طَبِيعُ  
وَأَمْرُهُ الْخَارِجُ مِنْ رِجَالِهِ دَكْنِ

اس سے واضح ہے کہ اس سے مراد ہے جو کسی اصل  
کے مشابہ اور اس پر مبنی ہو مگر کسی کے معنی میں ہے  
جو حضرت عروج اور ان کے مژدہ و حجر خدا سے  
میں کی خدمت میں وارد ہوا ہے۔ ہم نے اکثر کی یہ عبارت  
بیان کر دی ہے کہ جہاں نص نہیں ہوتا مگر قرآن  
و حدیث اور اہل بیت سے کہہ دیتے تھے۔

حضرت امام جعفر کے اس واضح اور صریح قول سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت عروج سے  
میں کی خدمت کے الفاظ آئے ہوں یا کسی اور سے، اس سے مراد وہ شخص ہے جو سوال اٹھا  
کتاب و سنت و اجماع و ائمتہ میں سے کسی اصل کے مشابہ اور اس پر متفرع نہ ہو اور جہاں  
فصل و جرح نہ ہو اسے مقام پر نہیں دیا جاتا ہے کام لینا، اکثر ائمتہ سے ثابت ہے، حضرت علی  
سے یہ مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ قاضی تین قسم کے ہیں: ایک جنت میں ہو گا اور وہ ایسا  
قاضی ہو گا جو حق کو پس نے اور اس کے مطابق اس کا بہتاد و راق ہو، اور دوسرے میں جہانم کے،  
ایک وہ ہے جو خود حق کے خلاف فیصلہ کرے، اور دوسرا وہ ہے۔

مجتہد سرانہ فلفطہ

امام جعفر: اس کی تفسیر (و انما اولادہ) سے فقہ کے اس کی یہ تشریح کرتے  
ہیں کہ۔

من الغیر و فیمن: چاہے ریشہ و ہون  
غیر اہل و اجتہاد فان کان من اہل الاجتہاد  
فخطاۃہما جامعۃ ذلک الاجتہاد رفیعہ عن خطاۃ  
اللہ تعالیٰ بحکمہ التبعی علی اللہ علیہ  
وسلم فی حدیث مع جعفر بن احمد و ابی  
ہشیرۃ انما یسنن المکذوب علیہ

کہ میرے اس شخص کے بارے میں کیا ہے جو اپنی  
لئے ہے اجتہاد کرتے مگر اپنی اجتہاد سے نہ ہو مگر وہ اہل  
اجتہاد سے نہ ہو، ایسی چیزیں اجتہاد کے جس میں  
اجتہاد کی گنجائش ہے تو اس سے انتہا، اللہ کی خدمت  
میں انتہا ہے تاکہ وہ جگہ کے مطابق ہو جس کی خدمت  
عمر بن العاص اور حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے  
خدا کا بھی راجع ہوتا ہے۔



حضرت عمر فرمیں: (الغزنی سنن) کی روایتوں سے  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

ما احکم الحاکمہ فالجنتہ فاصبہ فلا : جب قیود کرنے والا اجتہاد کو سے اور اس کو جنت اور  
 لجان و اذا حکمہ الحاکمہ فالجنتہ فانتہا فلا : دوست نکالے تو اس کو دوزخ اور جہنم کا اور اگر اس کے  
 اجتہاد میں غلط واقع ہو تو اس کو ایک جہنم کا۔

حضرت ابوہریرہ کی مرفوع روایت بھی انہی الفاظ کے ساتھ مذکور و کتب اور سنن البکری  
 جو سنن صحیحین) آتی ہے۔ اس سے معلوم ہو کہ اگر کوئی شخص اجتہاد سے بہرہ ور ہو اور بتدوین کو رنگ  
 دے اور جو خود بھی قصور و بزدلی ہو لیکن حضرت امام ابوحنیفہ کے اہل اجتہاد ہونے کا شاید ہی کوئی گوار  
 معز انکار کرے۔ دیگر علماء کی شان میں حضرت امام ابوحنیفہ کے مجتہد ہونے کی توہینے تمام پر  
 مذکور ہیں لیکن غیر متقدمین حضرت کے شیخ اہل حضرت مولانا النیر نذیر حسین صاحب دہلوی  
 (الغزنی سنن) جن کی تصریح میں مولانا نذیر نے کافی صفحات لکھے ہیں حضرت امام  
 ابوحنیفہ کی تعریف و ان الفاظ سے کہتے ہیں کہ:-

اعادنا وسیدنا ابوحنیفۃ النعمان الفاضل اللہ : جانشین امام ابوحنیفہ سرور انور طیفہ نقاشی و نقاد  
 علیہ شایب العفو والغفران (وصی اللہ من) : ان پر عفو و مغفرت کا دریا جاری رہے اور شمس نازل ہوئے۔  
 اور پھر آگے لیں تو کہہ فرماتے ہیں کہ:-

”ان کا مجتہد ہونا خود متبع سنت اور متقی اور پرہیزگار ہونا کافی ہے، ان کے فضائل  
 میں اور آیت کریمہ ”اَحْكُم كُنْ عَشَدُ اللّٰهُ اَنْفَا كُنْ زَيْنَتُ بَخْشِ مَرَاتِبِ اَنْ كُ  
 یلحہ ہے۔ (معہد حقوق دست طبع چٹان پریس لکھنؤ تاریخ اہل حدیث ص ۱۰۸)

نماز و عمل کے صاحب تصنیف غیر متقدم عالم مولوی محمد صانق صاحب دیا گلوٹی لکھتے  
 ہیں کہ: خدا کی توفیق اور اس کا فضل آپ کے شامل حال تھا اس کو منظور تھا کہ انہیں دُنیا میں  
 ہم کو ایک خاص مرتبہ عطا کرے نہ اسے کا مجتہد بنائے (اسی میں رسول ص ۱۳۳) غیر کہتے ہیں  
 کہ: آپ کے ہمصر یا خلیفہ میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے علم کی خوبیوں اور جملہ یوں  
 کے سبب آپ امام عظیم کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ بہت سے لوگوں نے آپ کے علم کی درست دانی آپ

کے شاگرد امامت عہد کے مرتبوں کو پہنچ سکے جن میں امام ابو یوسف، امام محمد اور امام زفر بہت مشہور ہیں۔ (ایضاً صفحہ ۳۳) پورے گھنٹے ہیں کہ کسبِ ثبات کا یہ ذرا بڑا خدا ترس بستی پہنچا رہا تھا۔ بل بروقت خوفِ الہی سے لبریز رہتا تھا۔ ائمہ کے حضور تضرع کرتے سب سے اور بہت کم بولتے تھے بس بسطِ طبع چند افلاک پسند بہ صبر و صمت منکرِ بانیِ خدا، اور ہر عالمِ باطن اور فرشتہ خصوصاً انسان تھے، انکوئی اور خوفِ خدا آپ کی ذات میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور آپ کی غمگینی (ایضاً صفحہ ۳۴)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اپنی کتابِ تہذیب اور بنی نظیر کتاب میں دھنسی کا ذکر کرتے ہوئے اس کا اظہارِ اصل پر لکھا ہے کہ یہ ہے۔

فَقَالَ لِرَافِضِي رَافِضِي بِمَجِيحِ فَقَالَ لِمَ رَافِضِي بِمَجِيحِ  
لَهُمْ أَلِيَّ الْفَقْلِ بِالْعَبَسِ وَالْوَحْدَةِ بِالْمَرَاكِبِ  
فَإِنْ دَخَلُوا فِي دِينِ اللَّهِ مَا لِيُؤْمِنُوا وَهُمْ خُفَا  
لِحُكَامِ الشَّرِيعَةِ وَتَحْتَهُ مَذَاهِبُ أَرْبَعَةٍ  
لَمْ تَكُنْ فِي زَمَنِ نَسِيٍّ حَتَّى بَدَأَ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يَكُنْ  
فِي زَمَنِ الْفَضَائِلَةِ وَاهْمَاؤُا تَأْوِيلَ الصَّوْنَةِ  
مَعَ نَهْمِ نَصْرِهِ عَلَى تَرْكِ الْعَبَسِ وَقَوْلَانِ  
مَنْ قَاسَ ابْنِيَّيْنِ ۝  
(سندھج المسندۃ بآثار طبع بفریق مصر)

فَقَالَ لِمَ رَافِضِي بِمَجِيحِ فَقَالَ لِمَ رَافِضِي بِمَجِيحِ  
لَهُمْ أَلِيَّ الْفَقْلِ بِالْعَبَسِ وَالْوَحْدَةِ بِالْمَرَاكِبِ  
فَإِنْ دَخَلُوا فِي دِينِ اللَّهِ مَا لِيُؤْمِنُوا وَهُمْ خُفَا  
لِحُكَامِ الشَّرِيعَةِ وَتَحْتَهُ مَذَاهِبُ أَرْبَعَةٍ  
لَمْ تَكُنْ فِي زَمَنِ نَسِيٍّ حَتَّى بَدَأَ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يَكُنْ  
فِي زَمَنِ الْفَضَائِلَةِ وَاهْمَاؤُا تَأْوِيلَ الصَّوْنَةِ  
مَعَ نَهْمِ نَصْرِهِ عَلَى تَرْكِ الْعَبَسِ وَقَوْلَانِ  
مَنْ قَاسَ ابْنِيَّيْنِ ۝

قاری ابن کرام: اکثر غیر متقارین حضرت سنی دھنسی کے اس پیش کردہ اعتراض کی تشریح ایک ایک جزو پر الی سب اور پہلے رسالوں کی کتابوں اور اخباروں میں ممکن تعبیر ایسی اس کو بیان کر پیش کرتے رہے ہیں۔ لیکن اس دھنسی پھلکے کا جو اس جزو استدلال میں ان کا استدہانہ نام ایک ضمیمہ دیتے اور اس کو بیان کرتے وقت غزوہ کو غزوہ فسطاط سے یہ بارگاہِ ذکر و تہجد میں داخل کر کے سنے کے بچنے ہوتے ہیں کہ یہ اسی حضرت کے قولِ امامِ سب کا نتیجہ ہے اور جس کے ساتھ ہی یہ مسئلہ پر آمادہ نہیں ہوسکتے کہ ہم نے یہ بیانی ذیل دھنسی کے تھیلے اور پٹائی سے مستحضر کی ہے مگر

تبیح؟

ہر چند کہاں سہر کر خالی سست شاید کہ پٹنگ خفتہ باشد  
شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے رافضی کے اس اعتراض کی ایک ایک جہر کوٹے کر اس  
کی دھجیاں خندے آسمانی میں بھیری ہیں اور اس طرح اس کے بچے اور میرٹے ہیں کہ رافضی  
اور اس قسم کے اور مختصر اس کو مدت امر علی، فوز کر سکیں مگر جو کہ یہ ایک بہت طویل بحث  
ہے اس لیے ہم ان کے جوابات میں سے یہاں صرف ایک ہی جواب عرض کرتے ہیں  
جو حجت دینی کے مطابق ہے۔

الوجه السابع قوله القضاة نصوا على  
القياس بقول له الجمهور والذين يثبتون  
القياس قالوا قد ثبت عن القضاة أنهم  
قالوا بالترجي وإجتهاد الرأي وقاسوا كثرة  
عندهم ما دموه من القياس قالوا وحده  
القولين جميعاً قالوا لا يقوم القياس للعراق  
للنص اهـ

اوپں جو یہ ہے کہ رافضی کا یہ کہ حضرت سہر کلمہ  
نے ترک قیاس کی کیا ہے اس کے  
جواب میں یہ کہنا ہے کہ اگر جو قیاس کو  
ثابت کرتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ صاحب کر ثبوت  
اولیٰ (ترجی اور اجتہاد و قیاس بھی ثابت ہے  
جس طرح کہ ان سے قیاس کی خدمت ثابت ہے  
اور حضرت سہر کلمہ کے یہ دونوں قول صحیح ہیں  
ان سے جس قیاس کی خدمت آئی ہے وہایا قیاس  
جس شخص کا سادہ بن جو (اور قیاس مکرر وہ ہے جو  
نص کے مطابق ہو)

شیخ الاسلام کی اس صریح عبارت ثابت ہوا کہ سہر کلمہ اور ترمذی و حنفی نے د  
اجتہاد اور قیاس کے قائل تھے اور جس قیاس کی خدمت کا ذکر آیا ہے وہ ایسا قیاس اور ثبوت  
ہے جو نص کے مقابلہ اور عارضہ میں ہو اور اس کے مراد ہونے میں کیا شک و شبہ ہو سکتا  
ہے؟ اور خدمت محمدیہ میں ایسے مراد قیاس کا قائل کون ہے؟ یہ ایک بات ہے کہ غیر متذہبین  
حضرات کو تعصب کی عینک استعمال کر کے رافضی کی طرح کچھ کچھ نظر کرتے اور اہل ائمہ کے  
قواعد کے متبعین کو ہی عزم کرنا چاہتے مگر اس سے پہلے حق کا کیا نقصانی؟

تجھے کیوں ٹھکرستے تھے مگر وہ چاک تھیں کہ

تو اپنے پیریزن کے چاک تو پہنے رو کرے

ملازمہ برائے برین علی (مفتی) (الفتاویٰ مشکوٰۃ) لکھتے ہیں کہ :-

وبكل حال يجوز حمله الزاني للقاضي  
انقضى ذلعه في المداخلة نص من لكتب  
الاستة بقول جواهر الشفاء (الفتاوى)  
كما في الفتاوى والنووي والحنيفة  
والشافعي واحمد بن حنبل والى عليه وغيرهم  
واستدلوا على ذلك به مثل كتابه  
الحی بل موجبه الاشارة وفيه اربعه اقسام  
والنظر في ذلك المصنفه مع طبع معبر  
مختصر الفتاوى المصرية مع طبع معبر

امام ہر پیریزن کو ٹھکرستے تھے (الفتاویٰ مشکوٰۃ) اپنی تحقیق کے سبب میں حضرت مولانا حسن  
ابرمی (مصری) اور پیریزن عابد وغیرہ مستحق گرفتاری کی خدمت میں نقل کر کے آگے بڑھتے  
تھے کہ :-

فهذه الآثار واثباتها تشبه الحذف  
ايضا في بعض النسخ على آثار الشافعي على الله  
عليه وسلفه وذاهب جماعة من العلماء  
على ان المداخلة باقية المداخلة في هذه  
البيانات البديعة المداخلة في الوجود الكبري  
جهنم وغيره من اهل الكلام بوجه  
قوم استعملوا قياهم وادابهم في  
الادب والادب

یہ اور اس قسم کے دیگر آثار اس بات کی بنیاد رکھتے  
ہیں کہ نظر محض (یعنی قیاس) کو انصاف منافی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کی عبادت پر مقدم کرنا مذہب ہے جو علماء  
کی ایک جماعت کی مکتبی ہے کہ ان آثار میں جو آثار  
مذہب کا ذکر کیا گیا ہے وہ ہے : ۱۔ میں جو بہ نسبت  
وہم قادی کے ایک یہ گھڑائے گئے ہوں جیسے جہنم  
وغیرہ اہل کلام کی گئے تھیں گئے اپنے قیاس سے  
کوڑا اور دیت کے لئے استعمال کیا ہے ۔

پھر آگے بحث کرتے ہوئے یوں ار قلم فرماتے ہیں کہ :-

وہذا السنن فی ذلک حلقہ میں تھم و  
اس اصول نے اپنی بدعت عقائدی کے اثبات  
کے لیے محض اپنے قیاس دہانے سے احادیث کو ٹھکرا  
دیا ہے ۔

اور قیاس مذکور کی اور کئی صورتیں اور محامل بیان کئے گئے ہیں آخر میں لکھتے ہیں کہ :-

تجميع ذلک راجع الى معنى واحد وهو  
ان يجب ان يكون كل ما لم يرد عليه من  
قوله في الاستحالة كما جلت له من اس  
منه كذا ما جلت له من اس  
فقط اور جلد اور شے جب سنت کے مصادر میں ہوگی  
والاعتصام به منذ ۱۹۰۶ طبع مصر  
تو وہ محض بدعت منشاءات ہوگی ۔

ان عبارت سے معلوم ہوا کہ ایسی باتیں جو سنت کے رد اور احادیث میں ہو وہ  
مردود ہے اور ضرر مآوہ دہانے و قیاس جو عقائد پر جمیع کے اثبات کے لیے ہو اور احادیث  
کو رد و خوار افتخار نہ سمجھا گیا ہو ۔ انھیں جس حضرات سے مانے کی بدعت آئی ہے تو علماء اسلام  
ان کے اقوال سے کسی مذموم شے مراد لیتے ہیں ۔ باقی م شروع اور محمود و مقبول مانے کو رد اور تک  
کن (جو قرآن و حدیث اور اصحاح سنت سے حاصل ہو اور نص کے مقابلہ میں نہ ہو اور اہل اہل  
علاقہ بتا دینے شے قائم کی ہو) خود بدعت ہے ۔ چنانچہ علامہ الشافعی ہی عہدی مغربی کی تردید  
کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ :-

مضان من دایمہ شریک الرئی و التبع و ذلک  
الظاهرية قال العلماء و هو بدعة عظيمة  
فی الشرعة بعد المبادئ  
اس کی بیٹے غمی کہنے کو ترک کر دی جائے اور وہ  
اہل الظہر کے مذہب کی برائی کرتا تھا علماء کو کنا  
ہے کہ ترک مانے کا نظریہ بدعت ہے جو دوسری  
صدی کے بعد شریعت میں ظاہر ہوئی ۔  
(الاعتصام ج ۱ ص ۶)

یہی بات کیا نکل آئی ! آج تو کہنے مانے اہل الرائے کو بدعتی کہتے ہیں اور مولانا صاحب  
دعوت نے اس پر خوب دل کھول کر نہ ہرا لگایا ہے ۔ مگر یہاں تو بات یہ نکلی کہ غیر مخصوص امور

میں حضرات صحابہ کرام سے ملے کہ دوسری صدی تک ٹائے پر غسل ہوا۔ یاہاں  
دوسری صدی کے بعد اہل الظاہر نے شریعت میں یہ بدعت نکالی کہ ٹائے پر غسل نہیں کرنا  
چاہیے اور دوسروں کو یہ غلطی قرار دینے والے خود ہی بدعتی فتنہ پائے۔ شاید اسے ہی ارتق کے  
لیے کہا گیا ہے کہ ۔

آجھ اسے پاؤں یا رگڑا نہ دنا میں

لو آپ ہٹے دم میں مصیب و آگیا

غیر متقدمین حضرات نے تشدید کو جو تہنی صدی کی بدعت کہتے ہیں مگر یہاں غیرتے ترک  
ٹائے دوسری صدی کی بدعت تھیں۔

حافظ ابو عمر بن عبد البر حضرت معاذ کی حدیث نقل کر کے اور اس کی تفسیر کر کے پھر  
کہتے ہیں کہ ۔

وسائر الفقہاء قالوا فی هذا القول روم

عان مثاہل فی ذمالقی من انه القیاس علی

غیر اصل والقول فی دین اللہ بالظن و

اس القیاس علی الاصول والحدود للشیخ محکم

نظیر فیہ اما لا یختلف فیہ من التلغیہ

وبالحج بین العلم وفصل فی صریح

تھم قہار کا منہ ہے کہ ٹائے کی خدمت کے برآمد اور

ان کی مانند اور آثار میں ٹائے اور قیاس کو مذہم قرار دینے

میں جو اصل پر (تشریح) مذہب اور بعض اہل سے

الستغناء سے کے مین میں بدعت نبوی جی ہر حال

وہ قیاس جو اصول پر مبنی ہو اور کسی چیز پر

اس کی مشن کو دیکھ کر اس پر علم کیا گیا ہو اس

کے جو نہیں بدعت اس سے کسی ایک نے اختلاف

نہیں کیا۔

اس سے معلوم ہو کہ شیخ الاسلام ابو عمر بن عبد البر کے بعد تک بدعت میں قیاس کا حکم

کوئی نہیں تھا۔ اس مقام پر بدعت سے مراد وہ حضرات ہیں جو اہل الشیعت میں داخل ہیں اہل

الظاہر نے دوسری صدی کے بعد یہ بدعت نکالی ہے کہ ٹائے اور قیاس جو تفصیل کوئی

حقیقت نہیں رکھتی۔ اور نیز وہ کہتے ہیں کہ ۔

فما لک طائفۃ الرائی المذموم والحدیث ایک طائفہ کے یہ بھی کہہ دے کہ ٹائے مذہم بدعت

الخالفه لسانہ فی الاعتقاد کرائی الجہم و  
 سائر مذاہب اہل الکلام لانہم قوم  
 قیاسیہ ورائعہ فی رد الاحادیث اہ  
 ہے جو اعتقاد کہ سنت میں سخت کے منہ سے  
 اختیار کی گئی اور جیسے قسم اور باقی اہل کلام کے عقیدہ یہ  
 وہوں کی باتیں گنہگاروں نے سادہ منہ کی مدین اپنے  
 تیس دہشتہ سے کام لیتے۔  
 (ایضاً ص ۱۳۴)

نائب صاحب نے بھی باتیں باطل اور نئے ٹھکانے پر کاف جھٹ کی ہے (لاحظہ ہو الجلسۃ  
 فی الاسوۃ المستنۃ بالسنۃ ص ۱۳۴ و ص ۱۳۵)

تاریخین ہمیشہ ضرورت سے زیادہ ٹیپ برقی جانتی ہے اور ابھی ہم نے ہفتہ لکھا ہے  
 کچھ اور بھی عرض کر لیتے اس سے اس بحث کو صرف ایک والا پر جو ختم کر کے میں تاکہ مزید بھی کچھ  
 عرض کر سکیں۔

مشہور محقق و مدقق غیر متفقہ عالم جاضی شوقی (دہلوی مشہور) باتیں ٹھکانوں پر مبنی کی بحث کرتے  
 ہوسے اول کے باتیں میں کہتے ہیں کہ :-

فالحمل بالثانی فی مسئلۃ الشریع  
 ان کان تعدد وجود الدلیل فی الکتاب  
 والسنۃ فقد یخص فیہ الشیخ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کما فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 بعد انما یشتہ قاضیہا بعد لقیتمنی قتانی  
 بکتاب اللہ قال فان لویجب قال لویجب  
 رقی وهو حدیث صالح للاختصاص بہ  
 کما اوضحنا فی الذلث فی بحث منہ ۱۰  
 (تفسیر فتح القدیر ج ۱ ص ۱۳۴ طبع مصر)

شریعت کے مسئلہ میں عمل بالثانی مقرر ہے یہ  
 ہو کہ کتاب و سنت سے کوئی دلیل نہیں ہو سکتی تو  
 اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
 اہانت و رخصت دی ہے جیسا کہ آپ کے اس  
 قول سے ثابت ہے کہ جب آپ نے حضرت معاذ  
 کو رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم میں سے کون اپنے سر پر  
 انمولے لکھا کتاب اللہ کے مطابق پہننے والا کر  
 اگر کتاب اللہ میں کچھ نہ ہے؟ فرماتے تھے ہر  
 میں سنت رسول اللہ پر فی حدیث کہوں گا آپ نے فرمایا  
 کہ اگر سنت میں بھی نہ ہے تو میرا کہے گا؟ فرمایا کہ میں  
 پہننے والے سے اجتہاد کروں گا اور جو حدیث میں  
 اس کی حدیث کی ہے کہ یہ حدیث مستحب ہے

صالح ہے۔

اس تمام سہاق پریشش کرو وہ دلوں سے صاف ہو گا کہ جس آثار اور اقوال میں ملنے کی خدمت کا ذکر آئے ہے وہ ایسی بات ہے جو کتاب و سنت کے مقابلہ میں ہر اور باطل فرقوں کی طرح محض باطل اور بدعت و غیرہ کے اثبات کے لیے جو جس سے نصوص کا دل لازم آتا ہو اپنی سنت اور ان میں علی الخصوص اپنی اترائے اور احکام اور طہارہ و پیرہن ایسی طے کے پرچہ پر گزرائیں نہیں ہیں، ہاں مجتہد سے ناواقف طریقہ پر خطا سرزد ہو جائے تو وہ بات جن الگ ہے۔ آخر مجتہد مخصوص کو ہرگز نہیں ہے۔

حضرت امام شاہی؟ فرماتے ہیں کہ یہ

واما ان غفارت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم غفرتا عنہ قال جو ان لا یؤخذ

ذات علیہ السلام اللہ ولس ذات لہ

فانکم قد یجہل الرجل الشیء فیکون لہ

قول یخالفها لہ تعمدت ہذا وقف

یقفن المرء یخطئی فی لتاویل۔

المرسالہ مع لومہ الشافعی علیہ یروق

معہ المتخیرۃ مع الاثر

اور کہ ہر کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی کسی بھی حدیث کی مخالفت کریں تو یہ اسید

دھت ہیں کہ آثار اللہ پر الزام ہر پرست نہیں

ہو سکتا کہ اگر کسی اور سے بھی اس کے مخالف نہیں ہو

سکتے۔ لیکن کہیں ہیں، ہر حدیث کہ کوئی سنت سے

مخالف ہو تو ہے اور اس میں اس کی مخالفت و ردی

کرنا جس سے مذکور کے خلاف ایسا کر سکتے، اور کہیں ایسا

ہو تو ہے کہ اس پر مخالفت کرنا ہے اور اول میں

ظاہر کرنا ہے۔

اس عبارت میں جہاں اہل سنت کے اپنی مخالفت پریشش کی ہے ساتھ ہی ولس ذات

لہذا فرما کر دوسروں کی صفائی بھی دو بیان کر گئے ہیں کہ جہاں بوجہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وہم کی حدیث صحیح کی مخالفت نہ جہت کی ہے اور نہ کسی اور نے کی ہے۔ کسی حدیث

سے مخالفت و بدعت یا اس کی تفسیر یا اپنی میں خطا کا سرزد ہو جائے معاملہ ہی بخدا ہے

اس کا کون الگ کر سکتا ہے؟ اس لیے اسے کی خدمت کے لیے جو اہل بیت علیہم السلام

کرنا اور بدعتیوں پر شک و شبہ و رائے عامہ کو مخالفت سے متفرک کرنا، انصاف



و بیانت کا جتنا زور نکالنے کے مترادف ہے کیونکہ قدیم و جدید علماء اہل سنت کوئی حلقہ اس کو شریک نہیں ہوا کہ نص کے مقابل میں محض رائے کو اسے گرفت کو لٹھکرا دیا ہو۔ حدیث کے مقابل میں اگر کسی نص قرآنی یا کسی دوسری حدیث سے استدلال کیجئے تو یہ ثابت الگ ہے، اس سے الگ نہیں ہے لیکن یہ استدلال شے سے نہیں بلکہ نص اور حدیث سے ہے۔ ہمارے اکابر نے تصریح کی ہے کہ احادیث صحیحہ کا دیکھنا اور قصص کی تاویل دین کے خلاف ہے، چنانچہ حضرت مولانا عثمانیؒ سرور کلمت میں رد و جرح باہج کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

”اور ہمارے صاحب صحیحہ کا لٹھکرا دینا قصص کی تاویلات بعیدہ دین کے خلاف ہے۔“ (حاشیہ ص ۱۶۲)

اہم و جو حقیقت پر مبنی حضرت حدیث کا الزام

کئے گئے تو یہ بات قطعی مسائل معلوم ہوتی ہے کہ قائل امام نے حدیث کی مخالفت اور انکار کیا ہے اور قائل نے اپنی رائے اور نقطہ کو ترجیح دے کر حدیث کو ذکر و بے اور حدیث کے خلاف عمل کیا ہے، مگر جب شخص سے دل کے ساتھ اس کی حیثیت کو دیکھا جائے تو کسی مسئلہ امام کے خلاف اس کا ثبوت بڑھ چکا نظر آتا ہے کہ انہوں نے بلا کسی ضرورت قرنی کے حدیث کو ترک کیا ہو، مگر جو ذیل امور پر انصاف سے غور فرمائیں:-

حضرت امیر المؤمنینؑ فی الحدیث امام بخاریؒ راہ اسی طرح امام ابن العربیؒ الماکلیؒ والکوفیؒ سلفہ حسن قسم کی حدیث کو مثل استدلال و احتجاج نہیں تصور فرماتے۔ چنانچہ علامہ عاضی شوالیہؒ اور ذاب صاحب برکات فرماتے ہیں کہ:-

فکنہ یجوز الاحتجاج بما صحیح احد الدلائل العشر  
بحسب ان الحسن یجوز العلم به عند المجتہد  
وہم یخالفون فی الجواز الا یضلکوا بن القدری  
والحق ما قالہ المجتہد ان الدلائل وجوب العمل  
بما صحیح و قبولہا مصلحتی -

اسی طرح اس حدیث سے بھی احتجاج جائز ہے  
جس کو معتبر نہیں ہے کسی نے حسن کہا ہو کہ جو حدیث  
نوریکہ حسن سے استدلال جائز ہے اس میں یون  
ام بخاریؒ وابن العربیؒ نے اختلاف کیا ہے بلکہ  
حقیت وہی ہے جو جمہور نے کہی ہے کہ حدیث

سے استدلال جائز ہے کہہ کر خوب۔ احمد کے  
واجب الحصول اور ان کے قول بلکہ کے  
اصل الذی طار یا صریح طبع عصر الجلسہ  
فی مائتہ الفتحہ بالسنہ ۱۲۸۵ھ

دو حق میں کبھی شامل ہیں۔

عقود صریح میں المدعی الفضل الکفر فیہ (الغیر فی مسئلہ) کہتے ہیں کہ:

وعدیۃ ط فی المعنوی بہ کو نہ حصیعا      مدعیہ کے معنوں بہ بولنے کے لیے واسطہ بتا کر  
بسطوطہ انتخبرین فی البخار فی وہوقول      صریح بولنے کے شروع نام بخاری کے بڑے اور کسی کے نہیں  
لعبہ عن ردة بل نوکیل خذت      لگائی کہ ان کو حق دان کر کے بعد سے جو اگر  
ما علیہ ولا یون والآخرین لسلخ ذلک      کہا بہت کہ ان کا یہ قرائن صدیقین اور مخالفین کے  
رمح النواہ لانزکایا لشیخ طبع مصنف      دیکھنے کے لیے تو بہت کچھ درست ہے۔

پھر حدیث کے ساتھ شہادت نہیں لے اور اصول حدیث و طبقات و روایت سے آگاہ  
حضور نبیؐ جانتے ہیں کہ سیکڑوں ہی نہیں بلکہ ہزاروں حدیثیں سند کے لحاظ سے حسن ہیں  
اور حدیث ایک ہزار حسن حدیث تو ہم جتنی تلاش سے مروی ہے، وہ تہذیب التہذیب و۔۔۔ مثلاً  
تو کی ایسی تمام احسن قسم کی حدیثیں کتب حدیث سے چن چن کر ان کی ایک فہرست و ترتیب  
کہ دینی چاہیئے اور فقہی محدثین سے باحوالہ ان کا حسن بہ بالحق کردینا چاہیئے اور پھر کہاں اور  
رسالوں و اخباروں اور تقریروں میں جو معنی شکل میں یہ مکرور و پرہیزگار شروع کر دیا جائے کہ حدیث  
مداغمانہ کی قرآنی حدیثوں کے منکر ہیں؟ حاشا و گاؤں کہ اس سے کوئی منصف مزاج وہاں کسب  
معاثر ہو کہ حدیث امام بخاریؒ کے خلاف کچھ کہنے پر آمادہ ہو پس یہی کہے گا کہ چونکہ امام بخاریؒ  
مجتہد تھے۔ انہوں نے اپنی روایت اور متابہ سے ایسا کیا ہے۔ اسی طرح اگر حدیث امام  
ابو یوسفؒ نے روایات کے ہلنے میں کوئی غلط اور کڑی شرط لگائی ہو جس کے تحت ان کی  
صورت میں وہ حدیث کو قابل احتجاج و استدلال نہیں سمجھتے تو وہ کیونکر منکر حدیث اور  
مخالفت حدیث قرار دیتے جلد کہتے ہیں؟ اور ہم باحوالہ ان کی حدیث کے ہلنے میں کڑی  
شرطوں کا ذکر پہلے کرتے ہیں۔ غرض فقہی حدیث کو یہ بات ٹھنڈے دل کے ساتھ سوچنی  
چاہیئے کہ آخر یہ معاملہ کیا ہے؟ اور کیوں ہے؟ اور وہ کیوں جماعتی صورت میں اس کو رو  
پر لگتا ہے؟ پھر اور صرف کہہ رہے ہیں؟ آخر ہم بھی ج۔

برجندہ اعلیٰ ضبط ہیں پر پہلے زبان نہیں

مافظ مغرب ابن عبد البر روایت کرتے ہیں کہ:-

عن لیبث بن سعد انه قال سمعت علي  
عالم ابن ابي سفيان مسئلة قالها  
مخالفة لحدثة علي بن ابي طالب عليه السلام قال  
فيه بزيه قبل ولدت كبت الباء في واحد  
قال ابو عمر ليس لحد من عند الامامة  
وقد سمعت شاذن الشيباني قال سمعت علي بن ابي طالب  
ثوبان بن ابي عامر بن ابي عامر بن ابي عامر بن ابي عامر  
ابو جراح ابو جراح عن ابي جراح عن ابي جراح  
ليه اوطعن في مستند ولو فعل ذلك  
بعد سقطت عداثة فضة عن ان يفضة  
اساما ولمد اثم لاسي عد  
رعايع بيان المصالح والمفاسد

امام لیث بن سعد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ام  
عالم بن ابی سفیان سے مسئلہ پوچھا  
کے سبب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے لئے عداوت میں جس میں امام فکرت سے محض ہوتی  
تھے وہ حال کی سبب اور میں نے ان کو خط کے ذریعہ  
اس کی اطلاع بھی دی تھی۔ امام کو کفر فرماتے میں  
کو عن امامت میں سے کسی کو جتنی تہذیب و کرامت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی کسی صحیح حدیث کہ جانتے اور  
پھر اس کو روک دیتے جہاں اس کے کہ وہ کسی مسئلے  
ہی شریکے ساتھ اس کے نسخہ ہونے کو  
و حضرت کسے ذالہامیہ کی کسی مسئلے میں کہہ رہے تھے  
جس کی اصل پر علی وجہ سے اور ذریعہ کویت  
ذالہامیہ کی منہج میں کسے کہہ کوئی ان کو جمع کے سوا  
ایسا کہہ گا کہ اس کی حدیث سافہ ہو جائے گی اور  
اس پر منہج کا گناہ لازم ہو جائے گا چہ جائیکہ اس کو  
امام قیوم کیا جائے۔

غیر معتدین حضرات کو یہ عبادت بار بار مضمیٰ چاہیے کہ امام لیث بن سعد جو چوٹی کے  
مختارین اور فضلاء میں شمار کئے جاتے ہیں اور صحابہ جہت کے مرکزی راوی ہیں ان کا ہر ذریعہ ہونے جہاں  
منہج میں ذکر کیا ہے کیا فرماتے ہیں کہ ان سے پہلے ہیں جن میں حضرت امام مالک بن  
النسائی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی سربراہی مخالفت کی ہے اور یہ  
بات بھی انہوں نے چھپ کر نہیں رکھی بلکہ امام مالک کے ساتھ انہوں نے اس میں خلل و کان بہت  
بھی کی ہے اور یہ بات بھی غلط فہم ہے کہ امام لیث بن سعد کے حضرت امام مالک سے پہلے

مذہب سے دو سنگہ تعلقات اور ہر دو بھی تھے یہ نہیں کہ انہوں نے محض حمد اور فضل یا تعصب کی وجہ سے ان کے مسائل میں کھڑے نکال کر ان کی تحقیر کرنے کی سعی کی ہے اور نہ ان ہی دل کی بھڑاس نے اعلیٰ سے اعلیٰ ذلالت پہنچا کر عوام کو یہی نقل کئے ہیں کہ :-

جان طبعاً حصہ مامکاً کل سہ جانتہ      امام بیٹے ہیں سچے امام ملک کو سہ نہایت خوشنوی  
 و بنار و کتب مالک الیہ من سعی و دین      علیہ دیکھا کہ سچے امام امام ملک سے ان کی طبعاً کھا  
 فحدث الیہ بجمع مائتہ و ستر      کہ کچھ پتھر سے ہر ایک سے تو انہوں نے بڑی سزاوار  
 (تنگہ ہر مائتہ)      (ان کی جیسے)

یہیے دو شانہ حق میں یہ وہ ہم بھی نہیں ہو سکتا کہ اس میں جہد و تعصب کا رونا ہو گیا ہے  
 سچے یہی ہو سکتا شروع کر دیا جائے کہ حضرت امام مالک کے متعلق جتناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے نہ سرفرازی ہیں اور پھر ان پر فتویٰ دینا شروع کر دیا جائے  
 ہو ناظر مسئلے کے تحت ایک پروگرام تیار کر لیا جائے کہ دینا بھر میں حضرت امام مالک کے  
 عن نسب سنت محمد اکبر ہی دم لیا جائے گا اور کسی بدوی کے کہنے پر بدوی و مکہ و کربلا  
 کتاب بھی لکھوائی جائے اور تعصب نہ ہی کے نشتر سرشار ہو کر اس کی تصدیقات  
 بھی لکھوائی جائیں اور گئے پھاڑ پھانسی کی اشاعت بھی شروع کی جائے۔ غرض کہ یہی  
 کرنا کرنا کیا چاہیے؟ آہ سد

اس قدر بھڑکا یا سب فوراً انسان کا پیش

کاروان کو اس کا ہوا رہنا سب آرا

صاف ظاہر ہے کہ امام بیٹے ہیں کہ کوئی امام مردوں کی منزل خندہ  
 کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو پوچھنے پر آمادہ نہیں ہوا۔ ہاں  
 اس نے کسی حدیث یا احادیث یا قابل اطمینان شکل سے فقہ کا دعویٰ کیا ہو گا یا سند کے اندر  
 طعن کیا ہو گا جس کی وجہ سے انہوں نے حدیث ترک کی ہوگی۔ اس چیز کو خود مختار ہی جھڑکتا  
 ہے کوئی دوسرا ان کے دلی کے راز اور عید بھلا کیا جان سکتا ہے؟

علامہ ابن حجر نے اپنی کتاب مرتبہ الدرر نے یہ لکھا ہے کہ میں نے امام مالک کے



خالف فیہ الكتاب ولسنة ۸۰  
 ایسے رائے ہیں اس امر شافعی کے کتاب و سنت  
 کی مخالفت کی ہے۔ (حقیقات، لکڑی پلمنت)

سنت کی مخالفت کا ذکر تو پہلی جگہ اس کتاب میں اس غیر محکوم نے ابومرثا فہ کو  
 کتاب اللہ کا مخالفت بھی ظہر کیا ہے۔ کیا ہم ایسا ہی کہہ سکتے ہیں کہ واقعی حضرت ابومرثا فہ نے  
 کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی ہے؟ (معاذ اللہ)  
 پس کہیں گے کہ تحصیل مذہبی میں اگر اس عہد حکم نے یہ غلطی کی ہے تو یا دینا نہ اپنی قوم کے  
 موافق انہوں نے حضرت ابومرثا فہ کے مسائل کو کتاب و سنت کے خلاف پایا ہے مگر ان کا  
 ایسا بھٹ و ٹانگی کی دھم سے برابر غلط ہے۔ فلیحی اللہ تعالیٰ بعموم فضله وکرمه۔

مذہب نتائج تقدیر نے امام وکیل بن الجراح کو حضرت ابو نعیمہ کے زمرہ سے خارج کرنے  
 کے لیے عجیب قسم کے پانچویں میں ابو نعیمہ کی تخریج کو بھی قسم کی شجرہ بازی دکھائی ہے یہ  
 بحث تو اٹھ، اللہ تعالیٰ اپنے مقام پر آئے گی کہ امام وکیل بن الجراح نے مقلد قسے، غیر مقلدہ خفی  
 سے یا غیر خفی؟ ایسا نہ کہ اگر اصل خود ان کے پیش لفظ میں یہ بھی اور پھر اس کو جواب  
 بھی دیکھ کر سچا دہ گھٹے ہیں۔

وکیو کہ تاریخ بغداد وغیرہ میں ہے وکراہ جی ان ابوسائب قن سہبت وکیو  
 بن الجراح لقول اجماع البانیة خالف ما ترو حدیث عن رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم بوجہ ثبوتہ کہ اس میں نہ وکیو کی جیسے یہی اللہ ابو نعیمہ  
 کو یہ کہتے ہوئے تھا کہ میں نے اپنی نظر میں تم ائمہ ابو نعیمہ کو دو موصوفہ شیب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف کرنے والی ہے۔ فقہ اللہ وشرع میں معلوم  
 کے ساتھ کہ حضرت ابو نعیمہ اللہ تعالیٰ و ابو نعیمہ بن روایت کو نقل کرنے کے  
 بعد فرماتے ہیں کہ اس کے دو موصوفہ شیب ہیں کسی ایک ہی حدیث سے  
 انکار کا حوالہ دیتے وکراہ کہ یہ ہو یا لاہ وکراہی اللہ وکراہی اللہ تعالیٰ  
 ابو نعیمہ پر لکھا ہے کہ:

وعلی بن مہدی کہ حضرت ابن ابی شیبہ کا جزو ابی حنیفہ وکراہی ہے تو یہ

کہنے کی عزت نہ ہوتی نہ دانتیں اٹھنے

ابن عبد الوہاب سے روایت مذکور کا اصل منقول ہے اس قدر ہے کہ ابو یوسف بن الجراح کو جو  
مقتول درختوں ہوئے ہیں جب کہ وہ کہہ کر اور ان سے ہیں امام ابو حنیفہ کہ غلط حدیث  
ہم کہتے ہیں یہ عار نہیں کہ مرگئے کہ اگر کوئی لفظ کا ترجمہ کہہ دے عبادت عربی میں تو کوئی  
ابن عبد الوہاب جس کا ترجمہ کہہ کر جو مرگئے ہیں اس سے مخالفت نہ کرے اور اس کی شہادت نہ دے  
ابن ابی اسحاق کہتے ہیں کہ اگر کوئی کہہ کر کہہ کر ابو یوسف بن الجراح نہ روایت کرنے کو نہ کہ وہ حضرت  
کی مخالفت کی ہے امام عثمانی حدیث کہ حدیث کے متعلق ہیں مگر صنف ابن ابی  
سہینہ میں امام ابو یوسف کے روایتیں مستعمل ہر دو موجود ہیں

پہلے میں کہ جواب غرض مذکور کا اس سے استدلال چند وجوہات بطور سے اولاً اس  
یہ کہ اسکی حدیث اس سے ہے کہ وہ صحابہ کے ایسے ہیں احادیث حدیث سے جو کہہ کر  
ہر صحابی حدیث اس سے نقل کرتے ہیں کہ بعض لوگوں نے ان کو ترویج اور بعض نے ان کی تضعیف  
کر ہے۔ اور میرا کہہ کر

امام ابو یوسف کہہ کر ایک حدیث کہہ کر

تہ ایسے ہوں ولا نقضہ ۵۱۔ نہ وہ ہوں سے اور نہ

وہو لا نقضہ منہ نصب الراية ۵۲۔

اور یہ تصدیق ہے ان کے متعلق صحیح ہے کہ

کوئی وقت اور ہر وقت کبیر عن مجاہد بن ابی  
التعصب فی من یقطن وقتا قوم وضعفہ  
امروا و عظام بن حنیف و یوسف بن یحییٰ  
مسکوف فی التہذیب بن حنیف  
و مسکوف فی التہذیب بن حنیف  
کہ وہ لوگوں کی چہلوں اچھا لوگ کہتے ہیں ان میں  
سے مسکوف بن حنیف کہ حدیث میں مسکوف ہوتے تھے  
ان کا تعصب بالحدیث ظاہر ہے۔ ان کا تہذیب  
ہے کہ ایک قوم نے ان کو تہذیب اور اس میں  
ان کو غایت کہہ دیا ہے ان کا تہذیب ظاہر ہے  
کہ وہ اس سے کتاب رشاد عبد اللہ بن عباس  
ہیں کہہ کر

مگر ہم انکی نصیحت سے صرف نظر بھی کر لیں اور کوئی خاص تعلیم کیلئے یہ کہیں غلط ان حبش کے لئے ہے  
 (لاحظہ ہو یہاں پامٹ) تب بھی ان کا تعصب خصوصیت سے احناف کے بارے میں  
 پیشی و پسئی بات نہیں ہے۔ مگر صرف اہل علم میں ہر قدر کہ تعصب اکثر یہ میں ان کے  
 تعصب کا خصوصیت سے ذکر ہو چکا ہے۔ تعصب علماء و جمہور الاطراف و نمایاں بات ہے کہ  
 ایسے تعصب کی روایت کیونکر کر لیں ہو سکتی ہے؟ اسلام میں عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے کان میں نہیں لگا لی جیل  
 (وہ تھا کلمہ) یعنی اسلام ساجی حقیقتوں سے چڑھتے تھے۔

انہم من المیزان بنی الدین (المیزان بنی الدین) خدا بطریقان کہتے ہیں کہ۔

بل الصواب عند قان من شئت اعامتہ  
 وہد الفتن وکثر ملحدوہ وعضو کوہ وندج وجر  
 وھانت متلاذ قریحہ دالۃ علی سبب معوجہ  
 من تعصب متبعی او غیرہ فانما اولیٰ لفتنت  
 الیٰ المریج فیہ وفعیل فیہ بالعدۃ و لا فیل  
 ففتنۃ العدۃ البلیۃ و اخذت اقلہ المریج حتی  
 مطلقۃ لعدۃ ملہا احد من الثمنۃ افعا  
 من امام الوقت طعن فیہ طعنون وھلک  
 فیہ ہا لکون احد  
 وملتات انشاء فیہ الکثیر فی ہمت مطیع مصر  
 بلکہ درست بات ہونے کو ایک یا سبب کہ جس  
 کی محبت و عدالت ثابت ہو وہ اس کی طرف ہر  
 صفائی بیان کرنے والے زیادہ اور ان پر حسد  
 کرنے والے کم ہوں اور ان کوئی قرینہ بھی موجود  
 ہو جو عدالت کا ہو کہ حسد تعصب ختمی ہو  
 کہ محبت سے ہے تو ہم اس کے بارے میں حسد کو  
 قابل شکات نہیں کہیں گے اور ہم ان کو عدالت  
 میں کہیں گے۔ ورنہ اگر ہم یہ دوزخ و کھول دیں گے  
 حسد کو کل الاطلاق مقدم کہیں تو ہمیں چھوڑ  
 بچ سکتے ہیں؟ کیونکہ اگر کوئی تمام ایسا نہیں جو میں نہیں  
 کہنے والوں نے نہیں کیا ہو یا اس میں شک ہے  
 دوسرے جگہ نہ سمجھتے ہیں

پھر اسی صفحہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ

ولکن شری ان لعیاط ما نقولہ من ان  
 ثابت العدۃ الیٰ لفتنت فیہ الیٰ قول من  
 تشہد القرائن بانہ حق مل علیہ لاعتصم

لیکن خدا بطریق سبب جو ہم کہتے ہیں کہ جس کی  
 عدالت ثابت ہو اس کے بارے میں دشمنی کا  
 قابل شکات بھی نہیں جس سے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے:



ملہجی اور غیبیہ اہل ایمان جیتے ہوں گو وہ زانیق و انصیب مذہبی فریستہ کی  
وجہ سے الزم قافوں ہے۔

بن مٹوس قباہات سے پیش غلو مصطبہ مذہبی کے تحت کلام کہنے کے سناچی ہوں  
یا کوئی اندر جو حضرت امام ابوحنیفہ کے ہاتھ میں کوم کریں یا کسی اور امام کے ہاتھ میں جن کی امت  
وعدہ امت ثابت ہو چکی ہو اور ان کی صریح و تعریف بیان کرنے کے لئے زیادہ اندرجن کرنے والے  
گرم و مصطبہ ہوں تو اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

وتمایا اگر امام دین بن ابی حنیفہ کی سیر و زنت صحیح نہیں تسلیم کر لی جاسکتے تو اس کا مصطبہ یہ ہو  
سکتا ہے کہ پٹ جب انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ کے مسائل کو بغیر سنیں دیکھ کر عجب دیکھ  
قائم کی ہوگی، مگر جب غلو قس کے ساتھ ان کے جہان کو وہ مل کا بن کر نیا ہو گا تو ان کی رائے  
جہاں گئی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ باگھر حضرت امام ابوحنیفہ کے بیٹے گروہ ہو گئے تھے کہ  
انہوں نے ان کی تقلید کو پیش لگے کا غلو بنا یا تھا اور انہوں نے قول اور رائے پر فتویٰ دیا کرتے  
تھے جیسا کہ علامہ مسعود میں جہنم نے ذکر کر دیا ہے۔ مگر واقعی امام دین بن ابی حنیفہ کے نزدیک امام  
ابوحنیفہ نے بقول حضرت ناسخ التعلیہ کم از کم دو نو حدیث کی مخالفت کی ہوئی گروہ کبھی ان کی  
تقلید نہ کرتے اور زانی کی رائے پر فتویٰ دیتے۔ دو نو حدیث کی مخالفت تو بہت بڑی تہیہ  
ہے۔ اگر انہوں نے امام ابوحنیفہ کسی ایک ہی بھیج اور صریح حدیث کے مخالفت ہوتے تو بھی بھاری  
بن ابی حنیفہ جیسے بڑے کار حداثہ کبھی ان کی صریح و اوصیت نہ کرتے اور زانی کی تقلید نہ کرتے۔

وثالث علامہ صاحب بغدادی اپنی سند کے ساتھ ابن کثیر رحمہ اللہ بن عثمان بن کثیر السیوطی  
رحمہ اللہ بڑی قدر کرتے ہیں کہ مسودہ تھے اور انہوں نے اپنے بھیج میں ان سے جھگڑ کیا ہے  
بغدادی ۲۰۷ علامہ محدث شافریہ کے ہیں کہ وہ تھے۔ ابن حبان ان کو قذات میں لکھتے ہیں جن کا  
زبان ان کے چہرہ اختیار میں۔ تصنیف التہذیب و التعمید ۲۰۷ سے وزارت کرشمہ میں گو کہ۔

قال کما عند وکیح یوما فقال لعل انصارہ  
حنیفۃ فقال وکیح کیت یقدر ابوحنیفۃ  
یحملی وسمیۃ مثل ابی یوسف و یغفر فیہ و یامہ  
و یغفر فیہ بن یزید و یغفر فیہ بن یزید  
ہم ایک دن وکیح کو مجلس میں تھے کہ ایک شخص نے  
کہا ابوحنیفہ کے خلاف ہے۔ امام وکیح نے فرمایا  
کیسے فرما کر ہو سکتا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے خلاف ہے  
جب کہ انہوں نے حدیث سے بڑھ کر کسی قیاس جان اور غیر اور

وَجَاءَهُ مِنْ دُونِ حِفْظِهِمُ الْمَدِيَّةُ وَاتَّخَذَهُ  
 بَنُ مَعْنُ فِي مَعْرِفَتِهِ بِالْمَلْعَةِ وَالْعَرَبِيَّةِ وَدَاوُدَ  
 إِسْحَاقَ وَفَتِيحَ بَنِ عِيَّاسَ فِي تَعْدِهِ هَلَاوُورَ عَمَلًا  
 مِنْ كَانِ هُوَ لَوْ دَجَسَاءُ لَمَعِيكَ حِفْظَهُ لَدَنَهُ  
 اِنْ لَقَطَا رَدَّوهُ .  
 (تاریخ بغداد ج ۲ ص ۲۴۲)

یہی بنی الملاحہ، حفص بن غزاف، عیاش بن عیسیٰ  
 جیسے خطا صریح اور لفظ بنی مَعْنُ جیسے لغت اور  
 عربی کے ماہر اور داوود بن المصنف بنی عیاس جیسے  
 زاہد اور فتی بن کے ہم مجلس ہوں انہیں حالات  
 نامہ ابوحنیفہ کی خطا کیر علی تسلیم کیا جاسکتی ہے کیونکہ  
 ان کی موجودگی میں اگر وہ خطا کرتے تو وہ ان کو روکتا  
 کی طرف توجہ دیتے۔

یہ روایت امام ابن حجر مکی، مولیٰ طاش کیری، زکوة اور حضرت مولیٰ القاضی نے بھی نقل کی  
 ہے اور ان کی روایت کے آخر میں یوں ہے کہ :-  
 وَانْ خَطَا رَدَّوهُ إِلَى الْحَقِّ (یعنی روایت صحیح)  
 بِالْقِيَّاتِ الْمَعْنِ مَشْعُوقِ الْعِلَادَةِ بِهٖ  
 مَعْنِ وَذِي الْمُبَوَّصِ مَعْنِ

علامہ الخوارزمی، مفتی زالمتمنی، علامہ ابی یوسفی روایت بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ :-  
 ثَعْلَقَ وَيَكِي رَحِمَهُ اللَّهُ وَالَّذِي يَقُولُ  
 مَثَلُ هَذَا كَلَامٌ قَدِيمٌ مَثَلٌ -  
 بِصَحِيحٍ مَعْنِ يَكِي كَرَامَةُ تَحْمِلُ الْوَلَدَ الْبَنِيَّةَ وَالْأَنَدَالِيَّةَ مَعْنِ  
 زیادہ مگر گروہ دوم سے۔

مختلف نتائج التفتیش اور ان کے سوازی وسیع ذہین اور پختہ بصیرت کے ساتھ یہ اقبالیات  
 برابر پڑھیں اور تصانیف و روایات سے یہ قراءتیں کر لیں اور کتب بنی المصنف کی نامہ ابوحنیفہ کے  
 محاکات میں جو تاقیہ اور کیا وہ ان کے علوم و ریاست پر عمل کو کرنے میں زیادہ عمدہ تھی، اور امام ابوحنیفہ  
 پر خطا کا اور ہم عاجز کرنے والوں کو بروایت الخوارزمی انہوں نے کیا خطاب دیا ہے، ہم کچھ نہیں  
 کہتے خود ہی مصلحت میں دیکھنا چاہئے۔

اشعار بن

ناسب معلوم ہو کہ امام ابوحنیفہ بنی المصنف کے مرنے کے ساتھ ایک لکھنے والی

بحث بھی عرض کر دیں جس کی وجہ سے دیگر غیر متقدمین حضرات کی طرح مولانا مبارکپوری صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) لا حدودی ہوا۔ اور وقت نکلنے، تنقید وغیرہ حضرات کو سامنے غلط فہمی ہوئی ہے۔ ان پر وقت نہ تھی، تعلیم، ادب و دیگرین الجرح کو حقیقت کے زمرہ سے خارج کرنے اور امام ابوحنیفہؒ کا محانت بنانے کے سلسلہ میں ترمذی شریف (رحمۃ اللہ علیہ) طبع نوکلشور کی عبادت خاں گھر کے لیل ترجمہ کر کے ہیں۔ ہم انہی کے ترجمہ پر گفت کر رہے ہیں۔

حضرت وکیع اشعاری حدیث بیان کرتے وقت منہ دیا کرتے تھے کہ اشعاری متبع ثابت اور اہل السنۃ کو ذوالحق کا قول بدعت ہے لہذا ان کے قول باطل کا عقیدہ نہیں کرنا چاہیے۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہم حضرت وکیع کی مجلس میں موجود تھے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کو شعر کو کثرت قرار دیتے ہیں۔ مثلاً ہوسنے کی دیں ہیں اور ہم غنی چلنے دارا دستہ کا قول پریش کرتے ہیں۔ پس حضرت وکیعؒ اس شخص کو جواب میں کہ انتہائی جو شش غصہ میں فرماتے تھے کہ تم سے میرے ہاتھ دن و رات سنت کی، دلی سزا یہ سب کہتے تھے کہ کیا جانتے ہو جب تک ٹکڑے اس قول و عقیدہ سے قریب نہ کہو گے تب تک یہ سب نہ نکالا جائے۔ وہ خود کی غلطی سے بطور غور ایک صریح صریح غلطی والے کار کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ (مناہج النہجین)

ترکعت نفل تنقید اور ان کے منہ سنا شیعوں کا اس سے راستہ ہالی پختہ وجود مراد ہے۔ اور تو اس میں کہ اس حکایت ہی میں خاصا کھد ہے جس کی مہسولہ کثرت غلطی غلطی غلطی

المنہج و ملتہی شہر ہئے اپنی کتاب منہجہ الاملی ملاتیں کی ہے۔  
و ثانیاً امام وکیعؒ بن بقرہؒ نے اس ساری عبادت میں امام ابوحنیفہؒ کی شان کے خلاف کوئی فکر سا جہمی استعمال نہیں کیا اور اہل کثر میں صرف امام ابوحنیفہؒ ہی نہیں بلکہ امام محمدؒ و دیگر بے شمار حضرات شامل ہیں جبکہ مولانا مبارکپوری صاحب نے اس کی تصریح کی ہے۔ اور باحوالہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ اور سائن نے جب حدیث کے خلاف ہر چیز کا قول دیا تو اس پر حضرت وکیعؒ بن بقرہؒ نے جواب دے لیکن امام ابوحنیفہؒ کا نام تو پھر بھی نہیں لیا۔ اس لیے اس عبادت کے



جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درگزر صحیح اور صریح روایات جانوروں پر لحد نہی کرنے سے منع کرتی ہیں۔ اہل عرب کے پاس اور شہ بھی فراوان تھے اور وہ سنت کے مطابق اشعار کا طابق بھی بخوبی جانتے تھے۔ بخلاف اکثر اہل علم کے جن کی سب اہمیت الی کو دیکھ کر انہیں نہایت نے اس غلو کو محکوم کرنا ہے۔

الغرض امام ابو حنیفہ کا غلو فی الاشعار کو بدعت کہنا اور چیز ہے اور نفس اشعار کا جو اہم کرنا ایک بات ہے اس کی مثال ایسی ہی کچھ جس طرح کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے لوگوں کے مسجد میں صلوات اللہ علیہ اجمعین کی نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ :-

بعد اللہ و عبادہ یا منیٰ و صلوات اللہ علیہ ؛ یہ بدعت ہے۔

امام قزوینیؒ کا بھی اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

ان مراد ان اظهار احوال المسجد والجمع  
ان کہ یہ دو سب کے ہاں سنت کی نماز کو مسجد میں ظہر  
پہاھو البعدہ لان اصل صلوات اللہ علیہ بدعت  
کے پڑھنا اور اس کے لیے اجتماع کرنا بدعت  
(شیخ سلیمان بن علی) ہے یہ ایک غلو فی الصلوٰۃ اللہ علیہ بدعت ہے۔

اور اہل علم پر یہ بات بھی نہیں کہ بعض چیزیں باوجود سنت ہونے کے جب کہ ان کے ساتھ مزید غیر شرعی قیود شامل ہو جائیں تو وہ بدعت ہو جاتی ہیں۔ اس کی مزید تحقیق رافق کی کتابت و سنت میں ملاحظہ کیجئے۔

ورایعہ اور اگر ہم یہ فیصلہ ہی کریں کہ امام کو شیخینؒ نے اپنی فہم کے مطابق اشعار کے مسئلہ میں امام ابو حنیفہؒ کے قول کو رد کر دیا ہے تو اس سے یہ کہہ کر لازم آتا ہے کہ وہ کئی طور پر حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مخالفت تھے یا ان کے عقائد نہ تھے اس امر کی تاریخی طور پر سبکدوشی مثالوں سے قطع غلط کہتے ہوئے صرف اسی پر نگاہ پھرتے کہ کیا حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ دونوں اصولاً حنفی تھے یا محض بیوں مسائل میں جنہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے اختلاف رکھا کیا اور ان کے خلاف دلائل پیش کئے ہیں کیا اس طریق سے وہ ضریح شیعہ تھے یا مولانا سہارن پوریؒ کی صاحب کلام کہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ امام ابو حنیفہؒ کے عقائد اور حنفی تھے وقت مدغفہ ابو حنیفہؒ (ص ۱۴۸)





# باب ہفتم

## مخالفت حدیث کی ایک نفیس بحث

اس مقام پر اسنی سر پرچہ بحث بھی پہلی معلوم محققیت کے مخالفت حدیث کا مفہود کیا ہوتا ہے۔ کیا ہر عقلم پر مخالفت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ کی مخالفت مراد ہوتی ہے یا ان الفاظ کے اندر جو حقیقی اور مدعویٰ پناہاں ہوتا ہے۔ اس کی مخالفت بھی مراد ہوتی ہے یا اور اگر کوئی شخص آپ کے ظاہری الفاظ کی کلمہ لغت کرتا ہے لیکن ان کے اندر جو معنی مشابہ ہوتا ہے اس کی مخالفت کرتا ہے جو بغیر تفویض سے تباہیوں ہوتا ہوگا اس شخص کو مخالف ہے حدیث کا مزموم قرینہ یا یا ایسا ہے یا۔ اگر اٹھارہ سنی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی چیز سے منع فرمایا ہے تو کیا ہر مقام پر اس منع اور انہی سے حرمت اور کرہیت تحریر ہی مراد ہوگی یا اس سے قبل اور اگر کرہیت تحریر یہ بھی مراد ہو سکتی ہے؟ اور اگر آپ کوئی حکم فرمایا تو کیا ہر مقام پر وہ مراد و موجب ہی کے لئے ہوگا یا کہیں بعض اشارہ و اشارہ کے بیٹے ہی ہو سکتے ہیں جن کو نہ ماننے والا عام اور ائمہ اربعین کہلاتے ہیں؟ ہم نہایت اختصار کے ساتھ صریح احادیث سے اس امر پر روشنی ڈالتے ہیں۔ نحو قرینہ۔

① حدیث عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عسکر و عزا کے موقع پر وجہ کہ یہودی قرینہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اتنا ہی دینہ و دینی گتے کے بعد مرید غیبت سے چلے میں ذکر قطع بند ہو گئے تھے یہ ارشاد فرمایا کہ قرینہ غیبت ہر قطر کے





انہ کو عذاب علیٰ من اخذ بظاہر حایت حاصل ہو جاتی ہے دوسرے کہ جن لوگوں نے کلمہ شہادت ادا کیا وہ علیٰ من استعبط من نفسہ عن غصصہ یا کلمہ شہادت پڑھ کر یا تو ان پر کوئی سزا نہیں ہوگی۔  
 (فتح الباری ۲/۱۸۷ طبع دہلی)  
 ان لوگوں پر بھی کوئی عذاب نہیں ہوگا جس سے کوئی معنی سمجھا کر لیا جائے اس کو بخش کرنا ہوگا۔

اگر کلمہ شہادت نہ پڑھے گا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ ظاہری الفاظ کی مخالفت ہو دوسری مستبط کو نظر انداز کر دیا جائے تو یہ غریب مخالفت ہوگی اور نہ یہ غرض بالحدیث ہی ہوگا جو کسی تفسیر مع تقدیم طاہر نہیں ہے۔

② حضرت سید الشہید و آئینہ ولی کو مدنی حضرت مائتہ کورنا حقین کے ایک گروہ نے ان کے چچ زاد بھائی حضرت مالک سے متروک کر دیا۔ یہ خیر اس انداز سے پیش کی کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اس خیر کو یقین آگیا، اور کچھ قرآن اور شریعت بھی نیلے تھے جن کی دست بستہ آپ کا یہ یقین بے جا نہ تھا۔ آپ نے غیرت میں آکر حضرت علیؑ سے فرمایا کہ باوجود کہ جہاں ملے جا کر قسمت کر دو، آپ کے الفاظ یہ ہیں کہ:

الذهب فضرب حنظلہ (دستہ یا مفت) جب اور جب اس کی گردن اڑا دے۔

حضرت علیؑ نے تو یہی کہ وہ ایک کمزور میں پاؤں ٹکاتے ہوئے بیٹھا ہے، اس کو جرواں سے کھینچ کر اس کی قتل کر دوں گا۔ اس کا نہ بد کھل گیا، حضرت علیؑ نے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ:

لعمریک اللہ لا یفلتر حالہ (تو کد کا مٹا) اللہ تعالیٰ نے انداز اس کا کہ نہ ہی پیدا نہیں کیا۔

اور امام سہم کے الفاظ یہ ہیں کہ:

وانہ محبوب مالہ ذہور (مستم) وہ محبوب نہ رہا تھا اس نامر سے آکر نکل جاتا تھا۔

حضرت علیؑ نے جب یہ محسوس کیا کہ اس شخص پر قسمت کرنے کی وہ طاقت ہی نہیں رکھتا تھا، چنانچہ ان کی بنا پر مجھے دربارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ظاہر حکم کی تعمیل نہ کی اور واپس جا کر کہتے یہ دو بیان کیا۔ پہلے بڑا ڈر کیا کہ:

انما حدیثہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ماترہ کچھ دیر محنت ہے چنانچہ نہیں دیکھی سی۔

ہر مسلمان اور بھائی شفاعت۔ البتہ ایہ اللہ ہی کا فیصلہ ہے

اور وہی فیصلہ ہے۔ و ستارہ صبیحہ لہو مع المصطفیٰ

آپ صحت میں کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صریح اور بالمشافہ حکم اور وہ بھی غرض پختہ کی ہے کہ جس میں بکری نہ دے گی کسی نر کی اور نر کی کوئی بکری نہ دے گی۔ کیا وجہ رکھتا ہے؟ گو حضرت علیؓ اس حکم کی تعمیل کر سکتے تھے آپ کو قاصر ہوتے ہیں اور وہ بڑی قوت سے بھرتے دوست اور سرزنش کے وہ اس ترک حکم پر بڑی تمسک حاصل کر رہے ہیں۔ اب کیا کہہ سکتے ہیں کہ حضرت علیؓ آپ کے اس حکم اور حدیث کی مخالفت کی وجہ سے مسخر اور مخالفت حدیث ہیں؟ عا شاہ و عا کوئی مسلمان اس کا تعتر بھی نہیں کر سکتا۔

(رحمہ) حضرت علیؓ اس کی ایک وزارت میں سہ ماہہ وہ فرماتے ہیں کہ:

ذکر منہ لوسون لله صلی اللہ علیہ وسلم  
 لنت فامری ان اجلہ ما فاذا ہی حدیث  
 عہد بغناہم فہیت ان لا یحدتہا انت  
 قناہ فذکرت ذیل للنسی علی علیہ  
 و ملو فہن اجنت (مسعودی ص ۱۰۰)  
 انکذبت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اور فراموشی  
 انکار۔ مجھے آپ کے فراموشی کا اس کو کرنا لگا اور  
 میں گوارا دیکھا کہ اس کے ذی پیر پہنچا رہا تھا  
 یہ خوف ہوا کہ اگر میں نے اس کو سزا دی تو کہیں وہ  
 میری نہایت میں بغیر بیزاریاں آپ کی  
 خدمت میں پہنچا دے اور اللہ جل شانہ آپ کی خدمت میں  
 قوت نہ چاہے۔

غور فرمائیے کہ آپ کا ظاہری حکم معینہ اور مشروط تھا، لیکن اس حدیث علیؓ کے جوہر سے صحت میں شکیاں ہوتے ہیں۔ پہلے گفتہ و اجزی سے یہ سمجھ لیں کہ آپ کا حکم دو حقیقت مشروط و مقتدیہ ہے۔ اسی شرط کو وہ لڑائی جاکر نہ ہو سکتے اور چونکہ اس حالت میں سزا دینا جو ممکن ہے کہ اس سزا کی موت پر فتنہ ہو اس لیے انہوں نے کوئی سزا نہ دی اور واپس چلے گئے۔ آپ نے یہ سن کر جو بے حساسی کے کہ ان کو صبر نہ اور دکر دانی کے دشمن سے دھندل کر گئے۔ ان کی تائید و تسویب اور تمسک نہ دینی شخصیت کہ تو نے چھوڑا۔ برعکس اس کے اگر اس حالت میں حضرت علیؓ علیؓ اس کو وڑے دے چیتے تو آپ کے ظاہری حکم کی تعمیل کی وجہ سے بہت ممکن ہے کہ وہ محتوب

ٹھہرتے۔ اس ایک ہی واقعہ سے بہت سی اجتہادی، قیاسی اور فروعی مسائل جو بظاہر بعض  
 اہل تشیع کے علماء کی حفاظت کے مخالف نظر آتے ہیں خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے بعض  
 فقہ واجتہاد کا حکم ہوتا، ضروری امر ہے کہ ہمیں ایسا نہ ہو کہ کشتی نفع کا پانچواں سوار ہی ہو دھنسنے  
 کو بیٹھنے۔ سچ ہے کہ ۔۔۔

تھے ہندوں پر ساتے کھل گئے اسرارِ حینِ ساقی

ہوا علمِ یقین، حقِ یقین، عینِ یقین ساقی

④ حضرت ہذا میں غائب (المتوفی) تھے، کہ ایک نابالغ حدیث میں، جس میں منکرین  
 صلح حدیبیہ کے پوتے رسالت کا نقشہ کھینچا ہے، اس میں یہ بیحد بھی آگاہ ہے کہ بالآخر  
 جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قریش کے درمیان معاہدہ طے ہوا تو آپ نے غصہ زامہ  
 پر اپنے کاغذ پر حضرت علیؑ سے یہ الفاظ بھی لکھوائے کہ هذا قاضی علیہ محمد، رسول اللہ  
 یعنی یہ وہ محمد نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرین ثانی سے سے کیا ہے، مشرکین کے  
 مخالفہ (مستثنیٰ) بن مکر جو بعد کو مسلمان ہو گئے تھے، نے اس پر صلح کے احتجاج بلند کیا کہ اللہ کے نام  
 کہ اگر ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کا رسول تسلیم کر میں تو پھر یہ خداوند آپ کے اختلاف کیا؟ اس پر رسول اللہ  
 کے الفاظ آپ کو صلح نہ ہوئے کہ میں نے آپ کو اللہ کے رسول تسلیم کیا ہے اور محمد بن عبد اللہ کے الفاظ لکھوائے پڑیں گے  
 آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں محمد رسول اللہ بھی ہوں اور محمد بن عبد اللہ بھی ہوں، مگر جب مشرکین نے  
 رسالت کی انتہائی نزاکت کے پیش نظر آپ کے فرمایا کہ ۔۔۔

تقرآن لعنی، رسول اللہ، قال، و اللہ  
 لا یقول، اب۔ (بخاری ج ۳)

فرمایا کہ میں تو کہیں نہ ہوں گا۔

اور ایک روایت میں یوں آتا ہے ۔۔۔

عاصم بن علیؑ ان یمحھا فذل علیؑ، اللہ لا  
 یحھا (مسند ج ۳)

کہ آپ نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ یہ الفاظ میرے معجز  
 علیؑ نے فرمایا کہ بخدا میں ان کو نہیں مٹاؤں گا۔

بڑا ہی عجیب معاملہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو حضرت علیؑ کو ایم  
 لے کر اور جو کچھ ہے میں کر لے علیؑ یہ الفاظ رو مگر حضرت علیؑ ہیں کہ آپ کے اس حکم کی تعمیل

کھینے کے بجائے حنفیہ طرز پر یہ فرماتے ہیں کہ بخدا میں تو کبھی نہ مٹاؤں گا۔ انصاف سے فرمائیے کہ حضرت علیؑ پر کیا فتویٰ ملگا یہاں پہنچے؟ اور ملگا بھی یہاں پہنچے یا نہیں؟ نظرِ ظاہر تو فتویٰ نہ ملنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں جوتی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دور درو تکم ہو اور نام سے کہ ہو۔ لیکن اس کے جزا میں حضرت علیؑ خدا تعالیٰ کی قسم، شاکرِ عدم تحمیل، پُرسیدہ اور گمراہیت میں لو کہہ رہے، فتویٰ باذن سے کیونکر نکال سکتے ہیں؟ اور کب تک سکتے ہیں؟ درمیانِ اللہ، ظاہر میں غافل اور دل کی فتویٰ بازی، ان ایشہ ویدہ، بصیرت رکھنے والے اور بات کی تہ اور حقیقت کو سمجھنے والے بھولی جانتے ہیں کہ قرآن مجید کے غامضان کی موجودگی میں حضرت علیؑ کے اس غلامی کا نام میں بھی اوسب اور عشق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی اندرونی سچائی کی طرف اشارہ، اوسب اور زبانِ خدا سے یہ کہہ رہے کہ جس رسول اللہ کی بحیثیت اور خدا بحیثیت نے دنیا کے تمام مذاہب و مذہبوں سے بے نیاز کر دیا ہے، اس کے نقشِ پاک کو دل کے آئینہ سے مٹانا تو دیکھنا الگ، بخدا ان کے اس پیوستہ نام کو کوسل کاغذ سے مٹانے پر بھی دل آمار نہیں ہوتا۔

سکوت شمعِ سبز بزم کو خیمہ سری نشین

قریب رہا ہے دل سے مذاقِ پرواز

چنانچہ حضرت امیرِ نووی الشافعیؒ اس کی شریف میں لکھتے ہیں کہ۔

هذا الذي فعله علي من باب الادب	یہ کاروان جو حضرت علیؑ نے کی ہے ادبِ شریف
المسحب لفته له ريق من النبق مولى الله	ایک سجدہ کیونکہ آئینے قول سے میں کہے تھے کہ
علي وسبقه لحوه بنسبه ولها	اس نرسات کا مٹاؤ خدا علیؑ پر لازم نہیں اور اسی
لعرينك ولوحته معوه بنفسه لم يجد علي	میں نے اپنے حضرت علیؑ پر کوئی گرفت نہیں کی اگر
تريكم ولها القام النسي صق الله عليه و	ان کے سینہ پر سے خدا مٹا، تیرا ہی ہونا تو میری
سنة علي المخالفة	علیؑ کے سینہ اس طرح کا حرکت با نہ ہونا اور نہ آپ

(شرح صلی علیہ وسلم) ان کو اس مخالفت پر براہِ راست لکھتے ہیں۔

اسکھڑھٹی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری امتداد بھی ملاحظہ کیجئے اور ان کی تہ میں اوسب مستحب کا چرسمیٰ خستہ۔ وپنہاں ہے جس کو حضرت علیؑ کی دُوریں اور خیرِ ملائکہ کی

ہے۔ وہ بھی دیکھ لیجئے جس کا غلبہ ہی الفاظ میں کہیں اور نشان تک نہیں ملتا۔ اگرچہ گنتیت  
مردم میں سے کسی کو یہ بات نہ ہو بھی کر وہ حضرت علی کو شکر یا نعمت حدیث بنا کر کوٹا ہوا اور  
منظم طور پر اپنی کتب حدیث میں اس کا سکہ پر پیگنڈا ان کے صفحہ شریعت کو تہہ پر موم  
جہول میں عشق نہیں دل سے حبس کا رہا :

نہ ہو چٹک تو بہت آئینہ ایک پارہ سنگ :

⑤ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ : اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
مجھے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی کر انہوں نے : زمینست ہر روز دیکھئے اور رات کے قیام کا  
الزام کر لیا ہے جس کی وجہ سے بغیر چادر کاہوں کے عسلاوہ حقوق و روایت میں بھی ملایق  
ہو تا ہے۔ آپ نے ان کو اس شخص پر تعہد فرمایا کہ : اگر وہ رات کو قیام بھی کرے اور ہر مومن میں  
تین دن عذبتے رکھو اور سومر اللہ عزوجل سے ۴۰ اتوں نے اس سے زیادہ کی عذبتوں کی تو کسی  
فرمایا کہ پھر ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن انکار کرو۔ یہ حدیث و آثار علیہ السلام کا روزہ ہے  
اور یہ سب سے افضل روزہ ہے۔ (بخاری ص ۳۷۸)

اور ایک روز رات روتی ہے کہ :

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاسام : حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنا اور رات کو صیام  
من صام : زید حضرت بن عباس سے روایت ہے : ہمیشہ روزہ رکھتا تھا اور روزہ بھی نہیں ہوتا۔

اس صحیح اور صحیح روایت کے قلم ہی ان کو اس سومر اللہ کی عذبتوں کی روایت  
ثابت ہوتی ہے لیکن اہمیت و جود میں ہے شام کو کہ چھٹے ہی عذبتوں کی عذبتوں کے  
حضرت ابو سعید بن ابی جراح سے روایت ہے : (محدثہ تحقیقہ الاحادیث ص ۱۰۱)

وہم وکرم بن الحارث صومہ رکھتے تھے۔ رات کو عذبتوں اور صومہ :

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے : میں نے ان کو عذبتوں کی روایت ہے :

اگر ہم چاہیں تو کتب اسلام و رجال اور طبقات و رات سے جو حکم و شائیں ان حدیث  
کی پیش کر سکتے ہیں جو حدیث اللہ عزوجل سے روایت ہے ایک حکم و شائیں کہتے ہیں :

مؤلف شریعت علیہ السلام نے رات کو عذبتوں کی روایت ہے : (محدثہ تحقیقہ الاحادیث ص ۱۰۱)



والتحریر والتدوین: محمد امجد علی دہلوی

تسنت عربی میں سنت کے معنی مورچہ کے ساتھ ہاؤں کے اکھاڑنے کے آتے ہیں کسی صحیح اور مرقع روایت میں حلقہ الابطال و المسترے کے ساتھ زیر بحث ہاؤں کا منشا ان میں سے آتا مگر مجبوراً سنت تسنت پر عمل نہیں کرتے بلکہ خود غیر سنت قدیم حضرت بھی جہاں تک ہم نے دیکھا اور سنا ہے اور جو غسل یا حدیث کے زیر بحث میں بھی ہیں سنت پر عامل نہیں ہیں۔ نوکین اب سب امت کو اس حدیث کا تدارک اور مختلف قرار دینے کو ان پر برتاؤ نہیں کر دیا جائے گا؛

امام قزوینی اور قاضی شرف الدین تسنت الابطال کی شرح میں لکھتے ہیں کہ :-

امانت الابطال فتنۃ بالانقطاع والافتقار  
فیہ التفت لمن تولى علیہ ویحصل ایضا  
بالخلق وبالنیوۃ وحکی عن یونس بن  
عبید الاثری قال فحدثت علی الشافعی رحمہ  
وحدثہ المنزلی عن خلقی بطلۃ فحدث الشافعی  
عن ان التفت التفت ولیکن لا اقلای  
علی اللوج۔

(شرح مسلم باب ما فی ذیل الاطوار ص ۱۱۱)

ہاؤں کا اکھاڑنا ہی سب سے بڑی حکمت کو بظاہر

منیں کر سکتا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس حدیث میں بجاہت کوئی ایسی قید ثابت نہیں کہ یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جو اکھاڑنے پر قوی ہو مگر سنن حدیث میں قوی ماہ کی قید سے اس کو مشقہ کرتے ہیں اور المسترے اور جڑ سے بھی غروا لے ہیں کہ یہ مقصود حاصل ہو جائے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ امام اہل سنت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابطلی حدیث پر باوجود اس کو سنت کہنے کے عمل نہیں کر سکے اور معذرت کر گئے ہیں۔ اب کیا تمام امت



کوفت بعد کی حدیث کے تمام زینۃ العارفین نے کوفت کی وجہ سے شکرِ نذکرہ حدیث کبر  
 دیں، اہل بیت یہ ہے کہ جو حضرت علیؑ شریعت سے واقف ہیں اور صرف اہل بیت پر ہی کفایت  
 میں کہتے تو انہوں نے کوفت یہ کہتے ہیں کہ قصور بالذات تو ہاں کا رُو کرنا ہے خود وہ کسی بھی  
 صورت سے حاصل ہو جیتے۔

⑤ حضرت انوشیروانؑ کا واقعہ توفیقِ سرور سے روایت ہے کہ۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکیا تشیئاً ہ حضرت علیؑ اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میرے  
 بعد کہہ المومن من شتر عندہ فکان علیؑ لایۃ کوئی شخص میرے بعد کسی کو کہے جو میرے پسما  
 قلنا فلیقل اللہ تعالیٰ ما کانت الحیوة ہ موت کی کن صحت کہتے ہو کہ خود کو کوئی شکر کوئی  
 خذنا الی وتوفیقنا اذ کانت موافقہ فی الامۃ ہی ہے تو ہاں کہتے اللہ تو مجھے نذر و کج اگر  
 (بخاری ص ۲۵۷)

میرے لیے زندگی بہتر ہے اور تو مجھے وفات دے  
 دے اگر میرے حق میں وفات بہتر ہے۔

اس حدیث میں لفظ مظلوم ہے دعا، اس سے کہہ فرما اپنی ہو یا دشمنی اور نہ ہی بھی ہاں  
 تا کہہ عقیدہ کے ساتھ وارد ہوئی ہے مگر شریعہ حدیث اس مقام میں غیر کو دینی غصہ سے  
 متنبہ کرتے ہیں۔ چنانچہ مظلومینؑ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے موت کی آرزو کی تھی جبکہ  
 معاملات بہت پیچیدہ ہو گئے اور فتنے بڑھ گئے اور قتل و قتال کا بازار گرم ہو گیا اور قبیل و قبا  
 بہت کمزور ہو گئے تھے اور اسی طرح حضرت امیرؑ نے بھی موت کی آرزو کی تھی۔

نداشت علیہ لعل یمن من عن ثنیۃ الیہا جب ان کی حالت سخت ہو گئی تو اپنے مخالفین  
 سے پریشانیوں کا سامن ہوا۔

اور حدیث میں علیؑ انصاری کا مطلب یہ ہوا کہ جسے ہم کہہ۔

واللہ اذ بالقرہین ما بیننا العیب فی سبۃ حضرت امیرؑ میں ایسا ضرر ہے جو کافری  
 میں صحت و خود کوئی دینہ والا کہہ لی اور تو پیش کے شکوے جاری دیکھو اس سے  
 البیدایۃ والنبایۃ ص ۱۱۱) وہی ضرر امیرؑ میں ہے۔

خود فرماتے کہ جو شخص ضرر کی دینی اور دنیوی تقسیم نہیں کیسے گا اور حدیث میں بھی کہ عام

بکھے گا کسی کے خیال کے مطابق حضرت علیؑ اور حضرت امام بخاریؒ وغیرہ اس معصوم حدیث کے مخالف نظر رکھیں گے اور اگر وہ اس حدیث کے مؤید یہ فقیر تلاش کرے گا تو اس کو کافی ہوگا مگر شراہ حدیث اور فقہ اہل سنت کے تعقبات یہ سمجھنے کی اور ان کو برکے مذہب مخالف حدیث ہونے کا ادنیٰ وجہ بھی نہیں ہوسکتے۔

حضرت امام بخاریؒ کو حسب اپنے اُسْتَاذِ مَعْتَرَم امام محمد بن یحییٰ اندلسیؒ سے بعض مسائل میں اختلاف پیدا ہوا تو کم بخاریؒ اور دیگر بعض اہل دین کی گدی می سازش سے ان کو ہجرت کہنے پر مجبور کر دیا گیا اور کمر قد سے دو دسج کی مسافت پر ایک چھوٹے سے گاؤں فرنگ میں حضرت امام بخاریؒ فرود گشت ہوئے کیونکہ ان کے کچھ بشتہ اہل دین بہتے تھے۔ امام ابوہریرہؓ بن عبدالمجیدؒ انمتر قدی کو بیان یہ کرتے۔

ثم بعد ليلة من الليالي وقع خروجي من  
مسورة الليل بعدو يقول في دعائهم  
الله وانه ضاقت علي اوجض بنا ريت  
فابصني ونيك فار فاعلم المشي حسي  
فبعد الله اليه وقديما بخرنگ  
وتخرج بعد اوطامنا وطبات الشافعية الكبر

میں نے ان کو ایک رات جمعہ کی نماز سے فارغ کئے  
کے بعد یہ دعا کہنے لگا کہ اللہ زمین و آسمان کو  
ہرے کے گرد یہ تنگ پہنچے ہے سو تو مجھے اپنی طرف  
اٹھا لے اس کے بعد ایک امامی دُرُت پاپا تھا کہ  
ارشاد بھائی نے ان کو اپنی طرف اٹھا ہی یا اور ان  
کی ولایت ہو گئی یا اور ان کی قرینہ تنگ میں ہے۔

بہ ۱۰ ص ۱ طبع مصر

جو شخص قرینہ تنگ کی حدیث کو عمومی تہا سے بڑے گا کر لے نہایت امام بخاریؒ کا یہ ضل ضرور مخالف حدیث نظر آئے گا لیکن اگر متقی و باہیک جینی اور فقہ کی نگاہ سے دیکھیں  
گا تو نہ کوئی مخالف نظر نہ آئے گی اور یہ چیز اپنے مقام پرست کی کر برکت کے درجہ کی۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان  
سے یہ نص فرما کر تم کھئے عرصے میں قرآن کریم تم کو ملے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہر رات  
آپ نے ارشاد فرمایا کہ۔

ان انا صلی علیہ وسلم یأمرنا ان نقرأ القرآن فیکرمہ قرآن خرمنا کرمہ۔

اور ایک روایت میں اس طرح آتا ہے کہ :-

قَالَ فِي سَبْعٍ وَارْتَمَتْ عَلَى ذِي النُّفَرِ (۱) ہفت میں صرف ایک بار پڑھا اس زیادہ مست کردہ۔

حضرت امام بخاری اختصار روایت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ :-

قَالَ بَعْضُهُمْ فِي ثَلَاثٍ عَلَى خَمْسٍ وَارْتَمَتْ بَعْضٌ نَفْسًا فِي رِوَايَةٍ بَعْضٌ نَفْسًا فِي رِوَايَةٍ بَعْضٌ نَفْسًا فِي رِوَايَةٍ

علی سبع (بخاری ج ۱ ص ۱۰۰) کہنے میں صرف ایک بار پڑھا قرآن کا کیا ہے۔

گویا ہفت روایت کی بدولت سے حضرت امام بخاری نے اکثر روایات (اور ایک روایت

میں ہے کہ اکثر روایت) کا اتفاق سات، انہوں میں قرآن کریم کو ختم کرنے کا ذکر فرمایا ہے اور

بظاہر اسی کو ترجیح دی ہے۔ چلتے ہیں یہی روایات میں قرآن کریم ختم کرنے کی روایات کو ملے جیسے،

تسبیحی روایت اور حدیث شریف کے ظاہری الفاظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن سے کہ انہوں میں

قرآن کریم ختم کرنے کا ذکر حضرت امام بخاری کے ہمیشہ میں نظر نہیں ہے۔ مسلمانوں میں پچھلے

ہیں کہ اہلسنت و جماعت میں میراث سے حضرت ایسے بھی ہوئے ہیں جو صرف ایک ہی بات

میں مشدّدان کریم ختم کر چکے تھے۔ حضرت صحابہ کرام میں حضرت عثمان بن عفان المذنی مشدّد

قیم اللیل ملق و طبقات ابن سعد (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ

یوسف و تہذیب التہذیب (۳) اور حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ

وقدیم التلیل (۴) خصوصیت سے قابل ذکر ہیں اور انہوں میں حضرت امام شافعی حضرت امامان

مبارک کے مہتمم میں ساتھ مرتبہ قرآن کریم ختم کرنا کرتے تھے۔ (شعکة الحف ظ ۱ ص ۱۰۰) اور

ایک مرتبہ انہوں نے ایک مسئلہ کی تشریح میں روزانہ تین مرتبہ اور تین دنوں میں گرد و قرآن کریم

ختم کیا تھا : مفتاح البیت ص ۱۰۰ المسیو علی طبع حسن اور امام وکیع بن الجراح ایک روایت میں

قرآن کریم ختم کرنا کرتے تھے۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۰۰) امام ابوجرح و التعلیل یعنی جو سعید بن مسعود

کا بیٹا تھا انہوں میں ایک مرتبہ قرآن کریم ختم کر دیا کرتے تھے۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۰۰) و تہذیب التہذیب ص ۱۰۰

واللغات خود ہی ج ۱ ص ۱۰۰۔

ایک دوئیں پیشروں میں ہیں جو ان کا یہی طرز پر اسس کی پیش کی جائیگی نیز یہ کہ

مقتصد دلائل و حواہات کا مستیعاب نہیں ہم تو صرف اپنی بات کو تیز بن کر چاہتے ہیں صرف

ایک حوالہ اور بھی ملے۔ حضرت امام بخاریؒ کے حالات میں کتب تاریخ و طبقات، دولت  
اور اسناد و رجال میں یہ بھی مذکور ہے کہ :

وہ کان یختم بآفتاب فی مثل یوم ختمہ ویختم  
ختمہ بعدہ و لا یختم مثلہ و یعول  
عند حل ختم و حوۃ مستحیلة -  
و یلج یفقد لہ منہ و طبقات نکحہ فی مثل  
ختمہ شبکی و الماحطۃ ۳۲۱

اگر حدیث مذکور کے تلامذہ بنی الشافعی کو دیکھا جائے تو بعض اہل قیام کی طرح یہ تصور کہ امام کرنا پسند  
گاہر مذکورہ دونوں سے کم میں قرآن پاک کو نثر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (حاشا بخاری، ص ۳۲۱)  
اور بہت صاحبین کے ان اکابر کو عازل اللہ مکروہ تحریمی کا مطلب کہنا پڑے گا۔ اگر حدیث  
کے تلامذہ بنی الشافعی مخالفت میں کج مع مخالفت ہوتی ہے اور اس کی ترمیم میں کسی پشیمان صحت  
اور صبر حقیقت کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی فریقین میں اس لیے کہ ان اکابر کو کج  
حدیث کا لقب دیا جائے گا۔ اور کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی جس سے ان کی مشکلائی جو  
سے مگر عازل اللہ کسی وجہ علم کا ضمیر اور دل اس کو گوارا نہ کرے کہ یہ اکابر کج حدیث تھے  
بلکہ اس حدیث کے دیگر میان کردہ ملاحضہ کے علاوہ ایک آسان مطلب یہ بھی ہے کہ آپ کا یہ  
انتہت پر شفقت اور ترقی کے سلسلہ میں ہے تاکہ نئے دنوں میں علم و حکمت سے قرآن کریم پڑھ جائے  
اور اس کے سنی کو دیکھا جائے کہ یہ کلام جو بنی الشافعی خلیفہ کے منہ و جان کے بچنے کے لیے  
تین دن میں گو تیرہ قرآن کریم ختم کرے اور منتہیٰ نظر ہو کہ یہ مشکلائی کہ ہے اور ایک  
کو جلد یہ مقام کہاں نصیب ہو سکتا ہے ۔ ع

مذہب کر آئینہ دار و حکمت مدنی واد

④ کسی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جناب مولی اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسی چیز سے نفی فرماتے  
میں لیکن الفاظ اس تفصیل اور تشریح سے ناموشہد تھے ہیں کہ اس میں بھی کلام و حکمت  
حاضر ہے یا غفلت ہوئی، مگر آثار فیہ والی نگاہیں ہی مفاد و افواست و بصیرت اور قنوت سے

اس کا۔ خاتم متعین کر لیتی ہیں شدت حضرت ام عطیہؓ کی حدیث میں آگیت کر:

نہیت عن انبیاء ان یسروا لعل یعلموا علیہما۔  
جو عورتوں کو چنانچہ اس میں شریک ہوئے سے منع  
کیا گیا ہے کہ اس کی تائید میں آگیت کر:

اول ان کی ایک سو اوائیت میں اس طرح آگیت کر:

کی تسلی عن اتباع الجنائز ولعل یعلموا علیہما  
ترجمہ کی جاتی ہیں مگر یہ اس کی تائید میں نہیں کی  
(مسلم ج ۳)

جانی جاتی۔

حدیث ام ذوقیؓ اس کی شہادت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

معناہ نہایت رسولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
عن ذلت منی کراہۃ تزییہ لافہی حدیث  
وہم یہ کہ اس کو مطلب یہ ہے کہ میں بناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازوں میں شریک ہونے  
سے منع کیا ہے لیکن یہی تزییہ کے درجہ کی ہے۔  
یہی تائید میں ام ذوقیؓ کے قول کی نہیں ہے۔  
رہو دی ہو حدیث:

اس سے معلوم ہوا کہ حدیث ام عطیہؓ اپنے تئیں حدیث ام ذوقیؓ سے آپ کی اس حدیث  
میں جو یہی ہے کہ یہی تزییہ کے درجہ کی نہیں بلکہ غلطی اولیٰ اور تزییہ کے درجہ کی  
ہے۔ لہذا کہ حدیث میں حدیث میں کے الفاظ ہیں اور اس میں یہ تقسیم نہ ہو۔ لہذا کہ حدیث میں  
مگر اس کے اندر کی تحقیقت اور نہ کہ کچھ بڑا اجزاء۔ نیز وہی کام ہے اور اس کی حدیث کا ہم  
فہم ہے۔

(۱۰) دھن وعمر ایسا ہی ہوتا ہے کہ احمد بن حنبلؒ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی شخص اور فرماست  
ہیں مگر وہ حکم صرف مشورہ کی حد تک ہوتا ہے اور اس کا مان اور نہ مانا ہر دونوں جہاز جاتے  
ہیں اور آپ کے لیے حکم کا نکارہ عاذا اللہ آپ کی توفیق تھی۔ لہذا کہ حدیث میں  
کہ جب حدیث بڑی ہو کہ کوئی حدیث میں اس حدیث کے تحت ان کو پہلے خداوند حضرت عیسیٰ  
کے پاس ہے۔ لیکن حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں  
کو ترجیح دی۔ اور وہ پہلے حدیث میں حضرت بڑی کے لیے ہے۔ اور وہ کہہ رہے ہیں کہ حدیث میں

بلکہ نہ جو مگر وہ زندہ نہیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے آدمی کو حقیقت کے پاس  
 ہی سے ٹوکی اچھا ہے۔ وہ کہنے لگی کہ:

یا رسول اللہ تاسمیعاً قال انما اشفع قالت  
 فلا حاجت لی فیہ۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۷۷) و مشکوٰۃ  
 انوں نے کہا تو مجھ لے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

دیکھئے کہ حضرت بڑے اپنے نفع فی الدین کی وجہ سے آپ کے حکم و ارشاد کا رد حسب  
 خود آپ جیسے تعین کر رہا ہے جیسا کہ اگر یہ حکم در احسن ہے تو مجھے اس کے تسلیم کرنے سے کیا  
 چارہ ہے؟ اور اگر نہ تو ضرورت ہے تو مجھے قبول کرنے یا نہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ چنانچہ آپ  
 کے ارشاد کے بعد حضرت بڑے نے یہی کچھ کیا جو ان کو پسند تھا اور حضرت عیسیٰؑ کے  
 روائے حاصل کر لی۔

(۱۱) بعض راجع اور مشافہات ایسے بھی ہو سکتے ہیں کہ ان میں مناسب رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک حفاظ کی مخالفت ہی سے گمراہی و ملامت اور مشائے نبوت کی تعین  
 ہو سکتی ہے اور حفاظ ہی حفاظ پر عمل کرنا جو ہم اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شعوب  
 ہو گا۔ یقین نہ آئے تو حضرت ابوالربیع السمانی و ملتوی علیہ السلام کی روایت ملاحظہ فرمائیے۔  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصائے حاجت کے سوا فی داخلہ جہان کے ہوتے یہ بھی  
 فرمایا کہ تو نہ تو کہیہ کی طرف پیچو کہ اور نہ سترہ اس کے فرمایا کہ:

شرفوا اوصلوا۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۷۷) مشرق و مغرب کی طرف ملو کہ۔

اور ایک روایت میں اس طرح آتا ہے کہ:

ولکن مشرفوا اوصلوا (مسلم ج ۱ ص ۱۷۷) اور لیکن مشرق و مغرب کی طرف ملو کہ۔

حضرت ام زرعہؓ (ذو غیرہ) فرماتے ہیں کہ یہ حکم اہل مدینہ اور ان کی سمت والوں کو ہے

جی کا قید شمال و جنوب۔ (یہ ہے و محصلہ ج ۱ ص ۱۷۷)

اب اگر ہم رگ اس ملک میں مشرق یا مغرب کی طرف ملو کریں گے تو یقیناً قبلہ کا

ازیمبہ لازم نہ آئے گا اور یہ بات مشائے نبوت کے شعوب کی کہ نہ کہ جہت سے عوائق یا غم

وقوع ہی ایسا ہے، لہذا جہن آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان مروجہ الفاظ کی مخالفت کرنا  
منہم ہے تاکہ نہایت ملک میں اس حکم کی ترمیم جو وہ خود حضرت شہر سے اس پر عمل ہو سکے اور قبلہ  
کی تعلیم اور احسن اور محفوظ ہے۔

(۶۲) پھر کسی دین بھی ہو سکتا ہے کہ خداوند پر کے حکم کی حقیقت را معلوم ہونے کی وجہ سے  
جنتہ کہ ہر خداوند کی سے حریف نظر کرتے ہوئے ہر وقت اپنے تباری حکم پر اس کو نہ پڑے گا۔ اس  
طریق سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل ہوگی، چنانچہ ایک علیل صدمہ  
میں یہ ثابت کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ایک کو اس کے ایک راز فتنے  
ترامد لکھ کر کو شہادت شہر میں اور علیلہ وصالح اور فصیح فرماتے۔ اور ان میں یہ بھی  
نہ کہ رہے کہ۔

وَاذْكُرْ صَوْتَ هَارِ حَمْدِ قَدْرًا وَكَانَ  
فَتَرَاهُمْ عَلَى حَكْمِ اللَّهِ فَلَمْ تَرْهَبْهُمْ سَلَى  
حَكْمَ اللَّهِ وَلَكِنْ تَرْهَبُهُمْ عَلَى حُكْمِكَ فَتَأْتِ  
تَوَاتُرِي تَقْسِيْبِ حَكْمِ اللَّهِ فَيُحْمِلُ امْلَ -  
بَعْدَ مَا مَشَى لَفْظًا لَّهُ، وَالْوَدَّادُ بَعْدَ مَا  
تَرَوْنَهُمْ مَعَكُمْ وَبِهِمُ الْحَقُّ مَلَّانِ  
اور جب وہ اپنے قدم کو بلند کرے اور وہ تم سے  
معاشرت کرتے ہوئے یہ یاد رکھیں کہ ان کو  
اللہ تعالیٰ سے غم نہ آئے اور تو ان کو اللہ تعالیٰ کے  
حکم پر نہ دے اور ان کے حکم پر نہ دے  
کیونکہ تو ان سے نہیں جانتے کہ کیا تم ان کے حریف نہیں  
کے حکم کو کہ سونے یا نہیں۔

اور اسی روایت میں اس کی تفسیر یہ مرقوم ہے کہ اگر وہ تم میں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول  
کے دہم پر راضی ہوتے تو نہ جھگڑ کر نہ لڑتے اور اس کے رسول کے قدم پر دست  
پنہ اور ہر خداوند کے دہم پر نہ دے اور کہو کہ یہ بات شہادت آسان ہے  
کہ تم اپنے دہم پر نہ دے، صحت کے دہم کو بردارے اور کہو کہ یہ بات شہادت آسان ہے  
میں آں علیلہ و آلہ کو ملے کہ وہ کو توڑا اور خدا تعالیٰ کر دے۔

عزیز کے کہ ایک وقت تو ان تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ  
سے اور کسی کا شہر ہے ہی نہیں اور دوسری طرف اس صحیح حدیث میں جنتہ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہر خداوند کے حکم پر نہ دے، علی حکمہ اللہ کہ ان کو نہ تعالیٰ کے حکم

پرست افکار و جوشے حکم پران کو کارہ کر کے کہ حکم ہے کہ نہ ان کے حکم کی حقیقت اور نہ  
 کہ تم ساری حاصل نہ کر سکو۔ اسوں مقام پر ہیں اس بحث سے کوئی غائب نہیں کر کیا: جنت وادی  
 مسائل میں طبیعت ایک ہوتا ہے یا سب ہی میں یہ سہ ہوتے ہیں: یہ پٹنے مقام کی بحث  
 ہے مگر اس حقیقت سے ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جو جنت وادی میں ہر دو فواید کا تحقق  
 ہوتا ہے نہ کہ تو جن و سر نہ نش کا۔

اہم نوون افش فنی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ:

ہذا لہی ایتھا علی الشیخہ والنحیۃ  
 وقب عجلۃ من یقول لیس کل محبوب معین  
 علی المصیب واحد وهو الموافق لحیۃ اللہ  
 نقالی فی نفس الامراء

دلیوی پڑھتے (کہ حکم کے مطابق ہو۔)

انفارہ فریت کہ ایک مقام و بھی محال آیا اس جہت تک کہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 اکرم و سزا مند اقدار کے حکمت میں جو سب اظہر کرتے ہوئے کہ وہ شہدائے شمس تک نہ  
 جمع کے پٹنے حکم پر فہم کر کے کام ہو سکتا۔ علاوہ ان میں آپ کی اس ممانعت اور فنی میں  
 تحریر و تفسیر کی کوئی ایسی موجود نہیں مگر امام نووی وغیرہ جہت خواہہ کی منی کو تفسیر میں پر حل کرتے  
 ہیں۔ غرض یہ ہے کہ ان فوج اور عین علمی باوجود ان کو پہلے وزارت و وزارت بصیرت و فہم اور  
 فہم و اجتناب سے کہیں کہیں طرح حل کیا جا سکتا ہے؟ مگر ان باتوں کی سبب ہا شایہ است  
 کہ دیکھا جاسکے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان میں ہی نہ ہیٹ کام نہ ہو۔ ان میں  
 مخالف حدیث ہے اور ان میں ہی کہ جب حدیث و تارک سنت اور زمرہ اہل ہدایت سے  
 غارت ہوتے اور ان میں کسی رحمہ اللہ ثم بعد اللہ ان میں مگر صرف وہی عمل یا حدیث ہو  
 اور اصحاب و محدث ہیں: باقی سب دنیا انحدار سے کہنا ہے کہ اس میں سب سے مگر ایسی چیز  
 نکلیا ہے کہ ایک حل ہے؟

کہیں سے کہیں کہ کو تفسیر میں شافعی دو ایک دست بخش پیدا کریں



قادر ہیں کہ ہم مسئلہ کو حل کر سکیں اور بعض بنیادی سوچیں برآمد کر سکیں۔ ہم صرف انہی مثالوں پر ہی دستِ آگاہ کر رہے ہیں جن سے ہر صنعت مزاج پاکستانی یہ سمجھ سکتا ہے کہ حدِ برکتِ ظاہری الفاظ کے علاوہ پاسس کے اندر اور اس کی تہ میں کہیں شرطِ نخست نہ ہوتی ہے اور کہیں قید پوشیدہ نہ ہوتی ہے، کہیں کوئی حکمت اور فہم پنہاں ہوتی ہے اور کہیں برعکس غلبہ بری الفاظ کے اور بے شائبہ مغرور ہے۔ کہیں غریب استیجاب و اجابت کے مزاجِ حق ہوتے ہیں اور کہیں نئی میں حقیداد و تخریب کا لہر ہوتے ہیں۔ کہیں ترقی و ترقی سبب قرار پاتے ہیں اور کہیں مشور و دسوت کا مقام ہو یا ہوسکتا ہے اور کہیں صداقتِ لفظ کو کچھ کہتے ہیں مگر ان کے اندر معنی مستبط کوئی اور ہی جھلکنا ہے جس کو صرف قیصر اور جہل کی نظر بصیرت اور فہمِ راست علمی ہی تازہ کر سکتی ہے اور باقی پوسٹیک کے علاوہ مغز کی نصف اندوڑی سے بھر جرم اور حسدِ ناں نصیب نہ جھٹکتے ہیں۔ سچا ہے کہ

گھر مودل میں منہاں ہیں خدا ہی سے تو ملیں

اُسی کے پاس ہے منہاں اس خزانے کی

اس مقامِ محنت کے بعد ہم ظاہرِ شیروں کی لفظ پرستی کی میر و صفتِ صرف ایک ہی مثال عرض کر کے اس عنوان کو ختم کر رہے ہیں۔ حضرت جابر بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) اور حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت آتی ہے کہ:

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہو	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راکھ اور وہم
عن ابیہ فی المساء الماکہ۔ وعن النبی	دین کے ہونے، پانی میں پیشاب کرنے سے
صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزیر لیل بعدک	منع کیا ہے۔ اور ایک روایت میں یوں آ؟
فی المساء الثالثہ ثم یغتسل منہ۔	سے کہ آپ نے منہ راکھ میں سے کر لی شخص
وصلیہ وسلم	لگے ہونے پانی میں پیشاب نہ کرے اور کھانے
	کو کہیں پھر نہ اس سے غسل کرنے کی وجہ

پیش آہٹ ہے۔

تمام نظر و بصیرت والے لفظ کو کام اور محذوثنِ عظام پر منہ دیتے ہیں کہ جس طرح راکھ

ہوئے پانی کے اندر پیشاب کہ منحوس ہے بعد اسے اسی طرح پانی زمین منحوس است اور مسرہ م  
 ہا لوروں کے پیشاب کا بھی یہی حکم ہے اور ایسے پانی کے قریب بھی پیشاب منحوس است جو  
 برہ کہ پانی میں چلا جائے اور کسی کو نہ لے اور تین میں پیشاب گنگ پانی میں پانی دینت بھی  
 منع ہے نیز کہ غنمت پر ہے کہ ان تمام صورتوں میں پانی ناپاک اور نجس ہو جائے گا۔ مگر مشورۃ  
 واکڑ میں علی الغالبی دستور ہے کہ اگر اس طرح دیگر بعض اہل نظر بشر الغالبہ نہ ہو کہ مشککہ  
 ہو کہ اس کے خلوت نظر نہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ امام زکریا الشافعی لکھتے ہیں :-

حكي عن داود بن علي الظاهري ان الناس  
 يختص ببول الماشين ونفسه وان الغائط  
 ليس كالتيور وكذا اذا رآه في زائفة  
 حربة في الماء او كان يصرق الماء هذا  
 الذي ذهب اليه خلاف الزيعوني وهو  
 من اقلح ما نقل عنه في اجود من لفظه  
 و قد عرفت ان زكوى يباح فيه  
 داود بن علي الظاهري سے کہ ریت کی گئی ہے وہ  
 کہتے ہیں کہ نمی ریت انہی کے پیشاب منحوس  
 است اور پانی پیشاب کے حکم میں نہیں ہے۔ اور  
 اسی طرح جب کوئی شخص برتن میں پیشاب لگے  
 پانی میں ڈال دے پانی کے قریب پیشاب گنگ  
 اور دوبارہ پانی میں چلا جائے تو اس میں کوئی  
 عوج نہیں۔ اور زکریا بن علی کا یہ مذہب اہل نظر کے  
 خلاف ہے اور امام زکریا بن علی خدا کی برتری شائع ہے۔

گویا امام ابو داؤد اور اس کا روئے میں پیشاب کر کے پانی میں ڈال دینا پانی کے  
 قریب پیشاب کرنا جو بہرہ پانی میں چلا جائے اور اسی طرح گنگے اور دوستہ وغیرہ کا پیشاب  
 بارگاہہ نہیں نہیں کرنا یہ سبہ آفتک کے بغیر زکریا بن علی الشافعی پر علم بالحدیث کا قول نقل کیا  
 نقل کیا ہے۔

اور شیخ الاسلام ابن رجب العسقلانی فرماتے ہیں کہ :-

متنا بعد قطع بطلان ما ذهب اليه  
 في هذه المسألة من ان المذبح مخصوص  
 بالبول في المذبح في كونه وبه في المذبح  
 يفر عنه هو او يوال خارج الماء جرت البول الى المذبح  
 من خارج المذبح يباح فيه  
 من خارج المذبح يباح فيه  
 من خارج المذبح يباح فيه  
 من خارج المذبح يباح فيه

نہ صرف ہم بعداً واصلہ القطعی حاصل  
 بجلد ان غریبہ الاستواء السیرین فی  
 الحصن فی المذوفان المقصود اجتناب  
 منہ وقعت فیہ النجاسة من الماء ولیس  
 فہذا من محال الضمن بل ہر مقدمہ یہ  
 رحمکم اللہ حکم۔ مرقع نصاری دہلی :

یہ ضرر نہیں ہے اور اسی طرح اگر کسی نے پانی کے  
 وہ پریشان کیا اور وہ کہہ کر پانی میں چھو گیا تو یہ بھی  
 ان کے نزدیک گناہ نہیں ہے اور علم قطعی سے یہ  
 بات معلوم ہے کہ ان کا یہ قرن باطل نہ لایا ہے  
 کیونکہ ان کی کچھ رائے کیلئے دونوں باتیں باہر ہیں۔  
 کیونکہ مشہور قریب ہے کہ پانی کو نجاست سے پاک یا جو نہ  
 اور یہ کوئی نہ کامن نہیں بلکہ علمی اور ہے۔

دو پہلے اس قسم کی حدیث کی کہ ظاہر ہی الفاظ کوئے کر کے قدر غلطی کی سب اور یوں شریعت  
 کی کچھ طرح خلاف ورزی کی ہے اور اشیاع العرب اور صاحب جوامع انکم دعوایا سیرا  
 انہ بعد توبہ کہہ بیٹھ جملوں کو کسی طرح حماقت کی تذکرہ کرنا ہے۔ لہذا سفار اور حرمت ہے  
 کہ اس قسم کے حدیث ہی ان الزام کے پر اس طرح پرستے ہیں جس طرح بنو قحطہ کہہ ہوں کی  
 مومن و حارہ بارشیں برتی ہے اور ان حضرات کو اہل حق اور اصحاب الہدیٰ کی غلطیاں قرشب  
 تارک میں رہتے کے بائیک ذرات ہیں بھی نظر آجاتی ہیں سزا پنی پہاڑیسی کو تہیاں  
 کتاب نصف الزہد میں بھی نظر نہیں آتیں۔ سچ بہت کر رہ

غیر کی آنکھوں کا بیجا کچھ کو تہا ہے غلطہ

دیکھ پنی آنکھ کا غامض دل شہیر بھی

اگرچہ انہی نے اہل بخاری کے اختلاف کے بارے میں تین مسلک نقل کئے ہیں کہ ان کا اختلاف  
 مطلقاً معتبر ہے، معانی و پیشین، قیاسی علی کے خلاف ہو تو معتبر نہیں ورنہ معتبر ہے۔  
 اور قاضی یوسف کے خلاف سے نقل کیے ہیں کہ وہ

ان اصحاب ظاہر لیسوا من علل الانبیاء  
 ونام نقلہ ان ظہرت الفتنہ بطلت کاش

الحاصل

منہبت اہل یوسفیہ نہ پر قہر یا دھڑائی سے بھی اور بدعات کے لئے جسے میں دوسرے کھینچ

قدیری اور احمدیہ امت والہ علی بن ابی ہریرہ میں جن کی دماغی زبانیں کی دنیا میں سوچے سے کوئی وقعت ہی نہیں ہے اور کچھ عقلی طور پر سمجھنے سے امت زندقہ کی بھی میں جو بعض حضرات نے دلائل میں سے خزان کے صبح اور صبح میں ہی ملتا رہنا صحت کے لئے نظام پر ذکر کر رکھے ہیں اور ایسے فقہی چیز یا ثبات اور اجتہاد کی مسائل میں تیسرے طرح حضرت امام ابو حنیفہ کے مصمم عن ائمتہ اربعہ کا طریقہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس غرض باقی اگر مستدین کا معصوم عن الحق رہتا ہے، تو بھی عقیدہ اہل بیت اور ایسے صحت میں بھروسہ رکھنے کے لئے کہ کیا جاسکتا ہے کہ خدا احد یؤخذ عنہ ویبطل۔  
 ان قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۰

کہ جو من باور سیدنی تمام اہل بیت امت

شیخ الاسلام امین عبدالباقی حضرت امام ابو حنیفہ کی طرف سے مانتے کرتے ہوئے  
 کہتے ہیں کہ۔

الَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى حَنِيفَةٍ وَهُمْ قَوْمٌ لَا يُفْسِدُونَ  
 عَلَيْهِ كَذِبُ مَنْ أَتَى تَكَلَّمُوا قِيَمَةً وَالْغَيْرُونَ  
 تَكَلَّمُوا فِيهِ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ أَكْثَرُ مَا عَنِ  
 عَلَيْهِ تَحَاقُّ فِي الْحَرْمِ وَالْقِيَامِ وَالرَّجَبِ  
 أَهْلُ بَيْتِ بَابِ الْبَيْتِ الْبَيْتِ الْبَيْتِ الْبَيْتِ  
 کہ جن لوگوں نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی کہ  
 ان کی قرآن کی اور ان کی حریت کی ہے وہ ایسے  
 صحت ماننا وہیں ان لوگوں نے ان میں کوام کیا ہے اور  
 ان اہل حدیث نے ان میں کوام کیا انہوں نے ان  
 کا یہ وہ حسیب یہ نکالنا کہ وہ مانتے دیا میں  
 رہا۔ میں شک میں رہا۔

ہرچہ کہنے یا نہ کہنے کرچکے ہیں کہ جس معنی میں امام احمد صحت پر مانتے کہ قابل اور مستحق  
 نہیں ہے اور جن نے اوروں سے کہے وہ قول میں کہ وہ نہ تو اب یہاں انہیں مانتے کہ عبدالحق  
 سے لزوم ہے اور ان پر اعتراض کون اور کیسے؟ اور یہ کچھ پر فرشتے چھو کہ۔

مَنْ تَرَى أَفْضَلَ مِنْكَ مَنْ تَرَى أَفْضَلَ مِنْكَ مَنْ تَرَى أَفْضَلَ مِنْكَ  
 وَأَفْضَلُ مِنَ حَنِيفَةٍ يَسْتَفْضِلُ أَفْضَلُ  
 وَمَا يَفْضِلُ عَنْ حَقِّ مَهْدٍ وَفَقْتُ عَلَى كَرِيهِ  
 سِرْمٍ وَهَدٍ بِكَ نَزْلًا فَكُلَا ذَاكَ فَكُلَا  
 جس نے حضرت سے بکر فرماتا بعض کے بعد  
 امام اکبر رحمہ اللہ فرمائی اور۔ اور ابو حنیفہ کے  
 افضل قرار پڑے اور ان کا بہتر کہی اور ان کی  
 عمدہ سیرت اور اخلاق پر مطلع ہوتا ہے اس





قرآن کریم۔

وصحابہ جل علی ذالک وبقی ان الیہ تدری الیہ  
ذکرہ للقدح لا یجوزوا علیہا من متکلم فیہ  
ویمبول ولا یجوز جماعاً قلہ عرض مسلک  
یمثل ذالک فیکف یا صام من ائمة المسلمین  
(الغیرات الحسان ص ۱۱)

اس پر جو چیز ولایت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ  
خطیب بغدادی نے امام ابو حنیفہ کی عمر میں جو  
سفریں پیش کی ہیں وہ پیشتر مقرر شدہ روایت و جموں  
روایتوں سے منقول ہیں اور ایسی اساتید سے بالاتر  
کسی شخص کی بیگ عزت نہیں کی جاسکتی چنانچہ  
میں ان کے نام کی۔

عقار خطیب بغدادی نے جبرہم الشہ اور قنوت کے مسئلہ میں کہا ہے کھچی ہیں۔ قنوت  
کے مسئلہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بھی نقل کرتے ہیں کہ:

ما زال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
یقنت فی صلواتہ ان یتبع حتی مات۔  
تخفرت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام روایات  
صبح کی نماز میں قنوت پڑھی ہے۔

اور اس پر وہ بالکل سکوت اختیار کر چکے ہیں بلکہ اس سے احتجاج کرتے ہیں امام ابن  
الجزیری الحنفی جو شش میں اگر تحریر فرماتے ہیں کہ:

وسکوتہ عن القدر فی هذا الحدیث و  
احتیاجہ بدیہ وقامعہ عظیمہ وعصبیہ باردة  
وقلة دین لا یدعیہ منہ یغلط  
رجوالہ نصب الیہ بامسار طبع مصر

خطیب بغدادی کا اس حدیث پر سکوت کو جائز  
اس سے انتہائی گناہ کی بجائی اور نہ تعصب اور  
کم زنی ہے کیونکہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ روایت  
باطل ہے۔

اور علامہ زکریا الخطیب نے بھی ان کی اس لطافت کو نہیں سمجھا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

محمد بن علی بن ثابت الحافظ البری بکر نکاح  
قیہ بعضہم وھم ابو نعیم وکثیر من العلماء  
المتأخرین لا اعلم لھم دنیا اکبر من روایہم  
الحادیث الموضوعۃ فی تألیفہم غیر محمد بن  
منہ یغلط ثم وجایا علی انہن خالفہ یحیی

علامہ خطیب بغدادی اور ابو نعیم اور بہت سے علما  
متأخرین کا گناہ میں سے بڑھ کر نہیں جانتا کہ ان  
بے تحاشا اپنی نگاہوں میں جمل روایتیں نقل کرتے  
ہیں اور یہ گناہ سب سے زشت و حدیث پر آشوبت  
مذکور ہے۔ سوائے تعالیٰ ہمیں اور ان معصی کو

عَنْهُ وَعَنْهُمْ هَذِهِ الْقَضَاةُ اسْتَكْلَمَ فَعَلِمَ كَرَامَاتِ قَدِيمَةٍ مِمَّنْ تَرَامِينِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (مصر)

قاریین کرام! آپ انصاف کے ساتھ ان تقیسات کو دیکھیں کہ بقول علامہ ذہبی علیہ السلام  
 بعد ازیں، ابو نعیم اور اکثر متأخرین نے سنت پر کس قدر ظلم کیا ہے کہ اپنی کتابوں میں بے غماشا  
 جعلی حدیثوں کی بھرمار کر دی ہے حالانکہ من کذب علی لہ یثاب بقول علامہ ابن القلاح  
 راجعاً فی مکتبہ، وجہ اتالی کی متوجہ حدیث ہے اشرح بحر منہ، اور امام ابو محمد بن حنفیہ راجعاً فی  
 مسند کے نزدیک انکسرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جوٹ دن اور بعض حدیث بنانا کفر ہے  
 اور ہر نو علمہ فہم اس پر متفق ہیں کہ جانیان موعود حدیث کو روایت کرتے عام مرتبہ، وشرع بخیر اللہ  
 صحت پر وہی عقلمند ذہنی ہیں جن کے بعض حوالوں سے مزاحمت نتیجہ اکتساب نے دیا ہے (۱۹۹) میں  
 دھوکہ دیا ہے ان شخصوں اور بعض خیر خواہوں کو بھی دیکھیں اور علامہ خطیب حدیث کی کتابوں سے مشافرت  
 ہو کر حدیث امام ابو نعیم سے جیسے امام بیہن کی پڑوسی پھٹنے والوں کی دیکھتے اور علمی  
 انصاف بھی داخل فرمائیں، اگر کسی کو اپنی علم جوہر چیز کو اپنے معتمد پر پہنچنے اور سوچنے کے  
 عادی تھے اٹھتے پہلے شہر اور اعجاز کھٹا دی رہی میرا یہ کہ دودھ دوم شروع ہو گیا،  
 اب ہم ان مہاک اور منہات مزاحم ہستیوں کو کہاں سے تلاش کریں جن کے دیکھنے کے لیے  
 ہماری آنکھیں ترستی ہیں، آمین

پیر بخان کا دم کہاں اس کی وہ دیر چہ کہاں

باوہ نہیں تو ہم کہاں زیست پر زیست ہیں

اشکافات تو ہے جی ہوتے تھے لیکن علماء ان میں زیادہ تر غلط فہمی تھی اور فہم  
 ان کی علمی خامیوں پہلے آگاہ کرتا ہوا تھا، اور اس میں غیہ غامی، جہادی اور مونی کا حق وسیع  
 خیال ملحوظ تھا، ہمارا دور اختلاف کے ذہنی پائی کی علمی اور خدا اور بصیرت کی قدر جوتی  
 تھی یہ زمانہ تو ہرگز نہ ہوتا تھا جو آج اختیار کیا جا رہا ہے کہ ہنس ہنس کر ہم کو معاذ اللہ کفر  
 ثابت کر کے جی دم دیا جائے اور ان کی تمام خامیوں اور کمالات کو یکسر پس پشت ڈال  
 دیا جائے اور ان کی علمی تحقیقات کو معاذ اللہ انکسرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے



عین مدنی و کھڑا کروا جاتے اور یہ دودھ کو بڑے کی بوجھامی کی جیسے کہ ابن حشر سے ایک  
 متوازی دین تمام کر دکھا ہے جس سے اصل دین کی خیالیں ہی کھکھلی کر دی گئی ہیں اور نہ ہی  
 حشر است دین حق میں جتنے دودھ کے اصل دودھ دار ہیں (العید باللہ) اور غیر سے است  
 خود نہیں بھی جوتی کہ ان بزرگوں سے کیا فرمایا اور اس کا فائدہ کیا ہے؟ اور ان کے بیان کو وہ  
 مسائل کی کڑی کن نصیحتیں رکھیں اور صحیح دلائل سے باعفی ہے! اور اگر بعد ازاں سے شہر  
 ان سے کہیں کوئی غلطی سرزد ہو گئی جو تو اس کی ہر سب توجہ بیان کر کے ان سے غلطی کو  
 دور کیا ہے مگر یہ کام تو صرف دینی لوگ کر سکتے ہیں جن کے دلوں میں غلبہ خدا ہو اور علم اور علم  
 کی قدر و منزلت ہو اور تحریک و گرد و بندی اور تعصب سے پاک ہوئے ہوں و فیہ منہ اعلم۔  
 غرض کہ اگر دین کے بارے میں طعن و لعن اور نسبت کشتہ آرمی چیزیں ہیں ان کے متعلق تو ممکن  
 بھی کچھ کم گناہ نہیں جو زبان میں یہ کہتے ہیں۔  
 اسے مافیہ کہنے کا ہی بجا نہیں کیا تیرا! جہنم بنے سیر کرنے کو نہ ٹھہرنا نہ ٹھہر سیر!





کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر کوئی حرکت نہ کی تھی اور نہ حدیث کو  
تاکہ بنی اعتماد مشرک العمل کہتے ہیں اور زمانہ حدیثوں کو اپنی کتابوں میں جمع کر کے وہ نے تخریج  
کر لیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ ایک مقام پر ارکان فرماتے ہیں کہ :-

وکریب ان القیاس فیہ فاسدة فاضیو  
من الفقہاء قاسوا اقیة فاسدة بذاہبا  
یاطل بالنہی وبعظہا مدفق التلوت  
علی بطلانہ لکن بطلان کثیر من القیاس  
لو یقتضی بطلان جمیعہ کما ان وجود  
الکذب فی کثیر من الحدیث لا یروجب  
کذب جمیعہ او

کئی حکم نہیں کہ بعض قیاس غلط بھی ہو سکے ہیں کہ  
سب سے تمہارے فاسد قیاس کے قیاسات بھی کیے ہیں  
بعض کا بطلان پر قیاس سے حدیثوں کا اطلاق ہو سکتا  
محبت ہے لیکن اپنے ہی قیاسات کا بطلان یا اس  
کو قیاسی قیاسوں سے کرنا یا قیاس ہی باطل ہو جانے  
جس طرح کہ بہت سی حدیثوں میں جھوٹ کے  
ہائے ہائے سے یہ نوازہ نہیں کہ سب حدیثیں ہی

رضی اللہ عنہ مثلاً طبع مصر

اگرچہ اصولی طور پر یہ جواب بالکل کافی ہے مگر ہم غیر متقلدین حضرات کے تھکنا  
علاؤ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کی ذرا زیادہ وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔ مناسب معلوم ہو چکا  
کہ پہلے تخریج طبع کے لیے ان کی مرکزی کتاب کے چند حوالے عرض کر دیں جس پر ان کے تقریباً  
سبھی علماء کی تصدیقات و تقریحات ثبت ہیں۔ ان کی مرکزی کتب کتاب التعلیل میں لکھنے کے  
مصنف ہدایہ کا طبع طوفان مصنف ہدایہ کا قلم اسس درجہ ذمہ رکھتے۔

دوسرے طرف ہے کہ جھوٹ و افتراء میں سے انتہائی لذت و ملاوت عکس  
ہوتی ہے۔ چنانچہ تاریخ باجماعت کو سنت ثابت کرنے کے یہ عرض سے واضح  
الفاظ میں لکھا ہے :-

انما سنتہ کذا روی عن ابی حنیفۃ لا وہاب علیہ السلام ولا رشید بن (ہذا)  
جماعت اعطی حنیفۃ بنی دہلی، تراویح باجماعت، سنت سے کہہ کر حسن بن زیاد  
نے حضرت امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے کہ غلط روایتوں نے اس پر بھیگی فرائی ہے

اصیبت و انحراف ہے کہ حضرت امام کا یہ قول زندگی میں قرآن مجید اور سنت و احکام میں بھی  
 حق کی پابندی اور جس کے خلاف سے منع کرنا نہیں اور قطعاً نہیں کریا کہ حضرت امام پر یہ ہدایہ ایسی مقدس  
 و مستند کتاب کا مکمل کھنڈا تھا۔ جس کتاب کی تقدیم کا یہ صاحب روئے حق مذہب کی اس  
 قرار دینا جنونی اور غریبیت کھڑی مذاق نہیں تو اور کیسے؟ ملاحظہ فرمائیے جو کہ حق مذہب کا اندر  
 لیکن اور تخریج ہوا کہ یہ ایک دلیل حق ہے بھتہ حق اس شخص کے اس شخص کا عقیدہ کہ انسانی  
 شرمندہ و آدم ہو کر اس پر کچھ ذکر کی بغیر موشی سے گزیر کیسے کہ ان کا عقیدہ اس کا تخریج ہوا  
 پر قلم اٹھائے ہیں تو اپنی اپنی معلومات کے باوجود ہر ایک کے اس قول بطلان پر حیرت نہ  
 ہو کہ فرمت ہیں صاحب مذہب ہی مصنف چار کے اس قول کا کہیں نسخہ و نشان نہیں ملے گا  
 مگر جس میں کیا ہے نام شریعت کے و یا (منہج، العقیدہ و غیرہ)

اور ثبوت کے لئے قرآن و حدیث میں صاحب ہدایہ صاحب روئے حق اور توکل و قریح  
 وغیرہ کے بارے میں بڑے بڑے شریکین اور مفسرین نے غفلت کرنے کی آڑ میں خوب سلیکٹی  
 سنائی ہیں اس عبارت میں کائنات تبارک و تعالیٰ نے جس طرح اس کی کھول کر صاحب ہدایہ اور  
 حاضر عالمی پر قلب و فطرت کی بھر میں دکھائی ہے وہ محض کھش نہیں ہے بلکہ اس کے ہر  
 ایک کلمہ کی تہذیب پرش کھڑے اس سے ہم اس پر یہاں بحث نہیں کرنا چاہتے اس پر  
 ہم غفلت و غمازی باتیں گے کہ اگر صرفہ و زور کے کا حشرات خفاہ و اشجار سے ثبوت ہے یا نہیں؟  
 اور جب انہوں نے اس پر عمل شروع کیا تو کیا اس پر انہوں نے ملاحظت کی غیبا نہیں؟ یہ اور  
 اس قسم کے اور کئی مسائل انشاء اللہ و لعل ہی عرض ہوں گے۔ یہ ہر مسئلہ یہ بتانا مقصود ہے کہ  
 موقوف نتائج و عقیدہ نے ملاحظہ اس تجربہ کے حوالہ سے جو صاحب مذہب کے الفاظ اس کے میں رہ غلط  
 ہیں ان کے خلاف کلام اللہ میں دیکھئے اور صریحاً: ملاحظہ فرمائیے کائنات تبارک و تعالیٰ اور اس کے  
 جو صدیقین و عترت کو معلوم ہوتا ہے کہ ملاحظہ اس تجربہ کے متعلق اس پر اس پرش ہوا کہ تخریج  
 انہیں کے جیسا کہ ملاحظہ فرمائیے ان کا یہ اور اس کے حوالوں کے غلط ہے بلکہ ملاحظہ فرمائیے  
 نے غلط و غلطی کی تخریج چار کی انہیں کی ہے اور اس کے کا نام اللہ رکھنا ہے اور صرف  
 میں انہوں نے اس کی تخریج کی ہے اور نہ نہ تحقیق ان حوالی میں ان کی تخریج ہو جو



بہا ل اور ماہر طبقات رجال سے پوچھنے کی توفیق عیدتہ نہ ہو تو صرف فضل جبب اور ثقبان وغیرہ  
الواب ہیں کہ حدیثوں کے متعلق بتائیے کہ ان میں کتنی جعلی اور مضورہ حدیثیں ہیں؟ مگر افسوس  
کہ فقیرتہ اعلیٰ نہیں سے تو صرف مطلوب فضل جھٹے ہیں دیکھ لیتے ہیں کہ حنفی مہر جس کے باطل فقرہ میں  
داخل ہیں بعد ازیں حدیث ہی اہل علم ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اگر ہماری ہمت کا یقین نہ آئے تو علامہ زہبی کی میزان الاعتدال (۱۰۷۱ھ) ترجمہ حدیث  
ہیں اسد علی ہی ہی خلافت کریں گے کہ چندویچرکتوں کے علاوہ احیاء العلوم کی موضوع حدیثوں  
کے ہائے میں اور خصوصیت سے فقیرتہ اعلیٰ نہیں کے ہائے میں اسوں سے کیا کہہ سہ؟ انشاء اللہ  
آنکھیں خوب روشن ہو جائیں گی۔

اور شدہ کہ حاکم کے اندر مندرج بہت سی جعلی اور مضورہ روایات کا حال بھی شامیر غفرانی  
حضرت سے نقلی نہ ہوگا جس کی عبادت سے وہ مطلوبہ مسائل میں تحقیق کر سکتے ہیں۔

اس کو بھی جاننے دیجئے۔ یہ دیکھ کر مفسرین ابی ہریرہ حدیث میں غلطی کی ایک خاص جہالت کے  
نزدیک صحاح ستہ میں شامیر مگرام ابن الجوزی سے خیال میں اس کے نزدیک پانچ تیس  
روایتیں ضائع جعلی اور مضورہ ہیں۔ اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ۔

وفي الجعلة ضعیفہ احادیث کثیرة منکرة۔ (الحاصل اس میں بہت سی حدیثیں منکر ہیں۔  
(تہذیب الفقہ ذیل باب ۱۰ ص ۱۰۷)

اور حدیث منکر کو غور و ملاحظہ ابن حجر (وغیرہ) نے مردود قسم کی حدیثوں کی قدر میں آنکر کیا ہے  
اور حافظ ابن حجر نے (تہذیب الفقہ ص ۱۰۷) میں لکھا ہے۔

(اور حافظ ابوالخیر المزنی الشافعی رحمہ اللہ فی مسند شمس العلماء رحمہ اللہ خطا لا وہ  
اور محدث الشامی نے۔ تذکرہ ۱۴۷۱ھ) سے تو اس سے بھی زیادہ ذرا بات کہہ ڈالی ہے کہ۔  
قال ما انفذہ بہ بن منجۃ فہو ضعیف جعی  
فیذالک ما انفذہ بہ من و حدیث عن الامۃ  
لفسۃ (۵) (تہذیب الفقہ ذیل باب ۱۰ ص ۱۰۷)  
یعنی جو حدیث امام ابن منجۃ نے باقی باقی ملوں  
سے منظرہ جو کہ روایت کی ہے وہ ضعیف ہے۔

اگر موصول الیہ کی سیڑھی فرماتے ہیں کہ۔





مر بن عباس قال السجیل کاتب للتنبی علیہ  
 حبیبہ وسلم وہذا الذی ابوداؤد والسنائی اور  
 اقتضیٰ ابن کثیر مکتبہ جمع مصر  
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ سبیل رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاتب اور منشی تھا۔ اس کو  
 ابوداؤد و السنائی نے روایت کیا ہے۔

اور پھر اسی صنف میں آگے آکر حضرت میں کہ:

قد صرح جملۃ من المفسرین بوضعہ  
 جان فی سنن ابی داؤد انہم یلقن الحفاظ  
 الکبیر یوخرجہم یستزیہ  
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک جماعت نے اس کے موضوع  
 پر سنن ابی داؤد میں لکھا ہے کہ یہ جملہ حفاظ  
 کے بزرگ ہیں جن سے ان حفاظ کو روایت کیا جاتا ہے۔

اور حافظ ابن کثیر اپنی مشہور تاریخ الذیاد والشیاد میں لکھتے ہیں کہ حافظ ابن کثیر  
 نے فرمایا کہ حدیث موضوع کو یہ جملہ حدیث سے یہ حدیث اور اور جو نہ صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 میں موجود ہے اور حافظ ابن کثیر بھی اپنے یہ شیخ حافظ ابن کثیر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حدیث  
 جعلی اور موضوع ہے۔ (مشہور سنن ابی داؤد مکتبہ طبع مصر)

مذکورہ بالا تفصیل دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث موضوع کی روایت کرنے والے لوگوں نے اس کی  
 مخالفت کی ہے اور اس طرح ان کو مجبور کیا اور ان کو مجبور کیا کہ انہوں نے حدیث موضوع کے  
 روایہ کہنا شروع کر دیا جس کے کہوں کی تعداد کو عالم ہوائیں مذہب اسلام کی اس  
 قدر دین سمجھیں اور مذہب مسیحی مذاہب یسویٰ کو کیا ہے؟ حاشا کو کو کسی متبعین عالم ہوائیں  
 ترین ممکن کے ذہن میں یہ شہابی پیدا ہو گا کہ یہ کسا ہائے فکر ان کا کہنا نہیں ہے  
 اجتہاد دینی سے ان حدیث کو متبع کہہ کر اس کے اندر مسلک ان کا یہی ہے کہ ان کو کہیں میں  
 کو کہیں ہے اور جس کے تحقیق علماء سنن کے اجتہاد کی غلطی و غلطی ہے کہ ان کو کہیں میں  
 اجتہاد دینی وغیرہ کی طرح متبع ہے اس لئے ان کا متبع ہونا ہی ہے۔ ان کی غلطی ہے اور آخر  
 ان کا کہنا کہ حدیث موضوع کے خلاف کوئی حدیث ہے نہ تو ان کی ذلت کا دہش ہے اور ان کی  
 کہیں تا قاتل اعوان ہیں۔ صرف دینی حدیث کو ہی یہ حدیث کو کہیں میں لکھا و مکتبہ اور

قرار دیا ہے۔ باقی سب اپنے قلم میں قابل افسوس عمل میں کر رہے۔  
 وہیں تک غلطی کی گئی کہ کافر و کافریہ جہاں تک کہ کافریہ کی تفسیر و تفسیر کی گئی ہے۔

یہ بات بھی قدرتی کہ خطبہ کے جس طرح غلط فہمی کے ذریعے میں تفسیر و تفسیر سے کام لیا ہے۔ اسی طرح محدثین علیٰ نبی بھی انوار میں کی تفسیر و تفسیر میں اپنے اجتہاد سے کام لیتے رہے ہیں۔ ان کا یہ کہ وہ اس وقت تک کہ اس طرح غلط فہمی کے اجتہاد میں بھی غلطی غیر غلط نہیں ہے اور کوئی ایسا علم اس کا انکار نہیں کر سکتا جیسا کہ وہ اپنی روش سے جس قسم کی حدیث کو قائل و صحیح نہیں سمجھا مگر یہ روزِ امت ان کے اس اجتہاد کو تسلیم نہیں کرتے۔ ہم صرف ایک ہی حوالہ عرض کرتے ہیں تاکہ جو وہ غلطی نہیں کر سکتے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ:

قَدْ كُنَّا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِمَا يَنْبَغِي مِنَ الْقَدْرِ  
 اجتهاد وافی معتقدہ ذلالت وخطیہ من وجہہ  
 وعلوہ وحوال لغتہ ذلالت وحوال الزموا  
 علی اللہ علیہ وسلم من وجہ تعددہ و  
 جمیعہ بین روایہ ہذا وہذا وہذا فقلوا  
 صدق الصادق وغلط الخاطئ وخطیہ  
 الذکاب وہذا علم اقامہ لہ من حنفیہ  
 علی الزمہ محققین دینہا وبقیہ ہذا  
 نہد تبع فیہ امامتہ من جہد وافتقار  
 لہد کما ان الاجتہاد فی الاحکام اہم اللہ  
 لہ وجہ الاجتہاد و فیہ حتی حفظ اللہ ہم  
 علی جمیعہ ما حفظ من الدین وغلط ہم لہم  
 تبع فیہ ما حفظ لہم واما ما حفظ لہم

مکتبہ علی اللہ علیہ وسلم کے عادت کرنا  
 میں سے زیادہ جانتے رہے وہ امت میں جو حدیث  
 کو تسلیم نہ کرتے تھے جنہوں نے اس کی معرفت  
 میں اجتہاد کیا۔ اس کے وجہ سے اس کو غلط  
 کیا اور انہوں نے اعلان کو مسترد کیا اور کفر سے علی اللہ  
 علیہ وسلم کے ساتھ کوئی طریق کے لیے کہنے سے  
 سب اور غلطی اور معتقد اوروں کی۔ وہ ان کو تسلیم کرنا  
 پھر جنہوں نے کبھی غلطی کی تھی اور جس کو غلطی کو معلوم  
 کیا اور یہ ایسا حربہ جس کے لیے وہ توجہ دانی امت  
 میں دین کی مخالفت کے لیے کچھ لوگ غلطی کے لیے  
 اور یہ لوگ ان کے توجہ دانی کے وجہ سے  
 اسے تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے اعتقاد میں جس طرح  
 کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو تسلیم نہیں کیا



معم شریعہ کر رکھی ہے۔ روز معاذ اللہ اسی قسم ہی کے دلائل سے احادیث کا پورا ذخیرہ منکوش ہو کر رہ جائے گا اور انہیں کے قائم کردہ اصول سے منکرین حدیث (جو بیشتر علماء امام احمدیہ ہی سے ترقی کر کے اس پہنچ پہنچے ہیں اور ابھی تو۔

ابتدائے عشق ہے رو اپنے کیا؟  
کس کے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

کاہلے کر رہی ہمارا کہ گاڑی چلاتے ہیں۔

نواب صاحب فقہ کی افادیت کے بارے میں ارقام فرماتے ہیں کہ وہ  
”وفائہ تصنیف کتب فقہ و چیز است، لکھی و استفادہ طریقی اجتہاد و تعریف  
فقہ و درجہ اولیٰ و کیفیت بنا بعض بر بعض، و دوم معرفت مشق علیہ مختلف  
قہ فیہ فتوئے مزین حق علیہ بندہ (ہدایۃ السائل الی ادلة السائل علیہ)

غیر متقدّمین حضرات کے جماعتی پرچہ الاحکام ہیں اس کی تعریف موجود ہے کہ وہ۔

”الحدیث یا غیر متقدّمین کے ہاں فقہ حنفی کو علوم میں بہت ہی اونچا درجہ حاصل  
ہے۔ ان کے مدارس میں یہ باقاعدہ پڑھائی جاتی ہے۔ ان کے نصاب تعلیم میں اس  
سے اور قدرتی سے زیادہ زیادہ تک تمام کتابیں بالذات امام غلبا کو پڑھائی جاتی ہیں ان  
کے ہاں اسے مسائل کا بہت بڑا مائدہ سمجھا جاتا ہے وہ فقہ کے مسائل پر عمل کرتے  
ہیں اور قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لیے اس کی تعلیم ضروری سمجھتے ہیں۔“

(بہارہ اشعاع ص ۱۸۷ لاہور ۱۳۱۲ھ)

حقیقت الفتنہ، وزارت عدلیہ، شمس الحسنی اور ساجی القلیب کے مرقعین حضرات کو یہ

حوالہ بار بار دینا چاہیے جو فقہ حنفی کو قرآن و حدیث کے عین ترمقابل کھڑا کرنے پر مصر ہیں  
حالانکہ اس حوالہ سے یہ بالکل واضح ہو گیا کہ قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لیے فقہ کی تعلیم ضروری  
ہے۔ اور فقہ حنفی مسائل کا ایک بہت بڑا مائدہ ہے اور اس کے مسائل قابل عمل ہیں۔

”ملنے جن کو نہ تھیرے پتہ دیاں“

اور مولانا میر حسن صاحب سیان کو ٹی فرماتے ہیں کہ۔

”نیز یہ کہ فقہ حنفی میں کتب بارہ ہیں مسائل فقہ کی مستند و میں روایات سے جو



یا کہیں کسی رسالہ سے غلط لکھا ہوا کھیت دیا ہے۔ اور جس طرح اسی عبارت میں مؤلف مذکور نے کتب کو فنی و لغوی بنا کر ذخیرہ جمعی کتب الاکر دیا ہے اسی طرح انہوں نے اپنی بے باکی سے غلط فی الفہم کو فی الشیخ بنادیا ہے۔ اور اگر ہاں بھی لیا جائے کہ اصل ہی میں غلط فی الشیخ ہے تو بھی اس سے مراد کتب فقہ ہی ہیں۔ اور نسخ سے یہ مراد نہیں کہ جملہ مسائل فقہ جاریہ سے غور ہو گئے ہیں بلکہ مؤلف مذکور اور ان کے ناظم حواری پر سمجھے بیٹھے ہیں۔ اور صاحب ہدیہ متقدمین کمال عقل نہ کرتے اور نہ قدری اور جامع العقاید وغیرہ کی سطور کر کے اس کا نام جاری رکھتے بلکہ نسخ سے بھول شاعر صرف ہی مراد ہے کہ جس طرح عقلی اور عقلی و نقلی اور براہین کو مناسبت و اقتضاد اور یگانہ انداز سے صاحب دینی نے پیش کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی فنی کوئی کتاب مذہب اربعہ میں موجود نہیں ہے۔ ہم نے بھی سیکڑوں ہی نہیں بلکہ ہزاروں کتابیں دیکھی ہیں، مگر صاحب ہدیہ کا انداز بیان اور طرز استدلال کچھ اور ہی ہے۔ بقول غالب :

کہتے ہیں کہ غالب کہتے انداز بیان اور

یہ بات بھی ملحوظ خاطر ہے کہ مؤلف نتائج تقلید کے ترجمہ کردہ یقیناً قرآن مجید کی مثل سے نظیر کتاب سے بظاہر ہی معلوم ہو جائے کہ اس نے غلط کا تصور ان کو مستحکم کی غیر تصور کر لیا ہے حالانکہ اس کی خبر قدس صحت الا کا جملہ سے اور کا تصور صحت کے متعلق ہے۔ اس لحاظ سے اس کا صحیح معنی یہ ہے کہ بے شک جاری نے ان کتابوں کو نسخ کر دیا ہے جن کو غلطی نے اس سے قبل تصدیق کیا ہے جیسے قرآن کریم نے پہلی کتابوں کو نسخ کر دیا ہے۔ تو تشریف صرف نسخ میں ہے۔ اور نسخ بھی صرف بخاری یعنی ان سے بے نیاز کر دیا ہے نہ یہ کہ ہدیہ یقیناً قرآن مجید کی مثل ہے جیسا کہ مؤلف مذکور نے بلاوجہ کچھ دیکھا ہے۔

علم تاجم من فیہ الشاطی ز المتوفی ص ۱۵۰ جو اعلام العلماء احد الاعلام العبار علیہ مستمع طبعہ ۱۳۰۴ء کی طرح و تعظیم میں مشورہ حضرت الدائم المقدسی علیہ فی المتوفی ص ۱۵۰ جو اعلام العلماء اور انجید دتھے۔ تذکرہ جوہ ص ۱۵۰ فرماتے ہیں کہ

وایت صحاحہ خضراء فلانذا جبرؤیہ شیخ مصر الشاطی



فقد اعتبلا بعلوم غیر ہم مشن کتاب  
بذلک عظیم شین و مداربہ الحق  
ہذا فاکبار و صغار طاقی بقا فوہ  
تقلبا الحار و مرقود انجمن  
بحوالہ مائتہ ایہ الحنفیہ جع احد الملاح  
بعد و اسکے لوگوں کی باتیں بھی نفع کی ہیں۔  
سراسر و جیسے انمول سے اپنی کتاب کے بڑا قدر  
کر رہے کہ انہوں اور چھلوں کے لیے ایسا کہنے  
سے وہ جلت طاعت میں گئے ہیں اور انمول سے  
ایسے مستند کی اچھا ہے جو سمجھوں میں بھی نہ  
دھل سکے۔

عمر اچھی

اور علامہ جمال الدین پرست بن حرم بن عبد السلامی الحنفیہ و المثنوی سنہ ۱۰۰۰ ہجری کی کتاب  
مختصرہ تصنیف میں لکھتے ہیں کہ :-

ومن المتصنفین علی اہل حنیفۃ الداعی  
و یونحیہ اھ و بحوالہ مائتہ ایہ الحنفیہ  
امام ابوحنیفہ کے بارے میں بن حرم نے  
تصنیف و تصدیق میں امام ابوحنیفہ اور ابو نعیم  
بھی شامل ہیں۔

عمر

فقیر عینی نے امام ابوحنیفہ کا متعصب ہونا ذکر کیا تھا جس پر دیگر پستہ ہم مشرب ہو گئی  
کی طرح سرت نالغ تقلید بھی سب سے پہلے ہو گئی تھی مگر یہ نہ سوچا کہ اس میدان  
میں تنہا عینی ہی نہیں خود شافعی مالک وغیرہ بھی ان کو متعصب ہیں کہتے ہیں کہ  
ایں گن بدست کر در شرف شائز نکند !

اور علامہ محمد عین الدینی لکھتے ہیں کہ :-

و هذا الداعی قطعی و معلن فی امام ابوحنیفہ  
حنیفۃ و صفت مہار علیہ من العاویث  
بیسبہ و کذا ناک الخلیف ابغدادی  
قد فرغ فی ذات و قد یعلم انہما و حسن  
حلی حد و جامع اتفاق علی توفیق و جود لہ  
قہ و عظیم منقبتہ لقی تالی بہا لعلہ  
فی المرواعی مایضیر الیہ قالہ صلی علیہ

امام ابوحنیفہ نے امام مالک ابوحنیفہ کے بارے میں حسن  
کیا ہے اور جو حدیثیں ان کے طریق سے مروی  
ہیں ان کو ضعیف قرار دیا ہے اور اس بات پر غصہ  
بعد ازیں لکھ بھی بہت ہی غصے کا کام آیا ہے مگر  
ان دونوں میں ان کے نقلی قدم پر چلنے والے  
معتزلات کی اس کاروائی کا کوئی اعتبار نہیں ہو کر  
نام ابوحنیفہ کی قرین اور جرات شان اور ان کی نصیحت







ابن یوسف و محمد بن الحسن الشیبانی و  
الطحاوی و ابی الحسن۔ انکو بھی وراثت الہم  
اصحابہم فہم۔ لطائف الحسنیۃ فی الہد  
و الشام و مصر و الزمر و الجزیرۃ و الحبشین  
و انصرفین من ذمما و دحسین من الهجرة  
ان ہذا التاریخ مزید علی سئلہ سنہ فہم  
الوف و یخصر من و عہدہم لایۃ صدق من  
اہل علم و اختار و انور و المستوی  
فکیون یجوز ہذا المعترض و یجوز علیہم  
انہم تصانیف اعلیٰ و اسناد انی جاہل  
لا یصفت ان اسناد یجوز بہ ہذا  
و روف الہم وراثت الہم

پھر اس کی مزید تفصیل و تشریح کرتے ہوئے یہ لکھتے ہیں کہ۔

اور یہ حال اس سحران کو یاد کیا جس کے لفظ  
سے اعتراض تو اس کے کئی جواب ہیں۔ اول  
یہ کہ، یہ صاحب کی طرف اس مفاد کی نسبت کسی  
بیمعنی نہ کہ ساتھ ثابت ہوئی یا بیچے اور اعتراض  
نئے صحت کو بھی ان کے ان کی طرف نسبت کرنے  
میں تشدد سے کہہ رہے ہیں، تاہم ان کی شہرت  
ساعتاً و شباً و محل تفتت تا قبل انکا تہذیب  
سے سراسر رخنہ صیح و روایت کیا و عہدہم و وہم  
تا یہ نسبت کسی صحیح سند سے ثابت بھی ہو جائے  
تو اس کی ثابت اور صحت اس بارہ کی نہیں پس پھر

وہما قولہ بابا قیس فہو جواب علیہ من و یجوز  
و قول ان ہذا یتعلیم الی طریق صحیح و یجوز  
المعترض قد شدہ فی سبۃ التعلیم انی  
اہلہما و شہاد سماع الی خطۃ علی  
خطبہا و کفیت ہذہ الروایۃ اثبات  
ثبت بطریق صحیح فائدہ ہمیشہ و نہ  
یسمو من شہرۃ صدیر غنی و دعوی  
و جمیعہ عن اصنام الی حقیقۃ و قد نوثر  
علمہ و فضلہ و اجمع علیہ فہم ہتہ ج  
فی المعلوم بالمضنون بن جہا فی تحقیق





مسائل میں قابلِ مذمت تھے کیا نوٹس حقیقتِ لغتہ اور اس کی برہمی نیابت میں یہ وہ تجربہ ہے  
 کردہ ان حضرات سے اپنی تمام کردہ سرکاری کارایک ایک دعوئی یا خواہشات کرشت؟ فیصل  
 من مہلہ: اے

کلیب، مینہ، پائے ریاضے دارو

یہ ٹیکٹ ہے کہ ان میں سے بعض حضرات نے اہلِ جناح پر اعتراضات کرنے  
 دلوں کے بعض اقوال نقل کئے ہیں مگر ساتھ ہی ان کی پرزور تردید بھی کردی ہے۔ یہ کتنے بڑے دلیل  
 مند نہیں ہے کہ ان کا برہمہ سرحدِ بہتان اور نفسِ جھوٹ توڑنا کیسے مگر صبرِ صبر اور  
 ہزارا فوسس ہے کہ یہ سب کچھ کرنے کے باوجود بھی ان کے اہلِ مذمت ہونے میں کوئی حشرق  
 نہیں آتا۔ احوال و احوال۔ تو۔ نہ لیکن مد

حقیقت ہرگز یہ زندگی سے ہونا ہوگی

نظر کی قوتوں کو مستیادِ حق وہ بطل ہے

کیا اسات میں بھی کوئی ولی ہوا ہے؟

حقیقت لغتہ جملہ اولیٰ میں یہ عنوان قائم کیا گیا ہے۔ کیا حنفی مذہب میں ولی ہونے  
 میں ہرگز حنفی کہا کرتے ہیں کہ ہمارے مذہب کے حق ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ اس مذہب  
 میں ہرگز اولیاء اللہ ہوتے ہیں اس کا جواب بگوشِ حق عطا ہے۔

حضرت پیرانِ سریش عبد القادر جیلانیؒ کہ جس کو چاہوں وہ ہر مذہب پر ولی ماننے میں ہم  
 صاف اس بات سے انکار کرتے ہیں جبکہ جیلانیؒ نے اس مذہب پر حائل میں ہے۔

کیس لشیعہ انیلائی حنکان للہ وشیعہ حضرت پیرانِ سریش پیرانِ سریش پیرانِ سریش پیرانِ سریش  
 علی علیہ السلام حاتم بن حسینؒ فقال اللہ سبحانہ و تعالیٰ کہوں کہ میں نہیں، افرامہ کوئی  
 ماحد۔ ولا یکون یہ مذہبوں کے دستہ ہی قائم۔

الجواب

یہ استدلال کسی وجہ سے باطل اور نہ روایت۔ اولاً اس سے کہ ہم نے بھی القرض ایسا سم  
 کی عبارت نقل کی ہے جس میں اس کی تصریح ہو کر وہ ہے کہ حضرت امام عظیمؒ کے متبعین میں علم



اخذ ہے گی۔ نہ اسے بھائیوں کو نہ ملی چھوڑیں کوئی گئی کیوں نہ ہو! احمدؒ ہے منان تو جسے عین  
چھوٹے میاں سبحان اللہ! مشورہ ہی ہے۔ یہ وراثت میں عطا کی اور اخیانی بھائیوں کو مل سکتی ہے۔  
ان کی موجودگی میں بے پائوں کو وراثت کی طرح مل سکتی ہے؛ دیکھا آپ نے کہ غیر مقتدرین حضرت  
بکا، خلیش کیسے پرستار ہیں کہ خلیوں کو ترک پہنچانے کی خاطر دیکھیں اور شاخیں کو بھی ولایت کے  
دفتر سے خارج کر دیا ہے مگر ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ

بچوں کیلئے نہیں ہم نے کرنا نہیں دیکھے

میں غافل بکا، خلیش فرماتے نہیں دیکھے

حکومت حقیقت اللہ جیسے سوہ سونے میں المسبہ الحرام میں حقیقی مصلحت کے لئے میں لکھتا ہے کہ  
اس مقام پر قدیم دارالندوہ مشرکین پر سب کا تھا جہاں بیٹے کرنا جہل وغیرہ کوٹ۔  
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشرکے کیا کرتے تھے۔ (تذیب نبوی ص ۱۸)  
میں وجہ ہے کہ اس کا اثر سب تک ٹھکریوں کے مقابل کام کرنا ہے۔ (راستی بھنگ)

### الجواب

یہ بالکل مرادوہ ہے۔ انکو اس سے کہ مستند تاریخی کتابوں سے اس کا ثبوت دیا جاوے۔

و ثانیاً اگر تسلیم ہی کر لیا جائے تو کیا محمد نبوی کی جگہ مشرکین کی قبریں نہ تھیں؟

(ملاحظہ ہو محمدی ج ۱ صفحہ ۱۰۱) جن کو مذہب قبر بھی ہوتا نہ ہوگا۔ تو کیا محمد نبوی کا اعتبار اور احترام  
نہیں کرنا چاہیے؟ اور کیا کسی غیر مقتدر نے مسجد نبوی میں نماز نہیں پڑھی؟ قرآن میں تو یہی بات  
فکر اس سے کیا کہہ میں قرآن پر ساتھ بٹ نہ تھے؟ جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرک  
میں فتح کر کے موقع پر دیا تھا تو کیا سوائے اللہ کیجئے اللہ کا احترام ترک کر دیا جائے؟ پرورش  
میں اگر جواب دیں۔

ایک اور اعتراض

بعض غیر متقدمین حضرات کہتے ہیں کہ خلیوں کو ناقابل اعتبار ٹھہرانے کے لئے یہ بھی کہا کرتے  
ہیں کہ بعض کتبوں میں یہ شعر بھی لکھا ہے کہ وہ

فلحمة بہنا امہ ادہ صلی علی من رآہ قولہ الیٰہینہ



چنانچہ حقیقت اللہ صمد سوم صلا میں بخواند در حق با حیات یہ شوق لعل کر کے اس کا ترجمہ  
یوں کیا ہے کہ لعنت ہو جسے، اب کی لعنت شمار کر کے اس شخص پر جو ابو عیسیٰ کے قول کو نہ  
کرسے یعنی قبول نہ کرے: (اسی منظر) اور اس کے لکھنے کے یہ صمد جہین یعنی ابو عیسیٰ کے شاگرد  
امام محمد بن یزید سے تین ٹکڑے زیادہ مسائل میں امام ابو عیسیٰ کا خلاف کیا ہے اور محمد بن  
موسیٰ (حقیقت لفظ صمد دوم صلا) گویا یہ بھی مردود ٹھہرتے۔ (معاد اللہ)

الجواب :-

اس اعتراض کا تعلق اگرچہ حضرت امام صاحب کی ذات سے نہیں، اس لیے کہ ان  
کا قول نہیں بلکہ یہ امام عبد اللہ بن مبارک (المترقی مشاہد) کی طرف منسوب ہے، (دیکھئے سند و ادب)  
مردود وغیرہ، مگر چونکہ اس سے امام صاحب کی فکر کو نہ کن متاثر ہے، اس لیے اس کا جواب  
بھی ہم عرض کئے دیتے ہیں، قطع نظر اس سے کہ رد اور اختلاف میں کافی فرق ہے، یہ قول امام  
صاحب کے شاگرد کا ہے اور ان کے اسی مسائل کے بلے میں ہے جو ان کے علم کے مطابق  
قرآن و حدیث کے عین مطابق تھے اور انکار کرنا یا اسکی لعنت ہی ہے، متاخرین کے مسائل اور عقائد  
جو غیر متین کے قیاسات ہیں وہ اس سے مراد نہیں ہیں اور اپنے امت کے متعلق ایسی حق تعالیٰ  
ہاشمیت اور فرد عاشق کوئی انوکھی بات نہیں ہے، اس کا اگر غلطی العقیدت کے تعبیر کرنا  
تو یہ باندہ جو چنانچہ غیر متقدمین حضرات کے شیخ اسکی مولانا سید نذیر حسین صاحب کے حوالہ سے  
میں لکھ دیتے کہ :-

”ساندہ کا ادب : امین صاحب اپنے اس تذکرہ جناب مولانا، ولی اللہ صاحب  
مولانا شاہ عبدالعزیز اور جناب مولانا محمد اسماعیل قدس سرہ اور ان کے خاندان کی نسبت اس  
کرتے، اکثر قرآن و حدیث کے ترجمے کے موقع پر فرماتے تھے کہ اس کا مترجمی ترجمہ سنجو  
جملے ہزاروں سے پہلے پہلے آیت اور بیان مسائل میں بھی ایسی بزرگوں کے اقوال  
سے سند سے اور فہم سے جانتے حضرات یوں فرماتے ہیں، اس پر کوئی آزاد طبع غالب علم  
اگر یہ کہہ دیا کہ حضرت اکابر سند نہیں ہو سکتا جب تک قرآن و حدیث سے سند  
نہ دی جائے تو بہت خدا جو کہ فرماتے، مردود کیا یہ حضرات شخص کے لئے ایسی

ہی انسان گھٹائی نہیں ہے ؟ (فقہ الحیات بعد المات ص ۲۳۳)

حضرت میاں صاحب کا عقیدہ کہ جس بہت وسیع اور شاگرد کثیر تعداد میں چہلے تھے۔  
 ظاہر بات ہے کہ ایسا عقیدہ امتیازِ مروت، الوہیت محمدؐ، الخ صاحب ذی تقویٰ، مولانا فاضل العزیز  
 صاحبہ رحمہما آپسی مولانا شاد اللہ صاحب، ام قمری مولانا محمد شہیر صاحب سہوئی، مولانا  
 حافظ عبد اللہ صاحب غازی پورٹی مولانا عبدالرحمن صاحب مہار پوری، مولانا محمد حسین صاحب  
 بناوٹی اور مولانا امجد علی صاحب سیالکوٹی ہی اس قسم کے جری، زکی اور لبرہی کر سکتے تھے۔ دوسرے  
 ہرگز وہ کو اتنی بھری مجلس میں سوالی کرنا بھی کہے وارد نہ کر حضرت میاں صاحب مرحوم ان  
 معترض حضرت کو اس لیے مردود کہتے ہیں کہ ان کے اساتذہ کرام کے بارے میں کچھ نہ  
 کا اظہار کیا ہے۔ اور اگر کوئی نام لے کر عیض کی شانِ رفیع میں انتہائی بے اعتدالی کا ذکر کرنا ہو تو ان  
 کے قول کو محض تعصب اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے رد کرنا ہر جن کے علم و فضل اور تقویٰ و ہمت  
 کو حضرت میاں صاحب مرحوم کے اساتذہ کرام بھی نہ صرف یہ کہ قبول کرتے ہوں بلکہ ان کی  
 تقلید کو اپنے لیے کامرانی اور بھگتے ہوں اور اہمیت کی اکثریت ان کی تعریف میں صاحب  
 ہر اگر کرتی صاحب فرطِ محنت اور جوشِ عقیدت میں اکثر شاگردِ تخیل کے تحت ایسا کہنے  
 تو وہ کیونکر باعثِ مذمت ہو سکتا ہے ؟ اور جن کہ بوں میں اس کا ذکر ہے وہ کیونکر ناقابل  
 اعتبار و محضائی جاسکتی ہیں ؟ اگر کسی طرزِ استدلال سے قواعد الحیات بعد المات کو ناقابلِ اعتبار  
 سمجھا جائے۔ جس میں حضرت میاں صاحب کے اساتذہ پر بے اعتدالی کرنے والے کو مردود کہا  
 گیا ہے بلکہ خود حضرت میاں صاحب پر بھی اعتبار نہیں کرنا چاہیے جنہوں نے اپنے اساتذہ  
 پر بے اعتدالی کرنے والے کو مردود کہا ہے۔

کیا اصحابِ اہلِ حنیفہ نصاریٰ کے مشابہ ہیں ؟

مؤلف نتائجِ تقلید نے اصحابِ اہلِ حنیفہ کو بڑے خور و غیاہ کھلے اور ان کی علیٰ سلا  
 مرد علی کلمات کو دبا دبا کر کہنے کے لیے یوں گوبر افشائی کی ہے کہ :-

۱۔ ایک دوسرا قول حضرت خلیفہؑ نے بہت صحیح برقیہ میں خدائی جیسے نام نہاد  
 کا اس طرح نقل کیا ہے، یعنی واسطی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد و معتمد پڑھنے

داروں سے یہ کہتے ہوئے منسوبے مراثیت فوقاً منسوبہ ہا نہضاری من  
اصحاب الیٰہی حقیقتہً جنہیں سے زیادہ حلیہائوں کے مشاہد میں نے دوسری  
قوم کوئی نہیں دیکھی ؟

(ترجمہ از مہینہ نامہ پنج بغداد، مکتبہ تاج انقلاب عربیہ)

الحجاب :-

مذکورہ مذکور کا اس سے استدلال بالسریر باطل اور مردود ہے۔ اولاً اس سے کہ مرقفہ مذکور  
اس قول کو منہ پر جمع گناہ ہے۔ پہلے اس کی شدت سے کہ کہاں ہے ؟ یہ روزت مہینہ پنج بغداد  
۳۰ مئی ۱۳۰۵ طبع مصر میں لڑی آئی ہے۔ وقال ابو ب بن شاذل بن عیسیٰ الواسطی صاحب پنجد  
بن ہارون الخ فلقہ خطیبہ کی ولادت مشککہ میں اور حضرت برقر بن ہارون کی وفات  
مشککہ میں ہوئی ہے۔ در بیان میں ۲۵۰ سال کا طویل زمانہ ہے لیکن در بیان کارلوی  
صرف ایک ہے۔ خطیب بغدادی سے لے کر ابو ب بن شاذل تک سند کی کئی کڑیاں وہ  
راوی خائب ہیں مگر مؤلف نہایت اعتقاد و یقین سے اچھا است کی وجہ سے اس کو منہ پر جمع گناہ  
ہے۔ اور غرض یہ کہ ان کے جملہ صدقین اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ پنج  
ناقصہ سرگرمیاں کر سکتے کیا کہتے !

وثانیاً یہ روایت ابو ب بن شاذل سے ہے نہ کہ عیسیٰ واسطی سے عیب کہ مرقفہ سے  
حنفیوں کو نہضاری کے ساتھ تشبیہ دینے کی خوشی میں یہ مجھ دکھا ہے۔

ثالثاً مرقفہ مذکور اس کی بداعتہ کا یہ فریضہ ہے کہ وہ ابو ب بن شاذل  
ہائے کردہ تشبیہ یا تشبیہ معروفت ہے یا جمول ؟ کیونکہ اسرار الرجال کے معروض  
کتاب میں اس کا تذکرہ نہیں مل سکا۔

وآخرتاً ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ جن روایات سے علامہ خطیب بغدادی نے  
اصحاب کے کتاب بیان کئے ہیں ان کے اکثر روایت مشککہ میں ہیں۔

دخلاً حضرت برقر بن ہارون سے حضرت امام ابو یوسفؒ آپ کی فتاویٰ کتاب کی  
فضیلت، ہوا کہ پہلے عرض کی جا چکی ہے۔ پھر اسی سے باسانی امام صاحب کے اصحاب



مقام کے لحاظ سے علی بن نقیہ میں کی زندگی یادگار تھی بعد ان کے بعد علی اور نقیہ مقام کے اعتبار سے جڑا سہارا ان کی کوئی فکر پیدا نہیں ہوئی، حق کے بلکہ یہ ارشاد فرماتے ہیں :-

واعلم رحمہ ما من فن الاصولی فیہ لاشی غیر  
الفتنہ فان فیہ مقلدہ صریح و لا مری فیہ  
حقاً الا لمن حصل لہ العلم بہ -  
کونے لائے نہ ہو مگر خود میں ہی خاصہ عقیدہ ہو لہذا میں  
کسی کے لیے ہیں (نقے دلی ہوا) حق نہیں سمجھتا جس نے

و فیض الباری ۲/۲۷۱ ص ۲۷۱  
اُس کے جس کو اجتہاد حاصل ہو۔

خود فرماتے کہ جو لوگ یہ کیا فرمایا؟ جب حق کا مقام اتنا مشکل ہو رہا کیسے تو اس میں یہ نقصان  
دام الہی حضرت امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کی خطیوں، نکتان، شریک کے ہیں کا رد گئی نہیں ہے  
کیونکہ خود حضرت کو اس فن کی بارگاہوں تک سہائی حاصل کرنے کی اہلیت حاصل ہو تو پھر کسی بہت  
اور اعتدال حاصل کا کچھ مدنی ہو سکتا ہے اور نہ اس کی ایسی عقیدہ آفتاب پر ختم کرنے کے مترادف ہے  
اور مشہور ہے کہ جو آفتاب پر بخیر کے گا وہ اس کے منہ پر لے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں بصیرت  
صالحین کی رحمت اور اتباع کا جذبہ پیدا فرمائے اور ان کے ساتھ سزا و عتاب سے محفوظ رکھے آمین  
وصلی اللہ تعالیٰ علی محمد وعلی آلہ واصحابہ وجمعہم متبعہ الی یوم القیامہ آمین

احقر العباد

ابوالزاہر محمد سرفراز خطیب جامع گلگت

مدینہ منورہ نفعہ المسلمین گجرانوالہ

۱۲ ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ ۲۹ مئی ۱۹۱۴ء

# مکتبہ صفاریہ نوروغنیہ گھر گوجرانوالہ کی مطبوعات

خزان السنن تقریر ترمذی طبع ہوا	احسن الکلام مسئلہ تحت ظہر امام کی دہائی ہفتہ	نسکین الصدور مستندین کے آثار میں میں ہوا	الکلام المفید مستندین کے آثار میں میں ہوا	ازالۃ الريب مسئلہ مفید میں ہوا
راہ ست مذہب کا کتاب	آگہوں کی خبر مستندین کے آثار میں میں ہوا	احسان الباری مستندین کے آثار میں میں ہوا	طائفہ منصورہ مستندین کے آثار میں میں ہوا	ارشاد الشیعہ مستندین کے آثار میں میں ہوا
ورود شریف پڑھنے کا شری طریقہ	عبادات اکابر مستندین کے آثار میں میں ہوا	تبلیغ اسلام مستندین کے آثار میں میں ہوا	گلدستہ توحید مستندین کے آثار میں میں ہوا	دل کا سرور مستندین کے آثار میں میں ہوا
راہ ہدایت مستندین کے آثار میں میں ہوا	ہائی دارالعلوم اویہ ہند مستندین کے آثار میں میں ہوا	ینا بیع مستندین کے آثار میں میں ہوا	چراغ کی روشنی مستندین کے آثار میں میں ہوا	مسئلہ قربانی مستندین کے آثار میں میں ہوا
میراثیت کا پتہ مستندین کے آثار میں میں ہوا	مقالہ ختم نبوت مستندین کے آثار میں میں ہوا	المسلک مستندین کے آثار میں میں ہوا	العام البیہان مستندین کے آثار میں میں ہوا	حلیۃ المسلمین مستندین کے آثار میں میں ہوا
آئینہ محمدی مستندین کے آثار میں میں ہوا	شوق حدیث مستندین کے آثار میں میں ہوا	ماہی قاری مستندین کے آثار میں میں ہوا	تفہیم متین مستندین کے آثار میں میں ہوا	باب جنت مستندین کے آثار میں میں ہوا
مردود کی سبب مستندین کے آثار میں میں ہوا	تفسیر الخاطر مستندین کے آثار میں میں ہوا	چہل مسئلہ مستندین کے آثار میں میں ہوا	عمدۃ الاثبات مستندین کے آثار میں میں ہوا	الشہاب المسین مستندین کے آثار میں میں ہوا
سامع موتی مستندین کے آثار میں میں ہوا	چالیس دعائیں مستندین کے آثار میں میں ہوا	مقالہ ابی حنیفہ مستندین کے آثار میں میں ہوا	صرف ایک اسلام مستندین کے آثار میں میں ہوا	عقلم الذکر بالبحر مستندین کے آثار میں میں ہوا
اطیب الکلام مستندین کے آثار میں میں ہوا	انکار حدیث کے نتائج مستندین کے آثار میں میں ہوا	مرزائی کا جنازہ مستندین کے آثار میں میں ہوا	مستندین کے آثار میں میں ہوا	مستندین کے آثار میں میں ہوا

مطبوعہ عمر اکادمی	خزان السنن مستندین کے آثار میں میں ہوا	جنت کے مقامات مستندین کے آثار میں میں ہوا	حمیدہ مستندین کے آثار میں میں ہوا	غیر قتلین کے مستندین کے آثار میں میں ہوا
بقاوی شریف مستندین کے آثار میں میں ہوا	مستندین کے آثار میں میں ہوا	مستندین کے آثار میں میں ہوا	مستندین کے آثار میں میں ہوا	مستندین کے آثار میں میں ہوا